

517 ۰۰۵۰

تذکرہ

تذکرہ
517

اولیائے

پاک و ہند



حامد امجد بیگ - لاہور

جدید

تذکرہ اولیائے پاک و ہند مخمس خانہ تصوف

ڈاکٹر ظہور حسن شارب

ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی
بانی صدر: دی سوسائٹی آف منٹس

سیجاد کاشمیری:

حضرت مخدوم سہار الدین سہروردی (مہرولی تھی دہلی)

حضرت نواب گدڑی شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ (جمیشیر لیف)

حامد اینڈ پبلی کیشنز
مدینہ منزل لاہور

53518

قیمت : ۲۶/- روپے،

تقسیم کار
واحد

فریدپاک ^طمال ۲۰ اردو بازار، لاہور

قطب الاقطاب
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

کے

بارگاہ میں

یہ چند اوراق بصدعجز و نیاز پیش کرتا ہوں

”گر قبول اُفتد زہے عزیز و شہر“

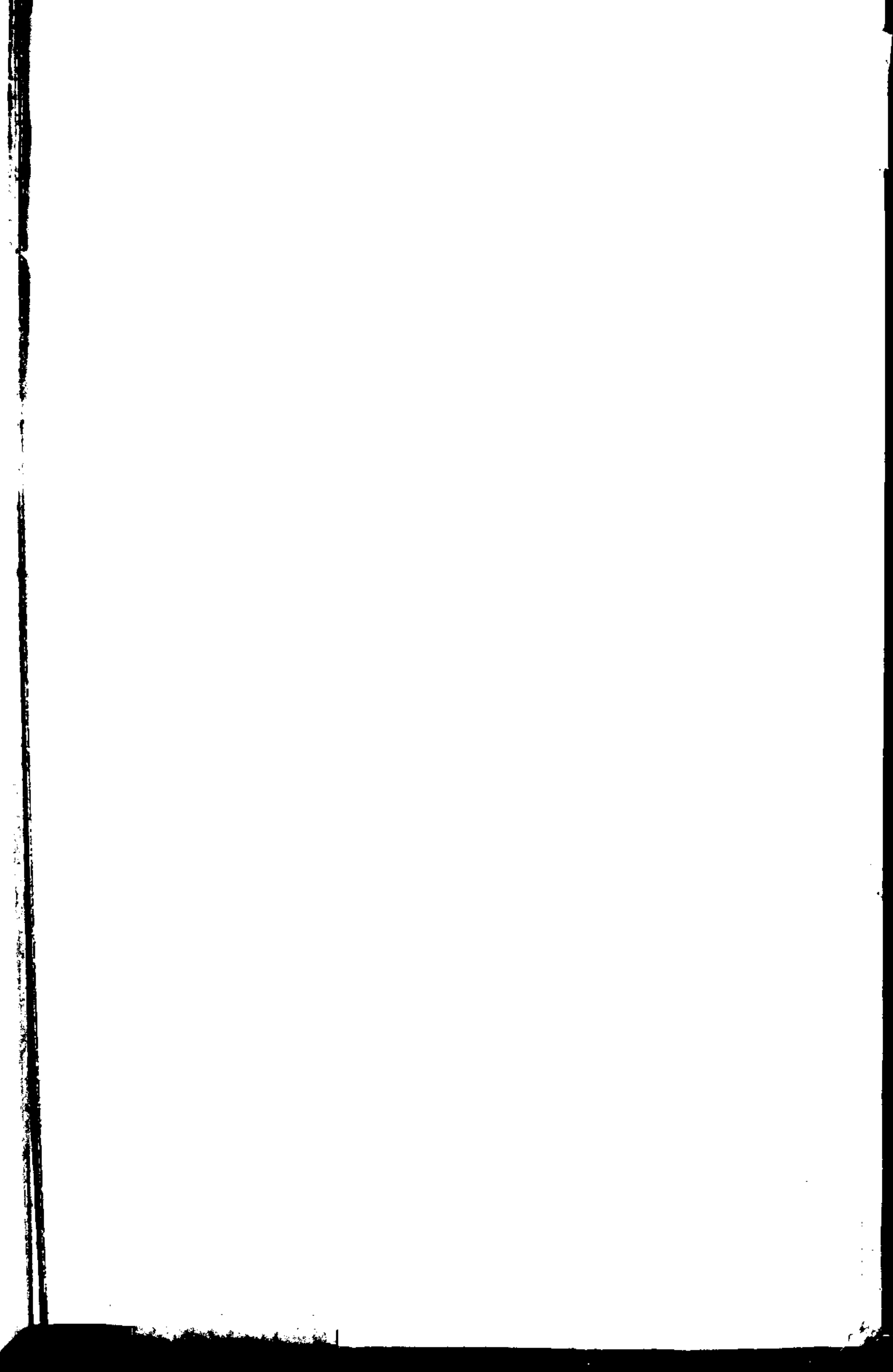
شارب

جمالِ مصطفیٰ

کس زباں سے ہو بیاں وصفِ کمالِ مصطفیٰ
مل نہیں سکتی دو عالم میں مثالِ مصطفیٰ
عالمِ امکاں کی زینت ہے کمالِ مصطفیٰ
نور بار و رحمت افشاں ہے جمالِ مصطفیٰ
عرش سے تافرش روشن ہے جمالِ مصطفیٰ
ذرے ذرے سے نمایاں ہے کمالِ مصطفیٰ
جان و دل میں قلب میں جسم و روانِ روح میں
ہے بہر صورت بہر سیرت جمالِ مصطفیٰ
جگمگا اُٹھے ضیائے نورِ حق سے بحر و بر
آشکارا جب ہوا حُسنِ جمالِ مصطفیٰ
عرش پر بے پردہ دکھیا جلوۂ نورِ احد
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوتا کمالِ مصطفیٰ
قلب روشن ہو گیا سینہ منور ہو گیا
شاربِ آبا جب نظر مجھ کو جمالِ مصطفیٰ

مددے!

بے مددگار منم حضرت حیدر مددے
دستِ قدرتِ مددے، فاتحِ خیبر مددے
باعثِ رحمتِ حق منظرِ الطافِ نبی
مائی دینِ متیں نفسِ پیبر مددے
تشنہ لبِ آمدہ امِ برِ ذرتِ اے آبِ حیات
بحرِ بخششِ مددے قاسمِ کوثر مددے
چوں درِ پاکِ توشہ مامن و طجائے جہاں
ماملِ خلقِ نبی، بامنِ مضطر مددے
شاربِ اودنے غلامے بدرتِ استادہ
شاہِ قنبر مددے مالکِ و سرور مددے



فہرست مضامین

		ریہاچہ	
		حصہ اولہ	
۱۲۳	باب ۱۸ حضرت مولانا فخر الدین مروزی	۱۲	باب حضرت شیخ علی جویری
۱۲۶	باب ۱۹ حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ		حصہ دوم
۱۲۷	باب ۲۰ حضرت شیخ صدر الدین طیب دہلوی	۲۵	باب حضرت شیخ جلال الدین تبریزی
۱۲۹	باب ۲۱ حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء	۳۲	باب حضرت شیخ محمد ترک ناردولی
۱۳۶	باب ۲۲ حضرت سید جلال الدین بخاری	۳۶	باب حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز
	حصہ چہارم	۳۷	باب حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر
۱۴۹	باب ۲۳ حضرت میر تیا شرف جہانگیر سمنانی	۳۸	باب حضرت شیخ احمد نیروانی
۱۵۶	باب ۲۴ حضرت شیخ فتح اللہ اودھی	۴۱	باب حضرت شیخ بہار الدین ذکریا
۱۵۷	باب ۲۵ حضرت سید محمد گیسو دراز	۵۰	باب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر
۱۵۸	باب ۲۶ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی	۶۲	باب حضرت صوفی حمید الدین ناگوری
۱۶۲	باب ۲۷ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودولوی	۶۸	باب حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید
۱۸۲	باب ۲۸ حضرت شاہ بدیع الدین مدار	۷۰	باب حضرت شیخ عبدالدین عارف
۱۹۰	باب ۲۹ حضرت شیخ مارونگ	۷۴	باب حضرت علامہ الدین علی احمد صابر
۱۹۳	باب ۳۰ حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی	۸۲	باب حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی
۱۹۵	باب ۳۱ حضرت شیخ احمد کھٹو		حصہ سوم
۱۹۸	باب ۳۲ حضرت قطب عالم	۸۹	باب حضرت خواجہ شمس الدین ترک
۲۰۰	باب ۳۳ حضرت قاضی سید عبدالملک المعروف شاہ جہاں	۹۶	باب حضرت شیخ شرف الدین احمد کھنیز
۲۰۱	باب ۳۴ حضرت شاہ مینا	۱۰۰	باب حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر
۲۰۲	باب ۳۵ حضرت شاہ عالم	۱۰۳	باب حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح
۲۰۵	باب ۳۶ حضرت شیخ سعد الدین خیر آبادی		

۲۹۳	حضرت سیدنا شاه امیر ابوالاعلیٰ	باب ۵۵	۲۰۷	حضرت شیخ حسام الدین مانک پوری	باب ۲۰۷
۳۰۲	حضرت ملا شاه	باب ۵۶	۲۱۱	حضرت شیخ درویش محمد	باب ۲۱۱
۳۱۰	حضرت سرمد شہید	باب ۵۷	حصہ پنجم		
۳۱۵	حضرت میر سید محمد کاپروی	باب ۵۸	۲۱۵	حضرت خواجہ حسین ناگوری	باب ۲۱۵
۳۱۸	حضرت سید دوست محمد	باب ۵۹	۲۱۸	حضرت شاہ کمال کستعلیٰ	باب ۲۱۸
حصہ ہفتم			۲۲۲	حضرت شیخ بہار الدین	باب ۲۲۲
۳۲۵	حضرت سلطان بابو	باب ۶۰	۲۲۷	حضرت شیخ احمد مجد شیبانی	باب ۲۲۷
۳۳۲	حضرت میران سید شاہ بھیکہ	باب ۶۱	۲۳۰	حضرت خواجہ خانو	باب ۲۳۰
۳۴۳	حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی	باب ۶۲	۲۳۱	حضرت مولانا شیخ جمالی	باب ۲۳۱
۳۵۱	حضرت بلھے شاہ	باب ۶۳	۲۳۷	حضرت شیخ عبدالقدوس	باب ۲۳۷
حصہ ہشتم			۲۴۲	حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجھلہ	باب ۲۴۲
۳۵۹	حضرت خواجہ نور محمد بہاروی	باب ۶۴	۲۴۴	حضرت شیخ حمزہ دھروی	باب ۲۴۴
۳۶۳	حضرت سید عبداللہ قادری	باب ۶۵	۲۴۶	حضرت شیخ سلیم حشتی	باب ۲۴۶
۳۶۶	حضرت شاہ نیاز احمد	باب ۶۶	۲۵۱	حضرت شیخ جمال الدین کھانہ سری	باب ۲۵۱
۳۷۵	حضرت خواجہ محمد سلیمان	باب ۶۷	حصہ شیشم		
۳۸۰	حضرت سید غوث علی شاہ	باب ۶۸	۲۵۹	حضرت مادھولال حسین	باب ۲۵۹
حصہ نہم			۲۶۶	حضرت شاہ ابوالعالیٰ	باب ۲۶۶
۳۶۹	حضرت مولانا شاہ فضل رحمن	باب ۶۹	۲۷۱	حضرت شیخ احمد مجد والفت ثانی	باب ۲۷۱
۳۶۳	حضرت حاجی وارث علی شاہ	باب ۷۰	۲۸۱	حضرت میاں میر	باب ۲۸۱
			۲۹۰	حضرت شاہ بلاول	باب ۲۹۰

دیسپاچ

اولیاء کے دل نور مشاہدہ جمال باکمال و مکاشفہ جلال لایزال سے منور، روشن اور تاباں ہیں، وہ صراحتاً "آتش شوق تیسز تر گرد" کا مصداق ہیں۔

وہ مشعل نور ہیں۔ وہ تاریکی اور ظلمت کو دور کرنے والے ہیں۔ وہ سوز و سازِ عشق و محبت، خلوص و اخلاص، صدق و صفا، لطف و عطا، جود و سخا، مہر و وفا، حُب و لاکا پیکر ہیں۔ خلوص اُن کا ہتھیار ہے، اخلاق اُن کی ڈھال ہے، صدق اُن کی تلوار ہے، عشق اُن کا تیر ہے۔ تحمل اُن کا شعار ہے۔ توکل و قناعت کی دولت اُن کے پاس بے شمار ہے۔

وہ ذہنی غلامی سے آزاد ہیں۔ فائدے کی امید اور نقصان کا خوف اُن کو محکوم اور غلام نہیں بنا سکتا۔ انہوں نے ایک ایسے قانونِ حیات کی بنیاد ڈالی جس کی رُو سے انسان کا انسان سے محبت نہ کرنا ایک "جرم" ہے۔

ان کے قانونِ حیات کے تمام باب، اور ہر باب کی تمام دفعات کا مقصد اور منشا ایک ایسے سماج کی تشکیل ہے کہ جس میں روحانی خصوصیات و خوبیوں کو ممتاز و نمایاں درجہ حاصل ہو اور جہاں محبت، انسانیت، خدمت، ہمدردی، اخوت، مساوات، ایثار، صدق، خلوص، بردباری، شکر اور تسلیم و رضا کی بالادستی کا فرمانظر آتی ہو۔

میں نے "معین الہند" لکھ کر خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رح کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ پھر دلی کے بانیل خواجہ "لکھ کر دلی کے برگزیدہ پیرانِ عظام کو نذرِ عقیدت پیش کی۔

یہ کتاب اس سلسلے کی تیسری کڑی ہے۔ اس کتاب میں ان اولیائے کرام کے حالات شامل ہیں جن کے حالات "معین الہند" اور "دلی کے بانی" میں خواجہ میں جگہ نہ پائے۔ اس کتاب میں نہایت اختصار کے ساتھ مفاد یعنی ستر اولیائے کرام کے حالات، طبیات، خوارق عادات، غرائب واقعات و حکایات، تادراسرافات، ترک لذات، مراقبات و مشاہدات، اور ادو وظائف و معمولات، کلمات طبیات و تعلیمات، کشف و کرامات، مجاہدات و عبادات و ریاضات، مکتوبات و مقامات درج کئے ہیں۔

یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے۔ اگر میری یہ کتاب ان اولیائے کرام نے قبول فرمائی تو یہ میری محنت کا بہترین صلہ ہوگا۔

ظہور الحسن شارب

شارب انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز

شارب ہاؤس، جمارہ، اجمیر شریف

۳ اپریل ۱۹۶۵ء

ایں مدرسہ نیت جاتے آواز
از سینہ بسینہ میرسد راز

حصّہ اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب ۱

حضرت شیخ علی ہجویری

حضرت شیخ علی ہجویری سلطان الطریقیت ہیں۔ گنج حقیقت ہیں۔
برہان الشریعت ہیں۔

آپ سادات حسنی سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چند
واسطوں سے حضرت سیدنا زید شہیدؒ ابن امیر المؤمنین
حضرت سیدنا امام حسن پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد غزنی کے رہنے والے
تھے۔ آپ کے دادا کا نام حضرت علی ہے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام عثمان ہے۔ بلکہ
ولادت آپ غزنی میں پیدا ہوئے۔

نام آپ کا نام "علی" ہے۔ ہجویری شہر کا نام نہیں ہے، بلکہ غزنی کے ایک محلے
کا نام ہے۔ اس لئے آپ "علی ہجویری" کہلاتے ہیں۔

کنیت آپ کی کنیت "ابوالحسن" ہے۔ لہ

لقب آپ "داتا گنج بخش" کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

لہ کشف المحجوب (اردو ترجمہ) ص ۷ سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۴۴

لقب کی وجہ تسمیہ
 خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین من چنی سبزی
 جب لاہور میں رونق افروز ہوئے تو آپ کے مزار
 مبارک پر اعتکاف فرمایا جسے چلتے وقت حضرت خواجہ غریب نواز نے حسب ذیل شعر پڑھا
 گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کا ملاں دارما
 اس روز سے آپ کا نام گنج بخش مشہور ہوتے۔ بعض لوگ تو آپ کو "گنج بخش" کے لقب
 سے پکارا کرتے ہیں۔

تعلیم و تربیت
 آپ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کر علوم باطنی
 کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے استاد شیخ ابوالقاسم
 آپ سے فرماتے تھے کہ ہم

"فقیر کے لئے حاضر تھی مرشد سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے فقیر کو چاہئے کہ
 حاضر تھی مرشد کی رکھے۔ مرشد وہ ہوتا ہے جو کہ خواص ہونہ کہ متصل۔ فقیر کو چاہئے کہ اگر
 اپنے میں قوت پائے تو تب بیعت کرے۔ اور اپنے میں قوت نہ ہو تو دونوں خراب ہوں گے
 آپ شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی کے مرید ہیں۔ وہ
 مرید حضرت خضری کے، اور وہ مرید حضرت شیخ شمس الدین
 آپ نے خراسان، ماوراء النہر، مرو آذربائیجان وغیرہ
 کی سیر و سیاحت فرمائی بہت سے درویشوں سے ملے
 اور بہت سی برگزیدہ ہستیوں سے استفادہ حاصل کیا۔ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی
 حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر اور حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری کے روحانی فیوض سے
 مستفید و مستفیض ہوئے۔"

بیعت و خلافت
سیر و سیاحت

پیر و مرشد کا حکم
 آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم سے ہندوستان تشریف لائے
 واقعہ اس طرح ہے کہ آپ نے ایک رات اپنے

۱۔ خزینۃ الاصفیاء ۱۷۱ کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۱۷۱، ۱۷۲ نجات الائنس (فارسی) ص ۲۹
 ۲۔ سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۱۷۲ ۳۔ سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۱۷۲

پیر روشن ضمیر کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ :
 ”تم کو لاہور کا قطب بنایا گیا ہے لاہور تمہارے سپرد کیا گیا۔ لاہور جاؤ۔“
 آپ نے خواب ہی میں اپنے پیر سے عرض کیا کہ لاہور میں پہلے سے خواجہ حسن
 زنجانی موجود ہیں ان کی موجودگی میں میرا لاہور جانا بے کار ہے۔
 آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو جواب دیا کہ بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں،
 دیر نہیں لگانا چاہئے۔ جلد روانہ ہونا چاہئے۔

روانگی : حکم پاتے ہی لاہور روانہ ہوئے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ
 آپ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ
 ہندوستان تشریف لائے اور بعض لوگ اس سے متفق نہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ
 شیخ احمد جامی سرخسی اور شیخ ابوسعید جویری کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے یہ
 لاہور میں پہنچ کر رات ہو جانے کی وجہ سے آپ نے شہر سے
نماز جنازہ : باہر قیام کیا۔ صبح کو جب شہر میں داخل ہوتے تو ایک جنازہ
 آتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ حسن زنجانی کا جنازہ ہے
 جن کا گزشتہ شب انتقال ہو گیا۔ جنازہ کی نماز آپ نے پڑھائی۔

لاہور میں سکونت : اب آپ کو معلوم ہوا کہ پیر و مرشد کے فرمان میں
 کیا مصلحت تھی۔ آپ نے لاہور میں مستقل سکونت
 اختیار فرمائی اور تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

وفات آپ نے ۱۶۵ھ میں اس جہاں فانی سے سفر و ازالا آخرت فرمایا
 بعض کے نزدیک آپ کا وصال ۱۶۵ھ میں ہوا لیکہ مزار پر انوار
 لاہور میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

سیرت آپ قطب زمانہ تھے۔ ذکر و فکر، مراقبہ و محاسبہ اور عبادت و ریاضت
 میں مشغول رہتے تھے۔ دنیاوی آلائش سے پاک و صاف تھے۔

لہ کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۱۹ ، لہ فوائد الغوامد (اردو ترجمہ) ص ۱۹

لہ کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۱۹ ، لہ سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۱۹

آپ کی ذات ستودہ صفات سے بہت سے بندگانِ خدا کو فیض پہنچا ہے۔ تصرفات آپ کے بے شمار ہیں۔

آپ ایک عالم تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ **علمی ذوق** کی تصانیف حسب ذیل ہیں: پلہ

منہاج الدین، البیان الابل العیان، اسرار الخرق والمونیات، کشف الاسرار الرعایۃ بحق اللہ، کشف المحجوب۔

آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص "علی" ہے۔ آپ **شعرو شاعری** صاحبِ دیوان ہیں۔ جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں: پلہ

"میں نے بیت اور اشعار بہت سے کہے ہیں اور ایک دیوان بھی کہلے ہے۔۔۔"

آپ کی ایک مشہور غزل حسب ذیل ہے۔

غزل

شوق تو در روز و شب دارم دلا
عشق تو دارم بہ پہناں و ملا
جاں بخواہم داد من در کوئے تو
گر مرا آزار آید یا بلا

عشق تو دارم میانِ جان و دل
میدہم از عشق تو ہر سو صلا
یا خداوندار قیبال را بکش
یا مراد ریاد کن مست ہلا
جام من دارد شرابِ یار خود
مہرباں کن بر من وہم مبتلا
لے چساکز تو اگر خواہم لقا
گر گنی آرسے مکن ہرگز تو لا
لے قلی تو فرخی در شہر و کو
وہ ز عشق خویشتن ہر سو صلا

لے کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۱۱ ، پلہ کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۱۱

تعلیمات

آپ کی تعلیمات معرفت کا بیش بہا خزانہ ہیں۔

آپ فرماتے ہیں پہلے ”جس کام میں نفسانی غرض
نفسانی غرض آجاتے اس سے برکت اٹھ جاتی ہے اور دل راستی

اور آزادی کے راستے سے نکل کر کچی اور پابندی میں پڑ جاتا ہے اور یہ صورت
در حال سے خالی نہیں یا تو نفس کی غرض پوری ہوگی یا نہ ہوگی۔۔۔“

آپ فرماتے ہیں پہلے ”۔۔۔ اور جو کوئی صوفیوں
صوفیوں کی صحبت کی صحبت کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ چار معنوں

سے باہر نہیں ہوتا۔ بعض کو باطن کی صفائی، دل کی روشنی، طبیعت کی پاکیزگی
مزانج کا اعتدال، نیک خصلت کی صحبت ان کے بھیدوں سے ویدار دیتی ہے۔

تاکہ تحقیق کرنے والوں کا قرب اور ان کی بزرگی کی بلندی دیکھیں۔۔۔ ان کے
حال کی ابتداء احوال کے کشف، حرص سے الگ ہونے اور نفس سے مو نہہ

پھیر لینے پر ہوتا ہے۔ اور بعض دوسروں کو بدن کی بہتری، دل کا سکون اور
پاکی اور سہنے کی سلامتی ان کے ظاہر سے ویدار دیتی ہے تاکہ شریعت کے اختیار

کرنے اور اسلام کے ادبوں کو نگاہ رکھنے اور ان کے معاملوں کی خوبی کو دیکھیں۔
۔۔۔ اور ان کے حال کی ابتدا اور مجاہدہ اور معاملہ کی خوبی پر ہوتا ہے۔ اور

بعض دوسروں کو انسان کی مروت، آپس میں میل کرنے کا طریق، خصلت کی خوبی
ان کے فعلوں کی طرف راستہ دکھلائی ہے، تاکہ ان کی زندگی کے ظاہر کو مروت

سے آراستہ دیکھیں۔ بڑوں کے ساتھ عزت سے چھوٹوں کے ساتھ حواں مروی سے
اپنے نزدیکوں کے ساتھ خوشی سے، زیادہ طلبی سے آسودہ اور قناعت پر آرام کیا

ہوا اور اس سے ان کی صحبت کا ارادہ کریں۔ اور کوشش اور محنت اور دنیا کے

طلب کرنے کا طریق اپنے پر آسان کریں۔ اور بعض دوسروں کو طبیعت کی سستی
 نفس کی خود رانی اور سرکشی، اسباب کے موجود ہونے کے سوا ریاست کی خواہش
 بزرگوں کے بغیر صدر نشینی کا ارادہ، بغیر علم کے خصوصیت پانے کی تلاش ان کے
 فنلوں کی طرف راستہ دکھلاتی ہے، اور سمجھتے ہیں کہ اس ظاہر کے سوا اور کوئی
 کام نہیں (پس) صوفیوں کی صحبت کا ارادہ کرتے ہیں اور وہ خلق اور کرم سے اس
 گروہ کے آدمیوں کی رعایت اور خوشامد کرتے ہیں۔ . . . کیونکہ ان کے دلوں میں
 حق کی بات نہیں ہوتی اور تنہائی میں مجاہدہ کرنے سے طریقت کے طلب کرنے میں
 سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہی چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی ایسی عزت کریں جیسے محققوں کی،
 اور ایسی عظمت جیسے خداوند متعالیٰ کے خاصوں کی۔ ”سو نیوں کی صحبت اور تعلق
 سے یہی چاہتے ہیں کہ اپنی آفتوں کو ان کی اصلاح میں چھپائیں اور ان کا جامہ پہنیں۔ یہ
 جامہ جو بغیر معاملہ کے ہوتا ہے ان کے جھوٹ پر زور سے پکارتا ہے کہ یہ فکر اور
 غرور کا لباس ہے اور قیامت کے دن حسرت کا باعث۔ . . .“

مجاہدہ نفس: آپ فرماتے ہیں بلہ

” . . . رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس کے مجاہدہ
 کو جہاد پر بزرگ رکھا ہے کیونکہ اس کا رنج زیادہ ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نفس کا
 مجاہدہ حرم دہوا کا دور کرنا ہے۔ . . .“

فقیر: آپ فرماتے ہیں بلہ

”فقیر کو چاہتے ہیں کہ بادشاہوں و حاکموں کی آشنائی و معرفت
 کو سخت خطرناک سانچوں اور بڑے بھاری اژدہاؤں کی معرفت و آشنائی
 سمجھے اور جانے کیوں کہ جب بادشاہ کا تقرب فقیر کو حاصل ہوا تو جانے کہ اس کا

زاور توشہ برباد ہو گیا . . . جب ٹکی ٹوپی تو نے سر پر رکھ لی تو اس سے کچھ فقیری حاصل نہیں ہوتی، اور ہال کافروں کی ٹوپی سر پر رکھ لے اور فقیر صادق ہو جا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اس پر مستقل اور قائم رہ۔“

دس چیزیں: آپ فرماتے ہیں: بلہ

چیزوں کو کھا لیتی ہیں۔

- اول، توبہ گناہوں کو کھا جاتی ہے۔
 - دوم، جھوٹ رزق کو چٹ کر جاتا ہے۔
 - سوم، غیبت عمل کو کھا جاتی ہے۔
 - چہارم، غم عمر کو کھا کر کم کر دیتا ہے۔
 - پنجم، صدقہ بلا کو کھا کر دور کر دیتا ہے۔
 - ششم، غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔
 - ہفتم، پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے۔
 - ہشتم، تکبر علم کو کھا لیتا ہے۔
 - نہم، شکی بدی کو کھا جاتی ہے۔
 - دہم، ظلم عدل کو کھا جاتا ہے۔
- آپ فرماتے ہیں بلہ

آٹھ کلمات: ”لقمان حکیم سے مذکور ہے کہ میں چار سو پیغمبروں کی خدمت بجالایا، اور ان سے آٹھ ہزار کلمے میں نے حاصل کئے۔ ان میں سے آٹھ کلمے میں نے ایسے انتخاب کئے ہیں کہ ان سے تجھ کو خدا شناسی حاصل ہو، اور وہ آٹھ سخن یہ ہیں:

اول، جب تو نماز میں ہو تو اپنے دل کو نگاہ رکھ۔

دوم، جماعت کے ساتھ بار اور رفیق رہ۔

۱۔ لکھ کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۷۰ ۲۔ لکھ کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۷۰

سوم ، جب کسی کے گھر جاتے تو اپنی آنکھ کو نگاہ رکھ۔

چہارم ، جب لوگوں میں آئے تو اپنی زبان کو نگاہ رکھ۔

پنجم ، خدا تعالیٰ عزوجل کو فراموش مت کر۔

ششم ، موت کو بھلائے مت رکھ۔

مفہم ، جب کہ تو نے کسی کے حق میں نیکی کی ہو تو اس کو بھول جا۔

ہشتم ، جس نے تیرے حق میں کوئی بدی کی ہو اس کو فراموش کر دے۔

○ دولت کو ایک عذاب جان اور اس کو اہل فاقہ لوگوں کو دیے
اور تصدق کر، کیونکہ آخر قبر میں کپڑے کھائیں گے اور اگر تو نے یہ

بخشش میں دیدی تو وہ تیرے دوستدار رہیں گے۔

○ طالب کو چاہئے کہ خودی، خود پسندی، دشمنی و تکبر کو چھوڑ دے اور ان کو

اپنے وجود سے بالکل نکال ڈالے۔

○ مبتدی کو چاہئے کہ وہ سماع کے نزدیک نہ جاتے اور اس سے کنارہ کش ہے

○ دنیا ایک کشتی ہے جو کہ پانی پر ہو اور ملک ہے جو بے آب ہو تو خواہیں

غوطہ خور ہو جاؤ اور غرق ہو جانے والا مت ہو۔

○ دنیا کو بہت ہی ادنیٰ اور ذلیل و حقیر جان۔

○ طالب عقبتی کا مت ہو عقبتی کو عقوبت یعنی عذاب سمجھ۔ طالب مولا کار ہو

کیونکہ اس کا طالب مذکر اور دانا اور بہادر ہو گا۔

○ طالب حق ہو۔

○ فقیری مشکل ہے۔

○ علم پڑھ۔ علم سیکھ اور عمل کر۔

○ جو کچھ خدائے متعالیٰ عنایت کرے اس پر راضی رہ، اور اگر وہ بے وطنی

دیوے تو اس پر قانع رہ۔ جو کچھ خدائے تعالیٰ بخش کرے اس پر شکر گزار ہو۔ اگر

گدڑی دیوے تو اس کو پہن لے۔ اگر لباس پستینہ دیوے تو اس کو مت پھینک لے

اور اگر سواری کو گدھا دیوے تو اس پر سوار ہو۔ اگر گھوڑا بختے تو اس کو اپنے سے

مت کر۔ جو کچھ دیوے لے لے اور جو کچھ وہ نہ دیوے اس پر صبر کر۔ تاکہ تو راہ کا ہونے
اور تاکہ تو حق تک پہنچے۔

○ صبر ایک عجیب چیز ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ بلہ
ورود وظیفہ ”اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ میں سے اسم یاقیبیب اور یاطیف
کے معنیوں کو اپنے وجود میں رکھ لے اور ان کو اپنا ورود بنالے“

لاہور میں سکونت اختیار کرنے کے بعد آپ نے ایک
کشف و کرامات مسجد تعمیر کرانا شروع کی۔ مسجد کی سمت قبلہ رکھ کر
ہونے کی وجہ سے علماء نے اعتراض کیا۔ آپ نے کسی کے اعتراض کا جواب نہ دیا۔
اس مسجد کی محراب جنوب کی طرف معلوم ہوئی تھی۔ مسجد کی تعمیر کا کام
ہوتا رہا۔ جب مسجد بن کر تیار ہو گئی۔ آپ نے علماء و مشائخ کو بلایا۔ سب نے
وہاں نماز پڑھی، آپ نے امامت فرمائی۔

نماز سے فارغ ہو کر آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ ذرا غور کریں کہ کعبہ کس
طرف واقع ہے۔ آپ نے توجہ فرمائی، حجابات اٹھ گئے۔ سب نے دیکھا کہ کعبہ
سامنے ہے اور مسجد کی سمت صحیح ہے۔ بلہ

53518

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی
در نه با چو چرخ سرگردان شوی

حصه دوم

ہمیں دیا وہ کہاں سے آیا تھا۔

خادم چھپانہ سکا۔ سارا حال بیان کر دیا۔ پوچھا، کون شخص لایا تھا اور کہاں کہاں قدم رکھا تھا۔

فرمایا ”جہاں جہاں اس نے قدم رکھا وہاں سے مٹی کھود کر پھینک دو“ اور اس خادم کو بھی اسی قصور کے عوض غانقاہ سے نکال دیا۔

خدمت اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوسعید تبریزی کی وفات بعد آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت میں رہنے لگے اور ان کی ایسی خدمت کی جس کی مثال مشکل سے ملے گی۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ہر سال بغداد سے حج کے لئے جاتے تھے۔ جب بوڑھے ہو گئے تو ٹھنڈا کھانا ان سے نہیں کھایا جاتا تھا۔ آپ نے یہ اہتمام کیا کہ انگلیٹھی اور روٹی اپنے سر پر رکھ کر چلتے تھے، لیکن سر کو نہ ہٹنے دیتے تھے۔ جب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کھانا مانگتے، آپ گرم کھانا پیش کر دیتے تھے۔

نعمت ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حج کر کے واپس بغداد تشریف لائے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوئے جو بھی آتا کچھ نہ کچھ لے کر آتا۔ ایک بڑھیا آئی، اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ اس نے اپنی پرانی چادر کے دامن سے ایک درم نکال کر ان کو پیش کیا، انہوں نے قبول کیا اور انہوں نے اس درم کو سب مخالف کے اوپر رکھا۔ بعد ازاں حاضرین سے مخاطب ہو کر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے

فرمایا کہ جو جس کو لینا ہو لے لے۔ ہر ایک نے جو چاہا اٹھایا۔ آپ (حضرت بلال الدین تبریزی) اس وقت وہاں موجود تھے حضرت شیخ شہاب الدین

سہروردی نے آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ”تم بھی کچھ لے لو۔“
 آپ یہ اشارہ پا کر اٹھے اور وہ درم جو بڑھیا نے پیش کیا تھا اور جو سب
 سے اوپر رکھا تھا اٹھالیا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے یہ دیکھ کر آپ سے فرمایا کہ: بلہ
 ”تو تو سب کچھ لے گیا۔“

آپ کا اور حضرت بہار الدین زکریاؒ کا سیر و سیاحت میں
سیر و سیاحت بہت سا تھرا رہا۔ حضرت بہار الدین زکریاؒ جب کسی شہر میں
 پہنچتے تو عبادت میں مشغول ہو جاتے اور آپ وہاں کی سیر کو نکل جاتے اور اس
 شہر کے درویشوں سے ملتے۔

نیشاپور پہنچ کر آپ حضرت فرید الدین عطار کے پاس گئے بلکہ حضرت
 فرید الدین عطار سے مل کر آپ جب واپس آئے تو حضرت بہار الدین زکریاؒ
 نے آپ سے پوچھا کہ آج درویشوں میں کس کو بہتر پایا۔ آپ نے جواب دیا کہ حضرت
 فرید الدین عطار کو سب سے بہتر پایا۔ پھر حضرت بہار الدین زکریاؒ نے آپ سے
 پوچھا کہ تمہارے اور ان (حضرت فرید الدین عطارؒ) کے درمیان کیا گفتگو ہوئی۔
 آپ نے جواب دیا کہ:

”فرید الدین عطار نے مجھ کو دیکھتے ہی پوچھا کہ فقیر لوگ کہاں سے آنا ہوا
 میں نے جواب دیا کہ بغداد سے۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ وہاں کون کون درویش
 مشغول بحق ہیں۔ میں خاموش ہو گیا۔ میں نے کچھ جواب نہ دیا۔“

یہ سن کر حضرت بہار الدین زکریاؒ نے آپ سے کہا کہ ان کے یہ دریا منت
 کرنے پر تم نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا نام نامی کیوں نہ اُن کو بتایا۔
 آپ نے جواب دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ:

”میں حضرت فرید الدین عطار سے اتنا متاثر ہوا اور ان کی عظمت اور بزرگی نے میرے دل و دماغ پر ایسا قبضہ کیا کہ ان کے سامنے مجھ کو کچھ یاد نہ رہا۔“
 یہ سن کر حضرت بہار الدین زکریا خاموش ہو گئے اور ان کو کچھ ایسی ناگواری ہوئی کہ آپ سے طبعاً ہونے لگے۔

آپ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے طمان تشریف لائے۔ طمان انار کا دانہ سے آپ کہتوال پہنچے۔ آپ جہاں بھی جاتے تھے وہاں کے درویشوں سے ضرور ملتے تھے۔ کہتوال پہنچ کر آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس شہر میں کوئی درویش ہے کہ جس سے ملا جائے۔

کہتوال کے لوگ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کو ”قاضی بچہ“ کہہ کر پکارتے تھے۔ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ ایک ”قاضی کا بچہ“ ہے جو جامع مسجد میں رہتا ہے۔ وہ مرید حضرت قطب الدین بختیار کاکی تھا ہے۔

یہ معلوم ہو کر آپ کو حضرت بابا صاحب سے ملنے کا اشتیاق ہوا جب آپ روانہ ہوئے تو ایک شخص آپ سے راستے میں ملا، اس نے ایک انار آپ کو پیش کیا۔ آپ وہ انار ہاتھ میں لئے ہوئے حضرت بابا کے پاس آئے آپ نے اس انار کو کاٹ کر وہاں کھانا شروع کیا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کا روزہ تھا۔ انہوں نے نہیں کھایا۔ انار کا ایک دانہ زمین پر گر گیا تھا۔ حضرت بابا صاحب نے اس دانے کو اٹھا کر اپنی دستار میں رکھ لیا اور اس روز اسی دانے سے افطار کیا۔ ان کی طبیعت میں انشراح اور دل میں روشنی پیدا ہوئی۔

ان کو خیال آیا اگر زیادہ کھاتے تو کیا اچھا ہوتا۔ جب وہ وہی آئے تو ان کے پیر روشن ضمیر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ان سے فرمایا:

۱۔ سالک اساکین (جلد دوم) ص ۵۱۲، اخبار الاخبار (اردو ترجمہ) ص ۱۰۰
 ۲۔ اخبار الاخبار (اردو ترجمہ) ص ۱۰۰، سیر الاولیاء (فارسی) ص ۱۱۱، خیر المجلیس (اردو ترجمہ) ص ۱۰۱

”مسعود! جو انار کا دانہ تیری قسمت کا تھا تجھ کو مل گیا۔ خاطر جمع رکھو“

دہلی میں آمد
آپ جب دہلی تشریف لائے تو سلطان شمس الدین التمش نے آپ کا استقبال کیا۔ یہ بات نجم الدین صغریٰ کو جو اس وقت شیخ اسلام تھے۔ ناگوار ہوئی۔ بر بنائے حسد وہ آپ سے کدورت رکھنے لگے اور آپ کا اقتدار گرانے کی غرض سے مختلف قسم کی ترکیبیں اور سازشیں آپ کے خلاف کرنے لگے۔

پانسوا شرفیوں کا لالچ دے کر ایک طوائف کو جس کا نام گوہر تھا اس بات پر آمادہ کیا کہ آپ پر زنا کا الزام لگائے۔ ڈھائی سو شرفیاں اس طوائف کے ویدی گئیں، اور ڈھائی سو شرفیاں بیٹے پا پا کہ بعد میں دی جائیں گی۔ بقیہ ڈھائی سو شرفیاں احمد شرف بقال کے پاس بطور امانت رکھا دی گئیں۔

جب سلطان التمش کے پاس شکایت پہنچی تو اس کے تمام مشاہیر اور مشائخ کو دہلی بلایا۔ دو سو سے زیادہ اولیائے کرام دہلی آئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد سب مسجد منار میں جمع ہوئے۔ سلطان التمش نے نجم الدین صغریٰ کو اجازت دی کہ جس کو چاہیں ثالث بنالیں انہوں نے حضرت بہار الدین زکریا کو ثالث بنایا۔ ان کو خیال تھا کہ حضرت بہار الدین زکریا کی آپ سے نیشاپور میں کشیدگی ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ کشیدگی کا رآمد ہوگی۔

گوہر حاضر ہوئی، آپ بھی بلائے گئے، جب آپ مسجد کے دروازے میں داخل ہوئے سب آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔

حضرت بہار الدین زکریا آگے بڑھے اور آپ کے جوتے اپنے ہاتھ میں اٹھائے۔ سلطان التمش نے دیکھ کر یہ کہا کہ جب ثالث نے اتنی عزت کی تو پھر معاملہ طے ہو گیا۔

حضرت بہار الدین زکریا نے فرمایا کہ: لے

”میرے اوپر واجب ہے کہ شیخ جلال کی خاک پا کر اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں کیوں کہ وہ سات برس تک سفرِ حضر میں میرے پیرومرشد کی خدمت میں مقیم رہے ہیں۔ امرحق اللہ پر بخوبی ظاہر ہے۔ . . . پھر بھی ضروری ہے کہ امرحق کا انکشاف ہو“

حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے جب اس مطربہ سے پوچھا تو اس نے سازش کا پورا حال بیان کر دیا۔

دہلی میں آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین صاحب سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

روانگی کچھ عرصے قیام کر کے آپ نے دہلی چھوڑ دی۔ روانگی کے وقت آپ نے فرمایا: لے

”جب میں اس شہر میں آیا تو خالص سونے کی طرح تھا۔ اب یہاں سے چاندی ہو کر چلا ہوں“

بدایوں میں قیام بدایوں میں آپ نے کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے مکان کی دہلیز پر تشریف رکھتے تھے، ایک شخص جو موسیٰ کا بہننے والا تھا۔ چھاپھ کا منکا سر پر رکھے اس طرف سے گزرا۔ وہ شخص ڈاکوؤں کے گروہ سے تھا۔ جب اس نے آپ کو دیکھا دیکھتے ہی از خود رفتہ ہو گیا۔ اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوا۔ آپ نے اس کا نام علی رکھا۔

مسلمان ہونے کے بعد وہ اپنے گھر گیا۔ ایک لاکھ چیل لاکر آپ کو نذر کئے۔ آپ نے قبول فرمائے۔ اور یہ ہدایت فرمائی کہ:

”اسے اپنے پاس رکھو، جہاں میں کہوں گا، وہاں صرف کرنا“
 اس رقم میں سے کسی کو سوا اور کسی کو پچاس چیتل تقسیم کئے جانے لگے
 کم از کم پانچ دئے جاتے تھے۔ تھوڑی ہی مدت میں ساری رقم صرف ہو گئی۔
 ایک چیتل بچا۔ علی نے سوچا کہ ایک چیتل رہ گیا ہے اور کم از کم پانچ دئے
 جاتے ہیں۔ اب اگر کسی کو دینے کا حکم دیں گے تو کیا کرے گا۔
 اتنے میں ایک سائل آیا، آپ نے علی کو حکم دیا کہ اس سائل کو ایک
 چیتل دے دو۔ لہ

لباس کی برکت: ایک دن کا واقعہ ہے کہ مولانا علامہ الدین اصولی جو اس
 وقت بچے تھے، بدایوں کے ایک کوچے میں پھر رہے
 تھے۔ جب آپ نے ان کو دیکھا اپنے پاس بلایا اور اپنا لباس جو اس وقت
 آپ پہنے ہوئے تھے اتار کر ان (مولانا علامہ الدین) کو پہنایا۔ حضرت نظام الدین اولیا
 فرماتے ہیں کہ: لہ

”مولانا علامہ الدین میں جو اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ پائے جاتے
 ہیں، وہ سب اسی جامے کی برکت ہیں“

قاضی صاحب کے ملاقات: جس زمانے میں آپ کا قیام بدایوں میں تھا
 ایک دن آپ قاضی کمال الدین جعفری
 کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ کو معلوم ہوا کہ قاضی صاحب نماز پڑھ
 رہے ہیں، یہ سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا:
 ”کیا قاضی صاحب کو نماز پڑھنا آتی ہے؟“

دوسرے دن جب قاضی صاحب آپ سے ملے تو شکایت کی کہ ایسی بات
 ان کے متعلق کیوں کہی، آپ نے ان کے متعلق بہت سی باتیں قاضی صاحب کو
 سمجھائیں، لیکن قاضی صاحب مطمئن نہ ہوئے۔

قاضی صاحب نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ عرش پر مصلیٰ بچپائے ہوئے نماز ادا کر رہے ہیں۔ دوسرے دن جب آپ کی قاضی صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: لہ

”نہایت قصد و ہمت علماء کی یہ ہے کہ مفتی ہوں یا مدرس یا اس سے

بڑھے تو کہیں کے قاضی ہوتے۔ اس سے بڑھ کر منصب صدر جہانی کا ہے۔ پھر اس سے زیادہ ان کی ہمت نہیں ہوتی۔ مگر فقراء کے بہت مراتب ہیں پہلا مرتبہ یہ ہے کہ جو آج کی رات قاضی نے خواب میں دیکھا ہے۔“

قاضی صاحب یہ سن کر معافی کے خواستگار ہوئے اور اپنے لڑکے

برہان الدین کو آپ کا مرید بنوایا۔ ﷺ

آپ بدایوں سے ترک سکونت کر کے بنگال روانہ ہوئے
ترک سکونت
 آپ کے مرید علی بھی آپ کے ساتھ ہوئے۔ آپ نے منع

فرمایا۔ علی نے عرض کیا۔

”میں کس کے پاس جاؤں، آپ کے سوا میں کسی کو جانتا بھی نہیں۔“

آپ نے دوبارہ علی سے واپس جانے کے لئے فرمایا۔ علی نے پھر عرض کی:

”آپ ہی میرے پیر اور مخدوم ہیں۔ آپ کے بغیر میں کیا کروں گا۔“

اس پر آپ نے علی کو حکم دیا: ﷺ

”واپس جا۔ کیوں کہ یہ شہر تیری حمایت میں ہے۔“

بنگال پہنچ کر آپ نے مستقل سکونت اختیار فرمائی۔
بنگال میں آمد

اور زندگی کے آخری ایام بنگال میں گزارے۔
 تادم و اسپس تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت فرماتے رہے۔ مسجد اور خانقاہ بنائی۔

لہ غیر المباس (اردو ترجمہ) ص ۱۹۲، لہ فیما لخواہ (اردو ترجمہ) ص ۱۹۲، لہ فیما لخواہ (اردو ترجمہ) ص ۱۹۲

باب ۳

حضرت شیخ محمد ترک نازولی

حضرت شیخ محمد ترک نازولی نے اپنے وطن ترکستان سے ہندوستان آکر نازول میں سکونت اختیار کی۔

القاب: آپ کو ”پیر ترک“ اور ”ترک سلطان“ کے القاب سے پکارا جاتا ہے یہ کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے مرید ہیں اور حضرت خواجہ معین الدین حسینی نے بھی آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔

وفات آپ نے ۶۴۲ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار نازول مرجع خاص و عام ہے۔

کرامت حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو بادشاہ نے ٹھٹھہ جلنے کا حکم دیا۔ آپ نے نازول ہوتے ہوئے ٹھٹھہ جا رہے تھے جب نازول ایک کوس رہ گیا تو آپ ساری سے اترے اور پیدل چل کر مزار پر حاضر ہوئے۔ آپ کی قبر کے سامنے ایک پتھر لگا ہوا تھا۔ اس پتھر کے سامنے جا کر بہت دیر تک کھڑے رہے پھر فرار ہو گئے، لوگوں نے پتھر کے سامنے کھڑے رہنے کی وجہ پوچھی : حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے فرمایا کہ :

”خوش نصیب ہے وہ خادم جس کی نوازش کے لئے خود محذوم اس کے گھر آئے اور اس کو سرفراز کرے۔ میں نے جناب سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کو اس پتھر میں جلوہ افروز دیکھا اور جب تک وہ معنی مجھ پر منکشف رہے ہیں اس پتھر کی طرف متوجہ ہوا۔ جب وہ معنی میری بصیرت سے غائب ہو گئے میں تسبیح کی قبر کی جانب متوجہ ہوا۔“

بعد ازاں حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے مراقبہ کیا۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمایا:

”جس قسمی کو کوئی سخت مشکل درپیش ہو اور وہ اس روضہ کی طرف متوجہ ہو امید ہے وہ مشکل آسان ہو جائے گی۔“

یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ وہ خود مصیبت میں ہیں اور زبردستی ٹھٹھ بھینچے جا رہے ہیں۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے جواب دیا:

”اسی سبب سے میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی برکت سے میری مشکل آسان کر دے گا۔“

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نارنول سے ٹھٹھ روانہ ہوئے۔ دو تین منزل ہی گئے ہوں گے کہ بادشاہ کے انتقال کی خبر ملی۔ بجائے ٹھٹھ جانے کے وہ دہلی واپس تشریف لے آئے۔

باب ۲

حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز

حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے بے حد عقیدت تھی۔

بیعت و خلافت آپ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید ہیں۔ وفات آپ کی وفات ۶۵۵ھ میں ہوئی، مزار دہلی میں واقع ہے۔ کرامات جب کسی کا کوئی غلام بھاگ جاتا، وہ آپ کے پاس آتا، دعا کرتا اور غلام آجاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا۔ وہ آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا کہ غلام فلاں دن آجائے گا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ غلام کے آنے کی اطلاع کرنا۔ اس شخص کا غلام آگیا۔ لیکن اس سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے غلام کے آنے کی اطلاع آپ کو نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غلام پھر بھاگ گیا۔ اس نے آپ سے جا کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ پہلے خبر نہ دی تھی اب وہ نہ آئے گا۔ لوگ حاجت برآری کے واسطے آپ کے مزار سے ایک پتھر لے جا کر علیحدہ رکھ دیتے ہیں۔ مراد پوری ہونے پر اس پتھر کے برابر شکر تول کر تقسیم کر دیتے ہیں۔

باب ۵

حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر

حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر شاہ زمین و زمان ہیں۔
خاندانی حالات: والد ماجد کی طرف سے آپ حضرت امام حسینؑ کی اولاد
میں سے ہیں پس آپ حسینی ہیں۔
والد ماجد: خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن ہشتی کے آپ بڑے
صاحب زادے ہیں۔

والدہ ماجدہ: آپ بی بی امتہ اللہ کے بطن سے پیدا ہو چکے۔ ۱۵
پیدائش: آپ کی ولادت باسعادت ۵۹۱ھ میں ہوئی۔
آپ کے دو بھائی تھے۔ ایک حقیقی اور دوسرے سوتیلے حقیقی
بھائی: بھائی کا نام خواجہ حسام الدین ابوصالح ہے۔ خواجہ ضیاء الدین ابوسعید
آپ کے سوتیلے بھائی ہیں۔
بہن: بی بی حافظہ جمال آپ کی حقیقی بہن ہیں۔
تعلیم و تربیت: آپ نے اپنے والد ماجد کے سایہ عاطفت میں تعلیم و
تربیت پائی۔

باب ۶

حضرت شیخ احمد نہروانی

حضرت شیخ احمد نہروانی اس مجلس سماع میں موجود تھے کہ جس میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے وصال فرمایا۔
بیعت و خلافت آپ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید ہیں۔
پیشہ آپ بافندگی کا کام کرتے تھے۔

زندگی میں کایا پلٹ آپ کے پیرو مرشد حضرت قاضی حمید الدین ناگوری
ایک مرتبہ آپ کے مکان پر تشریف لائے۔ آپ
اپنا کام کر رہے تھے۔ اپنے پیرو مرشد کی تعظیم سجالائے۔ حضرت قاضی صاحب
جب چلنے لگے تو انہوں نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ: لہ
”احمد! یہ کام کب تک کرتے رہو گے؟“

حضرت قاضی صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کہنے لگے۔
آپ کا ہاتھ منج پر اتفاقاً جا لگا، ہاتھ ٹوٹ گیا، آپ مسکرائے اور فرمایا:
”اس بوڑھے (قاضی حمید الدین) نے میرا ہاتھ توڑ ڈالا۔“

اس دن سے آپ نے بافندگی کا کام چھوڑ دیا۔ دنیا کو ترک کر کے یاد الہی میں مشغول ہوئے۔

وفات آپ نے ۶۶۱ھ میں وفات پائی۔ مزار بدایوں میں ہے۔ لہ
سیرت حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی فرماتے ہیں کہ:
”اگر احمد کی مشغولی وزن کی جائے تو دس صوفیوں کی مشغولی کے برابر ہوگی“
گرامت کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ آپ اپنا کام کرتے کرتے از خود رفتہ ہو جاتے
تھے۔ آپ کام بند کر دیتے تھے لیکن کپڑا بغیر آپ کی امداد کے بنتا جاتا تھا۔

باب ۷

حضرت شیخ بہار الدین زکریا

حضرت بہار الدین زکریا ملتانی، پیر لاثانی ہیں، مقبول بارگاہِ رحمانی ہیں۔
آپ برہانِ ملت ہیں۔ گنجِ عزلت ہیں۔

آپ مخزنِ سخا ہیں، معدنِ وفا ہیں، کانِ صفا ہیں۔

آپ قطبِ الاولیاء ہیں۔ شیخِ الاتقیاء ہیں، قدوةِ الاصفیاء ہیں۔

اکابر اولیاء میں آپ کا شمار ہے۔ آپ حضرت شیخ شہاب الدین عمر

سہروردی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

حسب و نسب آپ قریشی، اسدی، ہاشمی تھے۔ لہ

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ مہیار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالغریٰ

بن قصی کی اولاد سے تھے۔ لہ

بعض نے آپ کا ”القرسی الاسدی ہونا تسلیم کیا ہے۔ لہ بعض نے

آپ کے سلسلہ نسب کے متعلق لکھا ہے: لہ

”... سلسلہ نسب او باسد قریشی کہ جد مادری حضرت

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ منہدی می شود“

ترجمہ: ان کا سلسلہ نسب اسد قریشی پر کہ جو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ

وجہہ کے جد مادری (تھے) منہدی ہوتا ہے۔

لہ انوار غوثیہ، لہ تذکرۃ الاولیاء لہ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۵۹ ج ۱ ص ۱۱۱، لہ تکریم سیر الاولیاء (فارسی) ص ۳

آپ ہاشمی ہیں اور آپ کے ہاشمی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ لہ
خاندانی حالات آپ کے جد ماجد حضرت مولانا شیخ کمال الدین علی شاہ
 ایک درویش منش بزرگ تھے۔ وہ خاندان قریش کے
 کے معزز فرد تھے۔ انہوں نے مکہ سے سکونت ترک کر کے خوارزم میں رہے۔ پھر
 خوارزم سے ملتان تشریف لائے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی لہ
 ملتان اس زمانہ میں اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھا۔ ملتان میں بہت لوگ
 ان کے معتقد ہوئے۔

والد ماجد آپ کے والد ماجد کا نام شیخ وجیبہ الدین تھا۔
 والدہ ماجدہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ ہے جو مولانا حسام الدین
 ترمذی کی دختر تھیں۔ جب تاتاریوں کی لوٹ مار شروع ہوئی اور بدامنی پھیلی
 تو مولانا حسام الدین اپنے وطن ترمذ سے قلعہ کوٹ کر ڈر جس کو سلطان محمود
 غزنوی نے فتح کیا تھا، تشریف لاتے اور وہیں رہنے لگے۔ لہ
 یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ بی بی فاطمہ کے والد کا نام حضرت
 عیسیٰ ہے جو حضرت غوث الاعظم حضرت شیخ جیلانی کی اولاد میں تھے۔ وہ ہمارے
 رہتے تھے۔ جب آپ کے والد ماجد شیخ وجیبہ الدین ہامہ گئے تو حضرت عیسیٰ
 نے اپنی لڑکی بی بی فاطمہ کی شادی ان سے کر دی۔ وہ کچھ دن ہامہ رہے اور
 پھر کوٹ کر ڈر آئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔

پیدائش آپ صبح کے وقت، جمعہ کے دن، ۲، رمضان ۵۶۶ھ کو کوٹ
 کر ڈر میں پیدا ہوئے۔

نام، آپ کا نام بہار الدین ہے۔

کنیت آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ بعض نے آپ کی کنیت ابو البرکات بھی
 لکھی ہے۔ لہ

لہ سالک السالکین جلد دوم ص ۵۰۹،

لہ سالک السالکین جلد دوم ص ۵۰۹، لہ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۰۹ لہ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۰۹،

ابتدائی زندگی آپ ماورزا دہلی تھے۔ بچپن سے ہی آپ میں آبا بزرگی نمایاں تھے۔ آپ کے والد ماجد جب قرآن شریف پڑھتے اور آپ آواز سنتے تو آپ فوراً دودھ پینا چھوڑ دیتے تھے اور قرآن شریف سننے میں محو ہو جاتے تھے۔ ابھی آپ مکنت ہی میں پڑھتے تھے کہ ایک دن آپ نے فرمایا کہ لے

”جس وقت خداوند تعالیٰ نے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ فرمایا تھا، اس وقت سے لے کر اب تک کے واقعات مجھے یاد ہیں“

آپ نے والدین اور دادا، اور نانا کی نگرانی میں پرورش پائی۔ بچپن کا صدمہ آپ جب بارہ سال کے ہوئے والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

تعلیم و تربیت آپ کی تعلیم و تربیت پر آپ کے والدین نے کافی توجہ دی۔ آپ کی تعلیم چھوٹی عمر سے شروع ہوئی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں سات قرأت کے ساتھ قرآن حفظ کیا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد آپ خراسان تشریف لے گئے۔ لے

وہاں سات سال درس ظاہر میں مشغول رہے۔ بعد ازاں بخارا آگئے اور وہاں علم کی تکمیل کی۔ وہاں آپ ”بہار الدین فرشتہ“ کے نام سے مشہور ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر آپ نے شیخ کمال الدین محمد مینی سے جن کا شمار محدثین کبار میں تھا، درس حدیث لیا اور اجازت نامہ بھی حاصل کیا۔ آپ نے مدینہ میں پانچ سال قیام کیا۔

سیر و سیاحت آپ نے خراسان، بخارا، مکتہ، مدینہ اور بیت المقدس میں بہت سے درویشوں سے ملاقات کی، اور ان سے بہت سے فیوض حاصل کئے۔

بیعت و خلافت بغداد آکر آپ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے بیعت ہوئے حضرت نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ آپ سترہ روز تک حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی خدمت میں رہے اور بہت نعمت ان سے پائی۔ یہ دیکھ کر حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے اور مریدوں کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ ان کی شکایت بے جا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ:

”تم مثل لکڑی کے تر ہو اور زکریا مثل لکڑی خشک کے ہے۔ پس آگ خشک لکڑی کو جلد پکڑتی ہے“

مرید ہونے کے بعد آپ کو خرقہ خلافت کی آرزو ہوئی۔ اگلے ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک مکان نور کا ہے اور اس مکان میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے پیرو مرشد حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نمودار ہوئے ہیں۔ ایک طناب ہے اور اس پر بہت سے خرقے لٹک رہے ہیں۔ اسی درمیان میں آپ کی طلبی ہوئی۔ آپ کے پیرو مرشد نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور قدم بوس کرایا۔ سرور عالم نے ایک خرقہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

”اے عمر! اس خرقہ کو شیخ بہار الدین عوث العالم کو پہنا دو“

آپ کے پیرو مرشد نے حسب فرمان سرور عالم اس خرقہ کو طناب سے اتار کر آپ کو پہنایا پھر قدموں پر گرایا اور قدم بوس کرایا۔

جب صبح ہوئی تو آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو اپنے پاس بلایا۔ آپ نے مکان اسی طرح کا پایا جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس خرقہ کو جس کو سرور عالم نے پہنانے کا حکم دیا تھا۔ طناب سے اتار کر اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنایا اور فرمایا کہ: اے

”بابا بہار الدین! یہ سب خرقے سرور عالم کے ہیں میں تو درمیان میں صرف ایک واسطہ ہوں بے اجازت سرور عالم کے کسی کو نہیں پہنا سکتا جیسا تم نے معاملہ شب گزشتہ میں اپنی آنکھوں سے معائنہ کیا ہے۔“

خرقہ خلافت عطا کرنے کے بعد آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو ملتان جانے کی تاکید فرمائی۔

روانگی ملتان اپنے پیرو مرشد سے رخصت ہو کر آپ ملتان روانہ ہوئے۔ راہ میں آپ کی ملاقات ایک عالم فاضل قلندر سے ہوئی، ان کا نام سید عبدالقدوس تھا۔ وہ موصل کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے سید جمال الدین مجرو کی قبر پر جا کر قلندروں کا جامہ پہن لیا تھا۔ آپ نے ان کا قلندرانہ جامہ اتروایا اور عالم جذب سے ان کو عالم سلوک کو پہنچایا۔

نیشاپور تک حضرت شیخ جلال الدین تبریزی آپ کے ہمراہ آئے۔ نیشاپور پہنچ کر آپ ان سے الگ ہو گئے۔

ملتان میں آمد آپ نے ملتان پہنچ کر مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ ملتان کے درویشوں کو آپ کا آنا ناگوار گزرا۔ انہوں نے کوشش کی کہ آپ ملتان سے چلے جائیں۔ ایک پیالہ دودھ سے بھر کر آپ کے پاس بھیجا۔ اس سے مطلب یہ تھا کہ اس شہر میں دوسرے کی گنجائش نہیں ہے۔ آپ اس کنا یہ کامطلب سمجھ گئے۔ آپ نے ایک پھول اس پیالے پر رکھ دیا اور وہ پیالہ واپس کر دیا۔ آپ نے اس طرح سے اس بات کا اظہار کیا کہ ان کی جگہ اس شہر میں اس طرح ہوگی جیسے کہ پھول دودھ پر ہے۔ ملتان کے درویشوں کو تعجب ہوا۔ وہ آپ کے معتقد ہوئے۔

عہدہ: سلطان شمس الدین التمش نے نجم الدین صغریٰ کو شیخ الاسلامی کے عہدے سے علیحدہ کر دیا۔ نجم الدین صغریٰ نے حضرت جلال الدین تبریزی پر ایک طوائف سے جس کا نام گوہر تھا۔ زنا کا الزام لگایا۔ طوائف نے بعد میں

شعرو شاعری آپ شاعر بھی تھے۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شان میں آپ کی ایک مشہور منقبت ہے جس کے چند اشعار ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں :

ملاحت سبحانی مقدس قطب ربانی	علی سیرت حسن ثانی محی الدین جیلانی
مدیاشاہ جیلانی بریں افتادہ حیرانی	تولجائی وجانانی محی الدین جیلانی
چہ تا بدیاشاہ خوانی اگر خواہر ہمیدانی	کئی ہر مشکل آسانی محی الدین جیلانی
مدیاشاہ جیلانی نظریاشاہ صمدانی	کرم یا شیخ ربانی محی الدین جیلانی
بکن کارم گم بتوانی عزیزیم در پریشانی	جہاں را پیرو پیرانی محی الدین جیلانی
بدل از صدق روحانی چون مدح پیر پیرانی	مرا از غم تو برہانی محی الدین جیلانی

سگ در گاہ جیلانی بہار الدین ملتانی

لقائے دین سلطانی محی الدین جیلانی

تعلیمات : آپ نے فرمایا کہ : ۱۔

”مال دنیا کتنا ہی کیوں نہ ہو، تاہم قلیل ہے اور سانپ کی صحبت اس شخص کو نقصان پہنچاتی ہے جو افسوس اس کا نہ جانتا ہو، میرے نزدیک مال دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے، یہ تو ایک میل میرے رخسارہٴ حال کی ہے“
آپ نے فرمایا : ۲۔

”فقروں کے نزدیک عدم اور وجود مال دنیا کا یکساں ہے، نہ جانے کا غم، نہ آنے کی خوشی۔“

اقوال زرّیں : آپ کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں جو حسب ذیل ہیں :

○ زہدیت چیزیں ہیں جس میں یہ نہیں وہ زائد نہیں۔

○ اول شناخت حق دینا اور دست بردار ہونا اس سے۔

○ دوم خدمت نمونی اور نگاہ رکھنا اس کے آداب کا۔

○ سوکیم آرزو مند رہنا آخرت کا اور طلب کرنا اس کا۔
○ سلامتی جس کی قلت طعام میں ہے اور سلامتی روح کی ترک انام میں اور سلامتی دین کی صلوة حضرت خیر الانام میں۔

کشف و کرامات : حضرت سید جلال الدین سُرخ بخاری جب ملتان آئے تو ایک روز گرمی سے تنگ آکر بخارا کے موسم کو یاد کرنے لگے۔ آپ کو یہ بات کشف سے معلوم ہو گئی۔ آپ نے اپنے ایک خادم کو مسجد میں بھیجا اور یہ تاکید فرمائی کہ صحن لپیٹ کر مسجد کے صحن میں جھاڑو دیں اتنے میں بادل نمودار ہوا، خوب بارش ہوئی، اولے گرے۔ مسجد سے باہر نہ بارش ہوئی اور نہ اولے ظہر کی نماز کے وقت آپ مسجد میں آئے اور حضرت سید جلال الدین سُرخ بخاری سے مسکرا کر فرمایا:

”کہتے سید اولے ملتان کے بہتر ہیں یا برف بخارا کا“

انہوں نے عرض کیا:

”اس صورت میں تو اولے ملتان کے سو درجہ بہتر ہیں“

آپ نے اُن کو اسی روز خرقة خلافت سے مشرف فرمایا۔

آپ کے ایک مرید خواجہ کمال الدین مسعود شیرازی جو اہرات کی تجارت کرتے تھے ایک بار ان کا جہاز طوفان میں گھر گیا، انہوں نے آپ کو یاد کیا اور آپ سے امداد چاہی آپ جہاز پر نمودار ہوئے۔ سب مسافروں نے آپ کو بخوبی دیکھا۔ آپ نے سلامتی کی بشارت دی۔ جہاز بخیر و خوبی عدن پہنچا۔ عدن پہنچ کر مسافروں نے اپنا تہائی مال خواجہ کمال الدین کو بطور نذرانہ شکرانہ دیا۔

خواجہ کمال الدین نے وہ سب مال اور اپنے نصف جواہرات اپنے بھانجے خواجہ فخر الدین گیلانی کو دے کر ان کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔

خواجہ فخرالدین وہ مال و جواہرات لے کر ملتان آئے۔ انہوں نے جب آپ کو دیکھا فوراً پہچان لیا اور اسی لباس میں پایا جس میں انہوں نے آپ کو جہاز پر دیکھا تھا۔

وہ مال و جواہرات آپ نے تیس دن کے اندر لوگوں کو تقسیم کر دیا۔ اس مال کی قیمت ستر لاکھ تین سو تھنی تھی۔ خواجہ فخرالدین نے جب آپ کی یہ فیاضی دیکھی تو اپنا مال بھی تقسیم کر دیا۔ فقیری اختیار کی۔ آپ کے مرید ہوئے بعد ازاں حج کو گئے اور جدہ میں وفات پائی۔ لہ

باب ۸

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر برہان الشریعت ہیں۔
سلطان الطریقیت ہیں۔ گنج حقیقت ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کا نسب نامہ پدری امیر المؤمنین حضرت
عمر بن خطاب تک پہنچتا ہے۔ لہٰذا آپ کابل
کے بادشاہ فرخ شاہ کے خاندان سے تھے۔

کابل کی لڑائی میں آپ کے مورث اعلیٰ نے شہادت پائی۔ آپ
کے دادا حضرت قاضی شعیب فاروقی مع تین لڑکوں اور سامان کے
لاہور تشریف لائے۔ لاہور سے قصور تشریف لے گئے۔ ان کو کہتوال کا
قاضی مقرر کیا گیا۔ وہ کہتوال میں رہنے لگے۔

والدہ : آپ کے والد ماجد کا نام شیخ جمال الدین سلیمان ہے۔

والدہ : آپ کی والدہ ماجدہ بی بی قرسم خاتون مولانا وجیہ الدین خجندی
کی دختر تھیں۔ لہٰذا

بھائی : آپ کے بڑے بھائی کا نام اعز الدین محمود ہے۔ آپ کے

لہ سیرالاولیاء (فارسی) ، ۴ جواہر فریدی ص ۱۱۹ — تاریخ فرشتہ (جلد دوم) فارسی ص ۲۸۲

چھوٹے بھائی حضرت نجیب الدین متوکل آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔
 بہن: آپ کی بہن کا نام، ہاجرہ ہے جو جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔
 ولادت مبارک: آپ نے ۵۷۵ھ میں اس عالم کو زینت بخشی۔
 بعض نے آپ کی پیدائش ۵۶۹ھ میں ہونا لکھا ہے۔
 کرامت: رمضان کے چاند میں شک تھا۔ ایک بزرگ وہاں مقیم
 تھے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ روزہ رکھا جائے یا نہیں۔ انہوں نے فرمایا
 کہ قاضی (آپ کے والد) کے یہاں ایک بچہ ہوگا۔ اگر اس نے دودھ پیا
 تو روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اسی رات کو آپ کی ولادت واقع ہوئی، آپ
 نے دودھ نہیں پیا۔ لوگوں نے روزہ رکھا۔
 نام: آپ کا نام "مسعود" ہے۔

فرید الدین کہلانے کی وجہ: حضرت فرید الدین عطار نے آپ کو
 فرید الدین کا نام عنایت کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فرید الدین لقب ہے
 جو بارگاہ ایزدی سے آپ کو عطا ہوا۔

لقب: آپ "گنج شکر" کے لقب سے مشہور ہیں۔
 لقب کے وجوہات: آپ دہلی میں مقیم تھے۔ ایک دن خوب بارش
 ہوئی۔ کچھ لڑکیوں سے چلنا پھرنا و شوار ہو گیا۔ آپ کو اپنے پیرومرشد
 حضرت خواجہ قطب الدین نختیار کاکی کی قدم بوسی کا شوق ہوا۔ کھڑا اول پہنے
 روانہ ہوئے۔ سات روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ روزے رکھ رہے تھے۔
 آپ کا پاؤں کھیل گیا۔ آپ کے مونہہ میں تھوڑی کچھ جا پڑی۔ وہ کچھ
 خداوند تعالیٰ کے حکم سے نکل ہو گئی۔ جب آپ اپنے پیرومرشد کی خدمت
 میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا:

"اے فرید! جب کہ تھوڑی کچھ میرے راہ تیب پہنی اور وہ شکر

ہوگئی۔ خداوند تعالیٰ نے تیرے وجود کو شکر بنایا، اور خداوند تعالیٰ تجھ کو ہمیشہ میٹھا رکھے گا۔“

اس کے بعد آپ جہاں بھی جاٹے لوگ کہتے کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر آتے ہیں۔ لہ

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک سوداگر بلیوں پر شکر لادے لئے جا رہا تھا، آپ نے اس سے شکر مانگی، اس سوداگر نے کہا ”کہ نمک ہے۔“ شکر نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ”اچھا نمک ہی ہوگا۔“ وہ سوداگر جب منزل مقصود پر پہنچا اور بورے کھولے تو دیکھا کہ سب میں بجائے شکر کے نمک تھا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور دعا کا طالب ہوا، آپ نے فرمایا: لہ

”شکر ہو جائے گی“

چنانچہ وہ نمک شکر ہو گیا۔ اس روز سے آپ ”گنج شکر“ کے لقب سے مشہور ہوئے پچپن کا صدمہ: ابھی آپ نے ہوش بھی نہیں سنبھالا تھا کہ آپ کے والد ماجد نے اس دار فانی سے کوچ کیا۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے قرآن شریف حفظ کیا، جب آپ کی

عمر پندرہ سال کی ہوئی تو ملتان تشریف لائے اور مولانا منہاج الدین ترمذی سے فقہ کی مشہور کتاب ”نافع“ پڑھی یہ اور علوم و مینیہ حاصل کئے۔ پھر آپ قندھار تشریف لے گئے۔ وہاں پانچ سال قیام فرمایا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، صرف و نحو، منطق وغیرہ میں اعلیٰ قابلیت حاصل کی۔

بیعت و خلافت: ایک دن آپ ایک مسجد میں جو محلہ سرائے حلوانی میں

۱۹ تاریخ فرشتہ (فارسی) جلد دوم ص ۳۹۹، اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۱۹۹

۲۰ تاریخ فرشتہ ص ۲۸۲

واقع تھی، بیٹھے ہوئے تھے، مولانا منہاج الدین ترمذی اسی مسجد میں درس دیا کرتے تھے، آپ "نافع" کا مطالعہ کر رہے تھے۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ جب ملتان تشریف لائے تو پہلے اسی مسجد میں آئے۔ حضرت قطب صاحبؒ نماز سے فارغ ہو کر آپ کے پاس تشریف لائے۔ آپ سے پوچھا یہ

"میسعود! توجہ می خوانی۔"

آپ نے جواب دیا:
"کتاب نافع"

یہ سن کر حضرت قطب صاحب نے فرمایا:
"میدانی کہ نفع تو ازین نافع خواہد بود"
(تم جاننے ہو کہ نافع سے تمہیں نفع ہوگا۔)

آپ نے عرض کیا:
"مجھے تو حضرت کی قدمبوسی سے نفع ہوگا"

یہ کہہ کر آپ اٹھے اور سر نیاز حضرت قطب صاحب کے قدموں پر رکھا۔ ملتان میں کچھ دن قیام کر کے حضرت قطب صاحب دہلی روانہ ہو گئے آپ نے بھی دہلی جانا چاہا۔ لیکن حضرت قطب نے آپ کو اجازت نہ دی۔ آپ نے تعلیم جاری رکھنے کی تاکید فرمائی۔ آپ قطب صاحب کے ہمراہ تیس منزل تک آئے۔

آپ ۵۹ھ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ ۵۹ھ میں دہلی آئے اور غزنی کے تحصیل علم سے فارغ ہو کر آپ ۵۹۵ھ میں دہلی آئے اور غزنی کے

۱۔ سیرالادلیار (فارسی) ص ۲۸۳ ۲۔ دلی کے بانی خواجہ ازڈاکٹر ظہور الحسن شارب ص ۲۵

۳۔ روضۃ الاقطاب (فارسی) ص ۵۹

دروازے کے قریب ایک حجرہ میں رہنے لگے۔

بعد ازاں خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے پیرو مرشد
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اپنا خاص مصلے اور عصا آپ کو
عنایت فرمایا اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”میں تمہاری امانت یعنی سجادہ، دستار اور نعلیں جو کہ دست بدست
پیران چشت سے مجھ کو پہنچی ہیں، قاضی حمید الدین ناگوری کے سپرد کر دوں
گا اور جب تم پانچویں روز (وفات) کے ہانسی سے میری قبر پر آؤ گے۔ وہ یہ
امانت پیران تم کو پہنچا دیں گے۔۔۔“

حسب فرمان حضرت قطب صاحبؒ وہ تمام تبرکات حضرت قاضی
حمید الدین ناگوری اور حضرت بدر الدین غزنوی نے آپ کے سپرد کئے۔ آپ
نے اپنے پیرو مرشد کا خرقہ پہنا اس مصلے پر دو گانہ ادا کیا اور اپنے پیرو مرشد
کے مکان میں قیام کیا۔

پھر آپ دہلی سے ہانسی روانہ ہو گئے، اور ہانسی پہنچ کر عبادت و
ریاضت میں مشغول ہوئے۔

سیر و سیاحت: آپ نے عراق، شام، سیوتان، غزنی، بخارا،
قندھار وغیرہ کی سیر و سیاحت فرمائی اور حضرت شیخ
شہاب الدین عمر سہروردیؒ، حضرت شیخ سیف الدین خضریٰؒ، حضرت
شیخ سعید الدین جمویؒ، حضرت شیخ بہار الدین زکریاؒ، حضرت اوصد الدین
کرمانیؒ اور حضرت شیخ فرید الدین محمد عطار نیشاپوریؒ کی صحبت سے
مستفید ہوئے۔ آپ نے شیخ السلام اجل شیرازی اور شیخ
شہاب الدین زندوس سے بھی فیوض و برکات حاصل کئے۔

لہ تاریخ فرشتہ (فارسی) ص ۳۸۲، میرا اولیاء (فارسی) ص ۴۳، ۴۴

اجودھن میں سکونت : ہانسی سے سکونت ترک کر کے
 آپ اجودھن میں جو آج کل پاک
 پٹن کے نام سے مشہور ہے رونق افروز ہوئے۔ قاضی اجودھن آپ کا
 سخت مخالف تھا، لیکن اس کی مخالفت کارگر نہ ہوئی، آپ برابر رشد و
 ہدایت فرماتے رہے۔

شہاب الدین ساحر کے لڑکے نے آپ پر جادو کیا، آپ نے اس
 کا قصور معاف کیا۔

عبادات و مجاہدات : آپ خود فرماتے ہیں : لہ
 ”میں بیس برس عالم تفکر میں کھڑا رہا

بالکل نہیں بیٹھا۔ میرے پاؤں سو ج گئے تھے اور خون ان سے بہتا تھا۔
 مجھے یاد نہیں کہ ان بیس سال میں میں نے کچھ کھایا ہو یا نہیں۔“
 آپ نے ایک مرتبہ طے کا روزہ رکھا۔ ایک مرتبہ آپ نے چیلہ
 معکوس کیا۔ ایک مرتبہ آپ نے روزہ واؤدی رکھا۔

انشریح : حضرت جلال الدین تبریزی آپ سے کہتے ہیں
 طے وہ جو انار لاتے تھے اس کا ایک دانہ زمین
 پر پڑا رہ گیا تھا، آپ نے وہ دانہ اٹھا کر ٹختار میں رکھا اور اس دانے
 سے افطار کیا۔ طبیعت میں انشریح محسوس ہوا۔ جب اس کا ذکر اپنے
 پیروں سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ سب کچھ اسی ایک دانے میں تھا۔

خواجه غریب نواز کا لطف و کرم : ریاضت و مجاہدہ میں مشغول
 تھے خواجہ خواجگان حضرت معین الدین حسن چشتی دہلی میں رونق افروز
 ہوئے اور حضرت قطب صاحب کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ حضرت خواجہ

غریب نواز نے حضرت خواجہ قطب صاحب کے سب مریدوں کو نعمت سے
مالا مال کیا۔

جب سب نعمت پا چکے تو خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب
صاحب سے دریافت فرمایا: لہ

”تمہارے مریدوں میں سے کیا کوئی نعمت پانے سے رہ گیا ہے؟“
حضرت قطب صاحب نے عرض کیا۔
”جی ہاں مسعود (بابا فرید الدین گنج شکر) رہ گیا ہے۔ وہ چلہ میں
بیٹھا ہے۔“

حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب صاحب آپ کے حجرہ پر
تشریف لے گئے۔ حضرت غریب نواز نے آسمان کی طرف مونہہ کر کے
آپ کے واسطے دعا فرمائی اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا:
”خدایا! ہمارے فرید کو قبول فرما اور اکمل درویش کے مرتبہ پر پہنچا۔“
غیب سے آواز آئی:

”ہم نے فرید کو قبول کیا۔ وہ وحید عہد ہو گا۔“

خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب صاحب کو ہدایت فرمائی:

”ایم عظیم جو خواجگانِ چشت میں سینہ بسینہ چلا آتا ہے اسے
تلقین کرو۔“ آپ پر علم لدنی کا انکشاف ہوا اور حجابات کے پردے اٹھ گئے۔
حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کے متعلق پیشین گوئی
پیشین گوئی: فرمائی اور قطب صاحب سے آپ کے متعلق فرمایا:

”قطب! بڑے شہباز کو دام میں لائے اس کا آشیانہ سدرۃ القدر ہے۔“
حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کو خلعت عطا فرما کر فرزند
پیشین گوئی: فرمایا۔ حضرت قطب صاحب نے آپ کو دستار ہمشال

اور خلافت کے دیگر لوازمات عطا فرمائے۔
ایک شاعر نے جو اس موقع پر موجود تھا فی البدیہہ حسب ذیل اشعار
پڑھے:

بخشش کو نین از شیخیں شد در باب تو
بادشاہی یافتن از بادشاہان جہاں
حکمت دنیا و دین گشتہ مسلم بر ترا
عالم کن گشتہ اقطاع تو اے شاہ جہاں

سلاطین کی یاریابی :
سلطان ناصر الدین جب ازبچہ و ملتان گیا
تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ واپسی
پر اس نے چار گاؤں کا فرمان اور کچھ نقدی آپ کی خدمت میں بھیجی یہ آپ
نے گاؤں کی مثال واپس کر دی اور نقدی وصول فرما کر درویشوں پر خرچ کی
الفغان کو جو بعد میں سلطان غیاث الدین
سلاطین کو مشرودہ : بلبن کے لقب سے مشہور ہوا، آپ نے
تاج و تخت کا مشرودہ دیا۔ چنانچہ وہ بادشاہ ہوا۔ اس نے اپنی لڑکی بی بی نہر بڑہ
کی شادی آپ سے کی۔

آپ نے چار شادیاں کیں۔ آپ کی پہلی شادی
ازواج و اولاد : بی بی نہر بڑہ سے ہوئی۔ بی بی نہر بڑہ سلطان
غیاث الدین بلبن کی صاحبزادی تھیں، آپ کی دوسری شادی بی بی کلثوم سے
ہوئی جو شیخ نصر اللہ کی والدہ ہیں۔
آپ کی تیسری شادی بی بی شاروسے ہوئی اور چوتھی بی بی سکر سے۔
آپ کے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں آپ کے صاحبزادوں
کے نام حسب ذیل ہیں:

خواجہ نصیر الدین نصر اللہ، شیخ شہاب الدین، شیخ بدر الدین سلیمان۔
 شیخ نظام الدین اور شیخ یعقوب۔ آپ کے صاحب زادے شیخ
 عبداللہ کا صغریٰ میں انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کی صاحب زادیوں کے نام
 حسب ذیل ہیں: لہ

بی بی مستورہ، بی بی شریفہ، بی بی فاطمہ۔

وفات شریف: آپ یا حَیُّ یَاقِیُّوْمُ کہتے ہوئے ۵ محرم الحرام

۶۶۰ھ کو جو رحمت میں داخل ہوئے۔
 بعض نے آپ کا سنہ وفات ۶۶۲ھ لکھا ہے۔ بلکہ مزار پر لوار پاک پٹن
 میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

خلفاء: آپ کے صاحبزادے حضرت بدر الدین سلیمان آپ کے
 سجادہ نشین ہوئے۔ بعض نے لکھا ہے کہ آپ کے خلفاء

پچاس ہزار سے زیادہ تھے۔ آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں:

آپ کے پانچوں صاحبزادے۔ شیخ نصیر الدین نصر اللہ، شیخ
 شہاب الدین، شیخ بدر الدین سلیمان، شیخ نظام الدین اور شیخ یعقوب،
 آپ کے داماد بدر الدین اسحقی۔ آپ کے چھوٹے بھائی۔ شیخ نجیب الدین
 متوکل۔ آپ کے بھانجے۔ علی احمد صابر۔ ان خاندانی افراد کے علاوہ
 حضرت جمال الدین ہالسنوی، حضرت نظام الدین اولیا، شیخ محمد سراج علی
 شکر ریز، دھنی، شیخ علی شکر بار، شیخ زکریا، شیخ زین الدین دمشقی، شیخ بابا دہار۔
 جمال کابلی، شیخ جلال الدین، شیخ صدر دیوانہ، شیخ رکن الدین۔

آپ کی وفات کے بعد حضرت نظام الدین اولیا، جو وہن آئے
 تو آپ کے داماد حضرت بدر الدین اسحقی نے آپ کی وصیت کے مطابق جامع
 ان کو دیا۔

لہ سیرالاولیاء (فارسی) ص ۱۹ لہ سیرالاولیاء (فارسی) ص ۹ اخبارالانخبار (اردو ترجمہ) ص ۱

سیرت پاک : آپ ریاضت، عبادت، معاہدہ، فقر اور ترک و
 تجرید میں بے نظیر تھے۔ شہرت پسند نہ فرماتے
 تھے۔ آپ کو استغراق بہت تھا۔ نخل، بردباری، قناعت، توکل، تقویٰ
 و رع، عشق، ذوق و شوق کا مجسمہ تھے۔ آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔
 آپ حسب ذیل رباعی بہت پڑھتے تھے۔

رباعی

خواہم کہ ہمیشہ در رضائے تو زبیم خاکی شوم و بزیر پائے تو زبیم
 منقصو من خستہ ز کوہین توئی از بہر تو میرم و برائے تو زبیم
 جب اپنے پیرو مرشد کے نہایت فرماں بردار تھے۔ آپ کے گھر میں فقر و
 فاقہ رہتا تھا۔ جب آپ کا وصال ہوا گھر میں گھن کے لئے پیسہ نہ تھا۔ مکان
 کا دروازہ توڑ کر اس کی اینٹیں قبر میں لگائی گئیں۔ یہ
 آپ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ شربت کے ایک پیالے سے جس میں
 منقہ ہوتی تھی افطار کرتے تھے۔ تھوڑا خود پیتے تھے باقی حاضرین کو تقسیم
 کر دیتے تھے۔ دو روغنی روٹیوں میں سے ایک خود تناول فرماتے تھے اور
 دوسری روٹی کے ٹکڑے کر کے حاضرین کو تقسیم کر دیتے تھے۔ جب آپ
 اجودہن تشریف لائے تو شروع میں آپ اور آپ کے متعلقین پہلو اور ویلہ
 پر گزارہ کرتے تھے۔ آپ کے مریدوں نے سالہا سال زمبیل گردان کی
 بے کھانے میں تک نہیں ہوتا تھا۔

آپ کی پوشاک شکستہ ہوتی تھی۔ آپ کے پاس ایک کھیل تھا جو اتنا
 چھوٹا تھا کہ جب پیروں پر ڈالتے تو سر کھل جاتا اور جب سر پر ڈالتے تو پیر کھل
 جاتے۔ توکل کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آتا وہ خرچ کر دیتے تھے۔ آپ ایک عالم
 بھی تھے۔ فصاحت و بلاغت میں بے مثال تھے۔

علمی ذوق : آپ نے اپنی مشہور کتاب ” فوائدا سا لکین “ میں اپنے
 پیرو مرشد کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔ رسالہ ” موجود و جوہر “
 رسالہ ” گفتار “ اور ” الہی نامہ “ بھی آپ کی تصانیف بتانی جاتی ہیں
 آپ شاعر بھی تھے۔

فہم و ادراک : حضرت بہار الدین زکریا نے اپنے ایک خط میں
 آپ کو لکھا : ” میان ما و شما عشق بازی است “
 (ہمارے اور تمہارے درمیان عشق بازی ہے)

آپ نے جواب دیا :

” میان ما و شما عشق ہست و بازی نیست “

(ہمارے اور تمہارے درمیان عشق ہے بازی نہیں ہے)

تعلیمات : آپ کی تعلیمات تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔
 آپ فرماتے ہیں : ”

توبہ کی قسمیں : توبہ کی چھ قسمیں ہیں۔ اول دل اور زبان سے
 توبہ کرنا۔ دوسرے آنکھ کی۔ تیسرے کان کی، چوتھے ہاتھ کی۔ پانچویں
 پاؤں کی۔ چھٹے نفس کی۔

آپ فرماتے ہیں : ”

درویش : ” درویش جو اس دنیا سے دُنی کی رفعت و جاہ کا خواستگار
 ہو اور اپنی ذات کو لطفِ مردمان کا اسیر کرنے کی کوشش کرے۔ پس اس
 کی نسبت جاننا چاہئے کہ وہ درویش نہیں ہے، درویشوں کا نام بدنام

۱۔ سیرالاولیا۔ (فارسی) صفحہ ۱۵۷ اسرارالاولیا۔ (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۵۷۔

۲۔ راحت القلوب (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۲۲۔

کرنے والا ہے اور مرتدِ طریقت ہے، کیونکہ فقرا کو دنیا سے اعراض ہے“

آپ فرماتے ہیں : لہ

محبت کے مقامات : ”محبت کے سات سو مقام ہیں۔

پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلا دوست کی طرف سے اس پر نازل ہو اس پر صبر کرے“

آپ فرماتے ہیں : لہ

کلاہ : ”جب تک ان چار عالم سے اپنے تئیں نگاہ نہیں رکھ سکتا

تیرے لئے کلاہ پہننا واجب نہیں۔

۱ - عالم چشم یعنی آنکھ کو ناقابل دید چیزوں کے دیکھنے سے روکے۔

۲ - عالم گوش یعنی کانوں کو ناقابل شنید باتوں کے سننے سے روکے۔

۳ - عالم زبان جب تک تو زبان کو گونگانہ بنائے گا کلاہ کا مستحق نہیں۔

۴ - عالم دست و پا جب تک ہاتھ پاؤں کو ممنوعہ اعمال سے نہ روکے

گا۔ کلاہ کے لائق نہیں۔

آپ فرماتے ہیں : لہ

”چار چیزوں کے متعلق سات سو پیران طریقت سے

ایک جواب : پوچھا گیا سب نے ایک سا جواب دیا۔

س : آدمیوں میں سب سے زیادہ عقل مند کون ہے ؟

ج : گناہوں کو ترک کرنے والا۔

س : آدمیوں میں سب سے زیادہ ہوشیار کون ہے ؟

ج : جو کسی چیز سے پریشان نہ ہو۔

س : آدمیوں میں سے سب سے زیادہ غنی کون ہے ؟

ج : قناعت کرنے والا۔

لہ اسرار الالہیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۴، لہ اسرار الالہیہ (اردو ترجمہ) ص ۲۴،

لہ سیر الالہیہ (فارسی) ص ۴۴،

س : آدمیوں میں سب سے محتاج کون ہے ؟
ج : قناعت کو ترک کرنے والا۔

اقوال : کام سے واقف وہی لوگ ہیں جن میں یہ دونوں باتیں یعنی عشق اور عقل پائی جاتی ہیں۔

- تصوف موبی کی صفا و سستی کا نام ہے۔
 - زندہ دل وہ ہے جس میں محبت خدا ہے۔
 - سماعِ راحت دل ہے اور اہل محبت کو جنسِ دینے والا ہے جو کبر محبت میں تشاوری کرتا ہے۔
 - اگر زندگی ہے تو علم میں ہے۔ اگر راحت ہے تو معرفت میں ہے۔ اگر شوق ہے تو محبت میں ہے، اگر ذوق ہے تو ذکر میں ہے۔
- اوراد و وظائف : چند اوراد و وظائف ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے

آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان تین روز تک سورہ بقرہ پڑھے اس کا مقصد پورا ہو جائے۔
آپ فرماتے ہیں : جو شخص ستر بار سورہ النعام پڑھے اس کی حاجت پوری ہو جائے۔

آپ فرماتے ہیں جو شخص :
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يُحْيِيكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ
پڑھے غم و فکر دور کرنے کیلئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل دعا اکثر
معاش میں تنگی دور کرنے کیلئے :
پڑھنے سے معاش میں تنگی دور ہوتی۔

سے۔ لہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْبَالِ وَالْبَقَاءِ وَالْمُلْكِ وَالْعِزِّ وَالْمَلِكِ وَالْمَلِكِ وَالْمَلِكِ وَالْمَلِكِ
وَالْفَضْلِ وَالْعَطَاءِ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیدِ يَا فَعَالَ الْمَا یُؤِیدُ۔

کشف و کرامات : ایک درویش آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کو کچھ دے کر رخصت کرنا چاہا، وہ نہیں گیا۔ اس نے کنگھی جو مصّٰلے پر رکھی تھی، مانگی، آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اس نے کہا، آپ خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ پھر اس نے کہا آپ خاموش رہے۔

”آخری بار اس نے با آواز بلند کہا کہ :
”کنگھی مجھ کو دو۔ تمہارے واسطے برکت ہوگی“

آپ نے فرمایا : لہ

”جاؤ۔ میرے حال میں دخل نہ دو۔ تجھ کو اور تیری برکت کو میں نے آبدرواں میں ڈال دیا۔“

آخر کار وہ درویش رجعت ہوا۔ جب اجودہن کے باہر پہنچا تو دریا میں نہانے لگا۔ وہ پھر دریا سے باہر نہ آسکا۔ ڈوب کر مر گیا۔ لہ
ایک مرتبہ چھ درویش آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ مسافر ہیں زاوراہ چاہتے ہیں۔ اس وقت آپ کے سامنے چند خرمے رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے وہ خرمے اٹھا کر دے دئے۔ ان درویشوں کو ناگواری ہوئی کہ بجائے زاوراہ کے خرمے دئے۔ انہوں نے ان خرموں کو پھینکنا چاہا۔ پھینکتے وقت جو ان کی نظر خرموں پر پڑی تو ان کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا اور خوشی بھی کہ وہ خرمے زر خالص کے ہو گئے ہیں۔ لہ

لہ راحت القلوب (اردو ترجمہ) ص ۲۵۴ لہ تاریخ فرشتہ (فارسی) ص ۲۸۵

لہ خیر المجالس (اردو ترجمہ) ص ۱۵۵ لہ راحت القلوب (اردو ترجمہ) ص ۱۵۵

باب ۹

حضرت صوفی حمید الدین ناگوری

حضرت صوفی حمید الدین ناگوری اولیائے کبار میں سے ہیں۔
خاندانی حالات : آپ حضرت سعد بن زید کی اولاد سے
ہیں جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہے۔

نام : آپ کا نام حمید الدین ہے۔
لقب : آپ "سلطان التارکین" کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔
کنیت : آپ کی کنیت "ابو احمد" ہے۔

لقب کی وجہ تسمیہ : حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی بہت خوش
ایک دن کا واقعہ ہے کہ خواجہ خواجگان
تھے۔ حاضرین سے فرمایا کہ اس وقت اجازت کے دروازے کھلے ہیں۔
جس کا جو دل چاہے مانگے۔ جو مانگے سو پائے۔

ایک شخص نے دعا مانگی اور دوسرے نے عقبیٰ کی خواہش ظاہر کی۔
حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا :
"تم کیا چاہتے ہو؟ کیا تم دنیا و عقبیٰ میں عزت و مرتبہ حاصل
کرنا چاہتے ہو؟" آپ نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا :
"بندہ را خواستی نباشد خواست مولیٰ است۔"

ترجمہ : بندہ کی کوئی خواہش نہیں ہے جو خواہش ہے وہ مولیٰ کی خواہش کے مطابق ہے۔

یہ سن کر حضرت خواجہ غریب نواز بہت خوش ہوئے اور فرمایا : لہ
 "التارک الدنیا والفارغ عن العقبی سلطان التارکین حمید الدین الصوفی" ،
 پس خواجہ غریب نواز کے کردہ لقب "سلطان التارکین" سے آپ مشہور ہوئے۔
 بیعت و خلافت : آپ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین
 حسن چشتی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

ذریعہ معاش : موضع سوالی (ناگور) میں آپ کے پاس کچھ زمین
 تھی۔ آپ کاشت کرتے تھے، آپ خود ہل
 چلاتے تھے۔

وقات : آپ ۲۹ ربیع الآخر ۷۷۳ھ کو واصل بحق ہوئے
 مزار ناگور میں واقع ہے۔

سیرت : آپ بہت بڑے عالم، صوفی اور صاحب دل اور صاحب
 نسبت بزرگ تھے۔ طریقت میں آپ کا مقام اونچا ہے۔
 آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ آپ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب "اصول
 طریقہ" ہے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کے مکتوبات تصوف کا خزانہ ہیں۔
 آپ فرماتے ہیں : لہ

تعلیمات : "مردانِ راجن کا مقصد درگاہِ الہیٰ تک رسائی حاصل
 کرنا ہے۔ تین گروہوں میں تقسیم ہیں۔ جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے :
 الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا مَنْ ظَلَمَ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَدِرٌ وَمِنْهُمْ
 سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ

ترجمہ : ہم نے اپنے بندوں کو چن لیا ہے جس میں کچھ وہ لوگ ہیں، جو اپنے
 نفس پر زیادتی کرتے ہیں، کچھ بہت محتاط ہیں اور کچھ نیکوں میں

بہت سبقت لے جلتے ہیں۔
 ”یعنی معذور، مشکور اور فانی۔۔۔“

آپ فرماتے ہیں:

”مراتب راہ کا پہلا مرتبہ علم ہے۔ علم حاصل کرنا ضروری ہے۔
 کیوں کہ علم کے بغیر عمل درست نہیں ہوتا۔
 مراتب طریقت کا دوسرا مرتبہ عمل ہے، کیوں کہ عمل کے بغیر نیت
 کا وجود نہیں۔“

مراتب درگاہ کا تیسرا مرتبہ نیت ہے۔ نیت صحیح ہونی چاہیے، کیوں کہ
 صحیح نیت کے بغیر باطل کے سوا اور کوئی عمل نہیں ہوتا۔

چوتھا مرتبہ صدق ہے، صدق کا ہونا ضروری ہے، کیوں کہ اس
 کے بغیر عشق رونما نہیں ہوتا۔

پانچواں مرتبہ عشق ہے، عشق اس لئے ہونا چاہئے۔ کیوں کہ اس
 کے بغیر توجہ درست نہیں ہوتی۔

چھٹا مرتبہ توجہ ہے۔ توجہ اس لئے ضروری ہے۔ کیوں کہ اس کے
 بغیر سلوک حاصل نہیں ہوتا۔

ساتواں مرتبہ سلوک ہے۔ سلوک اس لئے درکار ہے کیوں کہ
 اس کے بغیر پیش گاہ کا دروازہ نہیں کھلتا۔

آٹھواں مرتبہ پیش گاہ کا کھلنا ہے۔ پیش گاہ کا دروازہ کھلنا
 چاہئے تاکہ مقصود ظاہر ہو۔

اقوال: ○ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور جب رات آئے تو
 اپنے محبوب کے ساتھ نہ سوتے اس کا نام جھوٹوں کے
 دفتر میں لکھا جائے گا۔

○ ارباب شریعت کی راہ و منزل تو نفس و مال سے باہر آنا ہے
اور نعیم مقام میں داخل ہونا ہے۔ اور اصحاب طریقت کی راہ و
منزل جان و دل سے باہر آنا اور وحدت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ
جانا ہے۔

باب ۱۰

حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤد

حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤد کے دادا کو لوگ "شمس العارفین" کے لقب سے پکارتے تھے۔ لہ

والدہ : آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی سارا تھا۔

بیعت و خلافت : آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

وفات : آپ نے ۶۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔

شیخ جمال الدین کولوی آپ کی اولاد سے تھے۔

سیرت : آپ فضائل صوری و معنوی سے آراستہ تھے۔ آپ شیخ احمد غزنوی اور شیخ عبدالواحد سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

آپ وعظ کہتے تھے۔ لوگ آپ کا وعظ سن کر از خود رفته ہو جاتے تھے

ایک مرتبہ آپ منبر پر چڑھے اور اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ "میں نے اپنے

بابا کے ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا ہے" کہ لوگوں پر گریہ طاری ہوا۔ جب

آپ نے یہ شعر پڑھا : ۵

بر عشق تو در بر تو نظر خواہم کرو حال در غم تو زیر و زبر خواہم کرو

”تو لوگوں میں وجدانی کیفیت پیدا ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگلا شعر یاد نہیں
 قاسم نے آپ کو اگلا شعر یاد دلایا۔“

پُروردو دے بنجاک در خواہم شد پُر عشق سرے زگور بر خواہم کرد
 یہ شعر سن کر لوگ رونے لگے اور آپ منبر پر سے اتر آئے۔

کرامت : ایک مرتبہ وہی میں بارش نہیں ہوئی۔ لوگ آپ کی
 خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے طالب ہوئے
 آپ منبر پر چڑھے اور اپنی آستین سے ایک دامن نکالا جس کا ایک تار جدا
 ہو گیا تھا۔ وہ تار آپ نے آسمان کی طرف کیا اور باری تعالیٰ کی جناب میں
 عرض کیا:

”اہی بجزمت اس بڑھیا کے دامن کے اس تار کے کہ جس نے نامحرم مرد کو
 زندگی میں کبھی نہیں دیکھا اور بجزمت اس راز و نیاز کے جو وہ بڑھیا تیرے
 ساتھ رکھتی تھی پانی برسا اگر بارش نہیں ہوتی تو میں شہر چھوڑ کر جنگل میں
 چلا جاؤں گا۔“

ابھی آپ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ بارش ہوئی۔

”لوگوں نے جب اس دامن کے متعلق آپ سے پوچھا تو آپ نے
 جواب دیا ”کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ وہ دامن کس کا ہے۔ قطب الاقطاب
 حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے وہ دامن میری والدہ ماجدہ کو دیا
 تھا۔ میری والدہ اس دامن کو سر پر رکھتی تھیں اور اس طرح سے
 عبادت کرتی تھیں۔“

باب ۱۱

حضرت شیخ صدر الدین عارف

حضرت شیخ صدر الدین عارف اپنے والد ماجد حضرت بہار الدین
زکریا ملتانی کے فرزند، مرید، خلیفہ اور جانشین ہیں۔

نام : آپ کا نام صدر الدین ہے۔

لقب : آپ کا لقب عارف ہے۔

کنیت : آپ کی کنیت ابوالمغانم ہے۔

لقب کی وجہ تسمیہ : جب آپ قرآن شریف پڑھتے تو اس
کے معنی، مطالب اور مضمرات پر بہت

غور و فکر فرماتے۔ اس غور و فکر سے آپ کا دل و دماغ روشن ہو جاتا۔ جتنی بار
آپ قرآن پڑھتے، آپ کو نئے معنی معلوم ہوتے۔ لہٰذا اس وجہ سے آپ
”عارف“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

بیعت و خلافت : اپنے والد حضرت بہار الدین زکریا سے
بیعت ہوئے اور انہیں سے خسرۃ

خلافت پایا۔

ترکہ پدری : والد کی وفات کے بعد ستر لاکھ تنکہ آپ کے حصہ
میں آیا جو آپ نے فقراء کو تقسیم کر دیا۔

آپ نے جواب دیا : لہ

”میرے والد دنیا پر غالب تھے۔ اس لئے مال و زر کی موجودگی ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکتی تھی۔ اگرچہ میں بفضلہ تعالیٰ دنیا پر بیشتر غالب ہوں مگر کبھی کبھی درجہ مساویت بھی ہو جاتا ہے۔ اس واسطے میں اس اندیشے سے کہ مبادا کبھی دنیا مجھ پر غالب آجائے مطمئن نہیں ہوں۔ اس واسطے میں نے اسباب دنیاوی کو اپنے پاس سے دُور پھینک دیا اور اس کے گھٹکے سے دل کو فارغ کر لیا۔“

وفات : آپ نے ۲۳ ذی الحجہ ۶۸۴ھ کو وفات پائی۔ مزار ملتان میں ہے۔

شادی اور اولاد : آپ کی شادی بی بی راستی سے ہوئی۔ ان کے بطن سے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح پیدا ہوئے۔

خلفاء : آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح آپ کے سجادہ نشین تھے آپ کے اور خلفاء حسب ذیل ہیں :
حضرت شیخ جمال الدین خنداں اوچھوی، حضرت شیخ احمد معشوق،
حضرت شیخ صلاح الدین درویش، حضرت شیخ علامہ الدین المخاطب بمحبوب اللہ
حضرت شیخ حسام الدین بداولی۔

سیرت : آپ بجز معرفت میں ایسے مستغرق تھے کہ بعض اوقات آپ کو اپنی خبر نہ ہوتی تھی۔ ترک و تفرید میں یگانہ روزگار تھے۔ پرہیزگاری، جو و وسخا، لطف و بخشش، مہمان نوازی آپ کی خصوصیات تھیں۔
آپ فرماتے ہیں کہ : لہ

تعلیمات : ”استقامت ایمان کی یہ ہے کہ خدا اور رسول سارے

لہ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۲۶ لہ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۲۴

جہاں سے پیارے معلوم ہوں“
 اقوال : □ مرگ سے پہلے جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ جادوئی نہیں
 اس پر عدم کا قلم ضرور پھیرا جائے گا۔

□ صحت ایمان کی نشانی یہ ہے کہ نیکی سے خوشی حاصل ہو، اور
 بدی بُری معلوم ہو،

کرامات : ایک روز آپ دریا کے کنارے تشریف لے گئے۔ آپ
 کے ساتھ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین
 ابوالفتح تھے۔ آپ نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ اتنے میں بہرن کا ایک
 غول ادھر سے گذرا۔ اس غول میں بہرن کا ایک بچہ بھی تھا۔ حضرت شیخ رکن الدین
 ابوالفتح جن کی عمر اس وقت سات سال کی تھی۔ اس بچے کو پکڑنا چاہتے تھے لیکن وہ
 بچہ ہاتھ نہ آیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت شیخ ابوالفتح کو قرآن شریف کا
 سبق دیا۔ ان کو دس مرتبہ پڑھنے پر بھی یاد نہ ہوا۔ حالانکہ وہ تین مرتبہ پڑھ کر یاد کرتے تھے
 آپ نے وجہ معلوم کی، جب آپ کو بہرن کے غول اور بچے کا اس
 طرف آتا معلوم ہوا تو آپ نے پوچھا، ”کہ وہ بہرن کا غول کس طرف گیا
 حضرت شیخ رکن الدین نے سمت بتائی آپ نے اس طرف کچھ پڑھ کے
 پھوٹکا۔ غول واپس ہوا۔ حضرت رکن الدین نے دہرے کر کے اس بچے کو پکڑ لیا
 اور بہت خوش ہوئے۔ اس خوشی میں انہوں نے ایک بیچارے غول کا بہرن
 کو مع بچے کے خانقاہ میں لے آئے۔

حضرت مولانا حسام الدین گزنی نے فرمایا کہ جب وہ خانقاہ گیا
 تھے تو ایک دن وہ حضرت بہار الدین زکریا کے مزار سے واپس
 ہو رہے تھے کہ ان کو خیال آیا کہ وہ اپنی قبر کے واسطے ایک آستانہ زمین
 آپ کو یہ بات کشف کے ذریعے معلوم ہو گئی۔

آپ نے فرمایا کہ : لے
 ”مجھے ایک قبر کی جگہ آپ کو دینی مشکل نہیں، اور نہ عذر ہے،
 لیکن آپ کے واسطے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ
 بدایوں میں تجویز فرمائی ہے، آپ کا مدفن اس جگہ ہوگا۔“
 چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت سیدنا محمد ﷺ

باب ۱۲

حضرت علاؤ الدین احمد صابر

حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر سلطان الاصفیا ہیں۔
تاج الاولیاء ہیں۔

خاندانی حالات : والد ماجد کی طرف سے آپ سید ہیں اور
غوث الاعظم میران محی الدین حضرت
عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں سے ہیں۔ والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا
سلسلہ نسب امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب پر منتهی ہوتا ہے۔
والد ماجد : آپ کے والد ماجد کا نام عبدالرحیم ہے۔
والدہ ماجدہ : آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ ہے اور جمیلہ خاتون
کے لقب سے مشہور ہیں۔

ولادت مبارک : آپ نے ۱۹، ربیع الاول ۵۹۲ھ کو
ہرات میں اس عالم کو زینت بخشی۔
نام نامی : آپ کا نام علی احمد ہے۔

خطابات : آپ کے خطابات ”مخدوم“ اور ”صابر“ ہیں۔
لقب : آپ کا لقب ”علاؤ الدین“ ہے۔

بچپن : زندگی کے پہلے سال میں آپ ایک دن دودھ پیتے تھے اور

دوسرے دن دودھ نہیں پیتے تھے۔ گویا اس دن روزہ رکھتے تھے۔
 جب زندگی کا دوسرا سال شروع ہوا تو تیسرے دن دودھ پیتے
 تھے اور دوسرے دن نہیں پیتے تھے، گویا دو دن روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ
 دو سال کے ہو گئے تو دودھ پینا چھوڑ دیا۔ جب چوتھا سال شروع ہوا
 اور آپ کی زبان کھلی تو سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے
 نکلا وہ یہ تھا: لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللَّهُ

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

آپ جب چھ سال کے ہوئے کھانا پینا برائے نام رہ گیا۔ رات کا
 زیادہ حصہ عبادت میں گزارنے لگے۔ جب ساتواں سال شروع ہوا
 تو آپ نے تہجد پابندی سے پڑھنا شروع کیا:

پانچ سال کی عمر میں، ۱، ربیع الاول، ۵۹ھ
 کو والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

تعلیم و تربیت : آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد
 کے ساتھ میں ہوئی۔ والد کے انتقال

کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت پر کافی توجہ دی۔
 جو وہن میں آپ کی تعلیم و تربیت حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی
 نگرانی میں ہوئی۔ عربی، فارسی، کے علاوہ آپ نے فقہ، حدیث، تفسیر، منطق
 معانی وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی۔

اجودہن میں آمد : آپ اپنی والدہ کے ساتھ اجودہن آئے
 اور آپ اپنے ماموں حضرت بابا فرید الدین

مسعود گنج شکر کے پاس رہنے لگے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے
 لنگہ تقسیم کرنے کی خدمت آپ کے سپرد فرمائی۔ آپ نے ۱۲ سال کے
 عرصہ میں کچھ نہیں کھایا۔ حضرت بابا صاحب کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں
 نے فرمایا "علاؤ الدین احمد صابر ہیں" اس روز سے آپ "صابر" کے

خطاب سے مشہور ہوتے۔

والدہ کا وصال : آپ کی والدہ اجودہ بن میں کچھ عرصہ قیام کر کے
بہرات چلی گئیں تھیں۔ بہرات سے پھر اجودہ بن
واپس تشریف لائیں اور ۲ محرم ۶۱۴ھ کو انتقال فرمایا۔

بیعت و خلافت : حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے
آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور ۱۴،

ذی الحجہ ۶۵ھ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ دہلی کی ولایت آپ کے
سپرد فرمائی کہ دہلی جانے سے قبل ہانسی جا کر حضرت جمال الدین سے
خلافت نامہ پر مہر لگوائیں اور پھر دہلی چلے جائیں۔

ہانسی پہنچ کر آپ حضرت جمال الدین کی خانقاہ میں چندول پر سوار
داخل ہوئے۔ خانقاہ میں چندول سے اترے۔ لے یہ بات جمال الدین
ہانسوی کو ناگوار ہوئی۔ نماز کے بعد آپ نے اپنے سپرد مرشد کی عطا کی ہوئی
شال نکالی اور حضرت جمال الدین ہانسوی سے اس پر مہر لگانے کو کہا:
حضرت جمال الدین ہانسوی نے چراغ منگایا اور خلافت نامہ کو پڑھنا
شروع کیا۔ ہوا تیز چل رہی تھی۔ چراغ یکایک گل ہو گیا۔

حضرت جمال الدین ہانسوی نے آپ سے کہا کہ چونکہ چراغ گل
ہو گیا ہے لہذا خلافت نامہ پر گل دستخط کر دے جائیں گے آپ
نے جب یہ سنا تو کچھونک ماری اور چراغ روشن ہو گیا۔

حضرت جمال الدین ہانسوی کو یہ بات ناگوار ہوئی اور انہوں نے
آپ سے کہا کہ

تو ہم زون شاد دہلی کجاوارو کہ بیک دم زون تمام دہلی را خواہید سوخت
اور اگر آپ کو برداشت کر سکیں گے آپ تو ذرا سی دیر میں دہلی کو جلا کر

خاک کر دیں گے)

یہ کہہ کر حضرت جمال الدین ہانسوی نے آپ کا خلافت نامہ پھاڑ دیا
خلافت نامہ پر مہر نہیں لگائی۔ آپ نے غصہ کی حالت میں حضرت
جمال الدین ہانسوی سے فرمایا۔ لہ

”چوں تو مثال من پارہ کر دی من سلسلہ تو پارہ کر دم“
(چونکہ تم نے میری مثال کو چاک کر دیا، میں نے تمہارے سلسلہ کو مٹا دیا)
حضرت جمال الدین ہانسوی نے پوچھا۔

”از اول یا از آخر“

(شروع سے یا آخر سے)

آپ نے جواب دیا: ”از اول“ (شروع سے)

واپسی: آپ ابو دہن واپس آئے اور سارا ماجرہ حضرت بابا صاحب
کے گوش گزار کیا۔ حضرت بابا صاحب نے فرمایا:
”پارہ کر وہ جمال را فرید نتوان دوخت۔“

(جمال کے پارہ کئے ہوئے کو فرید نہیں سی سکتا۔)

حضرت بابا صاحب نے آپ کو کلیر کی ولایت سپرد فرمائی۔ آپ کی
مثال پر اپنے دستخط کئے اور اس مرتبہ آپ کو حضرت جمال الدین ہانسوی
کے پاس جانے کی تاکید نہیں فرمائی۔

کلیر میں قیام: حکم اپنے پیر و مرشد آپ کلیر پہنچے۔ کلیر اس زمانے
میں ایک بڑا شہر تھا۔ اس کی آبادی بھی کافی تھی
علماء فضلاء اور مشائخ کافی تعداد میں وہاں رہتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے لئے
چار سو چندول آئے تھے۔ لہ رئیس کلیر اور قاضی شہر پر آپ کی رشد و ہدایت

کہ سیرالقطب (فارسی) ص ۱۸۱،

کا کوئی اثر نہ ہوا۔

جب کلیر کے لوگوں کی نافرمانی اور سرکشی حد سے بڑھ چکی تو آپ کو ضبط کا پارا نہ رہا۔ آپ جمعہ کی نماز کے واسطے جامع مسجد گئے اور پہلی صف میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں رئیس کلیر اور قاضی شہر مسجد میں آئے، آپ کو پہلی صف میں بیٹھا دیکھ کر آپ کو اور آپ کے معتقدین کو برا بھلا کہا اور پہلی صف سے ہٹا دیا۔

آپ وہاں سے اٹھ کر مسجد سے باہر آ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آپ نے مسجد کی طرف دیکھا اور فرمایا ”تو نے ان لوگوں کو صحیح سلامت چھوڑ دیا“ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مسجد ایک دم گرمی اور وہ سب لوگ دب کر مر گئے۔ لہ

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب لوگ رکوع میں گئے تو آپ نے مسجد کو حکم دیا کہ وہ بھی سجدہ کرے۔ اس فرمان کے مطابق مسجد گرمی اور وہ سب لوگ دب کر مر گئے۔

شادی: آپ کی والدہ کے اصرار پر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے اپنی لڑکی خدیجہ بیگم عرف شریفیہ کا نکاح آپ سے کر دیا تھا۔ آپ اس زلمنے میں حضرت بابا صاحب کے پاس اجودہن میں تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حجرے میں روشنی کی اور وہاں کو حجرے میں لا کر بٹھا دیا۔ جب آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے تو حجرے میں روشنی اور ایک عورت کو بیٹھا ہوا دیکھ کر متعجب ہوئے۔

آپ نے پوچھا:

”تم کون ہو؟“

وہاں نے جواب دیا کہ

”آپ کی بیوی ہوں“

یہ سن کر آپ نے فرمایا :

”یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک دل میں دو کی محبت کو جگہ دوں، میں تو ایک کو دل میں جگہ دے چکا ہوں، دوسرے کی قطعاً گنجائش نہیں“
آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلنے ہی جبرے میں سے ایک آگ نمودار ہوئی جس نے وہن کو جلا کر خاک تر کر دیا۔

وفات شریف : آپ ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ کو واصل بحق ہوئے
آپ کا مزار پر انوار گلگیر میں فیوض و برکات کا
سرچشمہ ہے۔

خلیفہ : حضرت شمس الدین ترک پانی پتی آپ کے خلیفہ ہیں۔

سیرت مبارک : آپ میں شانِ جلالی بدرجہ اتم تھی۔ آپ کو
نسبتِ فنا اعلیٰ درجہ کی حاصل تھی، ریاضت
عبادت اور مجاہدہ میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ آپ کے پیرو مرشد حضرت
بابا فرید الدین گنج شکرؒ آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کے
الفاظ سے ظاہر ہے : لہ

”علم ظاہر و باطن میں نیز شیخ نظام الدین بدایونی رسید و علم
ظاہری و باطنی نیز شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر برہو“
(میرا ظاہر و باطن علم شیخ نظام الدین بدایونی کو پہنچا اور علم ظاہری و
باطنی علاؤ الدین احمد لے گئے۔)

حضرت بابا صاحب یہ بھی فرماتے تھے : لہ

علم سینہ من در ذات شیخ نظام الدین بدایونی و علم دل من و ذات
شیخ علاؤ الدین علی احمد سرایت کردہ“

۱۷ انوار العارفین (فارسی) ص ۲۹۹، ۱۸ انوار العارفین (فارسی) ص ۲۹۹

(میرے سینے کے علم نے شیخ نظام الدین بدایونی کی ذات میں اور
میرے دل کے علم نے شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر کی ذات میں سرایت
کی ہے۔)

آپ کی دلالت کا تعلق ولایتِ موسیٰ سے ہے اور قلبِ آپ کا قلب
اسرافیل علیہ السلام پر واقع ہوا تھا۔ آپ طریقت میں حضرت شیخ نجم الدین
کبریٰ سے مناسبت رکھتے ہیں۔

خوراک : آپ روزے بکثرت رکھتے تھے۔ پانی میں اُبّے ہوئے گولر
بغیر نمک ملائے کھاتے تھے۔

پوشاک : آپ صرف تہہ بند باندھتے تھے اور رنگین خرقہ گلِ ارمی
کا پہنتے تھے۔ جوتا نہیں پہنتے تھے۔

مقبولیت : آپ کو بارگاہِ ایزدی میں مقبولیت حاصل تھی۔
آپ کی دعا قبول ہوتی تھی۔ آپ جو کچھ فرماتے
وہی ہوتا۔

شعرو شاعری : آپ کو شعرو شاعری کا شوق تھا، فارسی میں
آپ کا تخلص ”احمد“ ہے۔ ہندی میں آپ
کا تخلص کہیں ”صابر“ ہے اور کہیں ”علاؤ الدین“

آپ کا ایک شعر جس میں ”صابر“ تخلص استعمال کیا ہے حسب ذیل ہے

اس طرح ڈوب اس میں اے صابر

کہ جب نہ ہو کے غیر مژدہ رہے

آپ کا وہ شعر جس میں ”علاؤ الدین“ تخلص استعمال کیا ہے۔

حسب ذیل ہے :

یہ تن ہر دایکھ تھائیس بول کر دیں
گنے میں گر پڑ کھ لو کہیں علاؤ الدین

آپ کی مشہور غزل حسب ذیل ہے:

مروزشاہ شاہاں جہاں شدست مارا
جبریل باملائک درباں شدست مارا
در جلوہ گاہ وحدت کثرت کجا بگنجد
مژدہ ہزار عالم یکساں شدست مارا
ماخانہ جہاں را بسیار سیر کر ویم
اے شیخ بت پرستی ایماں شدست مارا
در محفل گدایاں مرسل کجا بگنجد
بے برگ و بے نوائی سا ماں شدست مارا
احمد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است
ایں را رضائے جانال رضواں شدست مارا

کشف و کرامت : آپ کی بددعا سے کلیر ویران ہوا۔ دُور
دُور تک آبادی کا نشان نہیں رہا۔

حسن قوال کو چند گولر دے کر حضرت فرمایا۔ گولر لے کر وہ حضرت بابا
صاحب کی خدمت میں اجودہن میں حاضر ہوا۔ حضرت بابا صاحب نے وہ
گولر حاضرین کو تقسیم فرمائے، جس نے بھی وہ گولر کھاتے اس کی کٹافنت دور
ہوئی۔ اس کو نورِ باطن حاصل ہوا۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پی جب آپ
کی خدمت میں تھے تو دن میں کئی بار اندھے اور کئی بار لنگڑے ہوتے۔ جب آپ
فرماتے: ”شمس الدین! کیا لنگڑا ہو گیا ہے جو چلا نہیں جاتا؟“ وہ فوراً لنگڑے
ہو جاتے اور جب آپ فرماتے: ”شمس الدین! کیا اندھا ہو گیا ہے؟“
وہ فوراً اندھے ہو جاتے۔

آپ ہر مرتبہ ان کے لئے دعا فرماتے اور وہ آپ کی دعا سے بھر
اچھے ہو جاتے۔

باب ۱۳

حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی

حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی پیشوا سے اہل تکمیلین ہیں۔
 خاندانی حالات : آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے
 حضرت امام ابو حنیفہ پر منسبتی ہوتا ہے۔ یہ
 نام : آپ کا نام جمال الدین ہے۔

بیعت و خلافت : آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر
 کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

پیر و مرشد کی شفقت : حضرت بابا صاحب آپ سے بہت
 محبت کرتے تھے۔ آپ کی خاطر بارہ
 سال ہانسی میں رہے۔ یہ کبھی آپ کے متعلق فرماتے تھے کہ
 ”جمال جمال ماست“ (جمال ہمارا جمال ہے)
 اور کبھی فرماتے تھے کہ:

”جمال مینخوا ہم کہ گرد سر تو بگردم“
 (جمال چاہتا ہوں کہ تیرے گرد و طواف کروں)

۱۔ سیرۃ ولیار (فارسی) ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳ سیرۃ ولیار (فارسی) ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳ کہ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۱۳۶

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر جب کسی کو خلافت نامہ عطا فرماتے
اس شخص کو تاکید فرماتے کہ ہانسی جا کر آپ (شیخ جمال) سے مہر لگواؤ۔ اگر
آپ مہر لگا دیتے تو اس کا خلافت نامہ مستند سمجھا جاتا۔ اور اگر آپ مہر نہیں
لگاتے تو حضرت بابا صاحب بھی قبول نہ فرماتے اور صاف کہہ دیتے کہ: لہ

”پارہ کردہ جمال ران تو انیم درخت“

(جمال کے پارہ کئے ہوئے کو ہم نہیں سی سکتے)

عبادت و ریاضت : آپ کے یہاں ایک کنیز تھیں۔ وہ
پاک و امن خاتون تھیں۔ حضرت بابا
فرید الدین گنج شکر ان کو ”مادر مومناں“ کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک مرتبہ
وہ حضرت بابا صاحب کے پاس ہانسی سے آئیں۔ حضرت بابا صاحب نے
ان سے دریافت کیا۔

”مادر مومناں! جمالِ ماچہ می کند“

(مادر مومناں! ہمارا جمال کیا کرتا ہے۔)

مادر مومناں نے عرض کیا کہ جس روز سے وہ ان (حضرت بابا صاحب
سے ملے ہیں۔ انہوں نے گاؤں، اسباب، جامد اور شغل خطابت کو بالکل
ترک کر دیا ہے۔ فاقہ کشی اور محنت پر کمر باندھی ہے۔

حضرت بابا صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے انہوں نے فرمایا: لہ
”الحمد للہ۔ خوش می باشد“

(الحمد للہ، کیا ہی اچھا ہے)

شادی اور اولاد : آپ کے ایک صاحبزادے دیوانے ہو گئے
تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے
ہیں کبھی کبھی ہوش میں آتے اور ایسی باتیں کرتے گویا بالکل اچھے ہیں ایک

لہ سیرالاولیاء (فارسی) ص ۱۰۱، لہ سیرالاولیاء (فارسی) ص ۱۰۱

دن جب ہوش میں آئے تو انہوں نے فرمایا :
الْعِلْمُ حِجَابُ اللَّهِ الْاَكْبَرُ

(علم اللہ کا بہت بڑا حجاب ہے)

اس کلام کی وضاحت انہوں نے اس طرح کی کہ : لہ

”علم وون حق است وہرچہ وون حق است حجاب حق است“

(علم غیر حق ہے اور جو کچھ غیر حق ہے وہی حجاب حق ہے)

حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ

”میں سمجھ گیا کہ یہ حقیقی مجذوب ہیں“

دوسرے فرزند شیخ برہان الدین صوفی آپ کے وصال کے
وقت کم سن تھے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے آپ کے حال پر نہایت
لطف و کرم فرمایا۔ نعمت فقر سے جو ان کے والد کو دی تھی، ان کو بھی سرفراز
فرمایا، ان کو خرقة خلافت، مصلّا اور عصا عنایت فرمایا اور ان کو ہدایت
فرمائی کہ کچھ مدت حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت بابرکت میں رہیں
وفات : آپ نے ۶۵۹ھ میں وصال فرمایا۔ مزار آپ کا ہانسی میں
واقع ہے۔

سیرت : آپ ایک اچھے خطیب تھے۔ حضرت بابا صاحب کی خدمت
میں پیوست ہونے کے بعد خطابات چھوڑ دی تھی۔ فقر وفاقہ کوتاج و تخت
پر فوقیت دیتے تھے۔ علم ترک و تجرید آپ کا شعار تھا۔ آپ کمالات ظاہری و
باطنی میں بے نظیر تھے۔

بے قراری : ایک روز آپ نے حسب ذیل حدیث سنی :

الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاسِ الْجَنَّةِ أَوْ حُقْرَةٌ مِّنْ
حُقْرَةِ النَّبِيِّاتِ۔

لہ سیرالاولیاء (فارسی) ص ۱۸۴

(قبر حبت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور روزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔)

اس حدیث شریف سے آپ بہت متاثر ہوئے، آپ بے حسین و بے قرار رہنے لگے۔

علمی ذوق : آپ ایک اچھے عالم بھی تھے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ ”ملہات“ آپ کی مشہور کتاب ہے۔
شعر و شاعری : آپ شاعر بھی تھے۔

تعلیم : آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کامل میں چند صفات کا ہونا ضروری ہے۔ جس میں وہ صفات نہ ہوں وہ فقیر کامل نہیں کہا جاسکتا۔ ان صفات کے متعلق جن کا فقیر کامل میں ہونا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

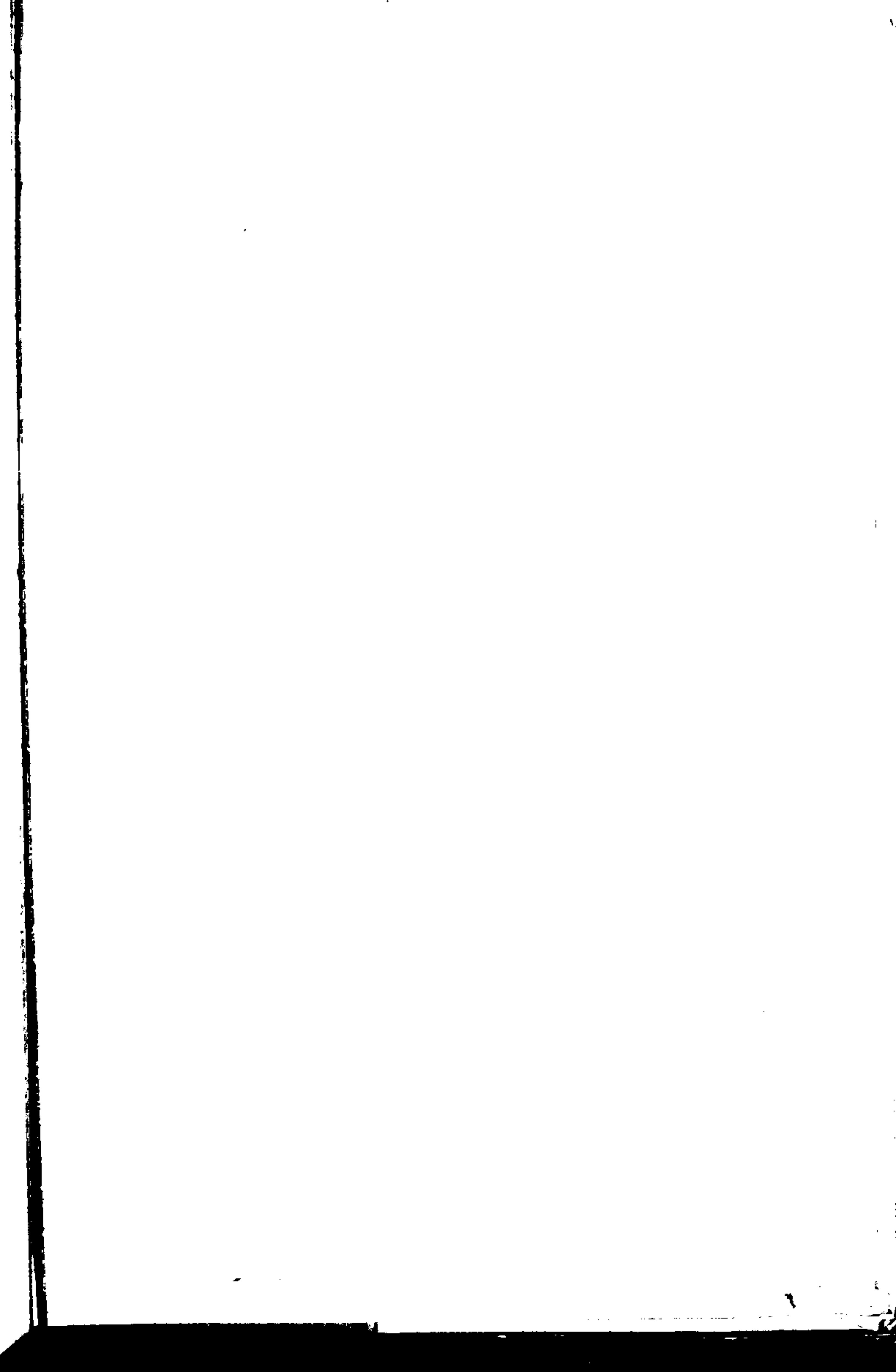
”فقر ایک خلق شریف ہے جس سے صلاح، عفت، زہد، ورع، تقویٰ، طاعت، عبادت، جوع، فاقہ، مسکنٹ، قناعت، مروّت، فتوت، دیانت، صیانت، امانت، سہر، تہجد، خضوع، خستوع، تذلل، تواضع، تحمل، کظم، عفو، انخاص، اشفاق، انفاق، ایثار، اطعام، اکرام، احسان، اعراض، اخلاص، انقطاع، انفصال، صدق، صبر، سکوت، علم، رضا، حیا، بذل، جود، سخاوت، محیثت، خوف، رجا، ریا، رصنت، مجاہدہ، مراقبہ، موافقت، مراقبت، اداوت، معاہلت، توحید، تہذیب، تجرید، تفرید، سکوت، وقار، مدارات، مواسات، عنایت، رعایت، شفقت، شفاعت، لطف، کرم، تفقد، شکر، فکر، ذکر، حرمت، ادب، اعتصام، احترام، طلب، رغبت، غیرت، عبرت، بصیرت، تیقظ، حکمت، حسبت، ہمت، معرفت، حقیقت، خدمت، تسلیم، تفویض، توکل، قبل، یقین، ثقت، غنا، استقامت، اور حسن خلق پیدا ہوتا ہے۔ پس ان صفات کا ہونا ضروری ہے
آپ نماز شام کی سنت سے متصل دو رکعت صلوٰۃ البروج پڑھتے تھے اور ہر فرض سے متصل آیتہ الکرسی پڑھتے
درود شریف :

تھے۔ لہ

کرامت : ایک گاؤں میں آپ کی ایک شخص نے دعوت کی۔ کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے اجازت چاہی۔ میزبان نے کہا۔ جب تک بارش نہیں ہوگی نہ جانے دوں گا۔ اس سال بارش نہیں ہوتی تھی اور قحط کے آثار نمایاں تھے۔ میزبان کے اصرار پر آپ وہیں بیٹھ گئے۔ اسی رات کو خوب بارش ہوئی۔ آپ گھوڑے پر ہانسی واپس تشریف لاتے پلہ

مرد خدا شاد بود زیر دلق
مرد خدا گنج بود در خراب
مرد خدا بحر بود بیکراں
مرد خدا قطره بود بے سحاب

حصه سوم



باب ۱۲

حضرت خواجہ شمس الدین ترک

حضرت خواجہ شمس الدین ترک محرم حریم جلاں ہیں۔
 خاندانی حالات : آپ کے آباؤ اجداد ترک کے رہنے والے تھے
 آپ خاندانِ سادات سے تھے۔ لہ آپ کا
 سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت محمد عنفیہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 تک پہنچتا ہے، آپ علوی ہیں۔

والد : آپ کے والد کا نام سید احمد ہے۔
 نسب نامہ پدری : آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے۔ لہ
 شمس الدین ترک ابن سید احمد ابن سید
 عبدالمومن ابن سید عبد الملک ابن سید سیف الدین ابن خواجہ ورعنا ابن
 بابا قرعنا۔

ولادت : آپ ترکستان میں پیدا ہوئے۔
 نام : آپ کا نام شمس الدین ہے۔ آپ کو شمس الدین ترک بھی کہتے ہیں
 آپ کا خطاب ”مشکل کشا“ ہے۔ لہ ”مشکل کشا“ کے
 خطابات : خطاب سے آپ کے پرکارے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ

لہ حمید و ذالیلہ (فارسی) صفحہ ۱۸۶، لہ سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۱۸۶، لہ سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۱۸۶

کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کا اسم مبارک کسی مشکل یا ہم کے واسطے ایک لاکھ مرتبہ پڑھے تو آپ کے نام کی برکت سے اس کا کام پورا ہو جائے گا پڑھنے کی ترکیب یہ بتائی جاتی ہے کہ پہلے وضو کرنا چاہئے اور پھر صدق و اخلاص سے "شمس الدین ترک" ایک لاکھ مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ اگر تنہا نہ پڑھ سکے تو اوروں کو شریک کر لے۔

لقب : آپ "شمس الاولیا" کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔
تعلیم و تربیت : آپ کی تعلیم و تربیت ترکستان میں ہوئی۔ آپ نے بہت جلد تفسیر، حدیث، فقہ، ریاضی، منطق، ہنیت، ہندسہ میں قابلیت حاصل کی۔ لہ جلد ہی علم معقول و منقول سے فارغ ہو کر علم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔

تلاش حق : تلاش حق کے جذبے سے متاثر ہو کر آپ نے اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہا۔ اول ترکستان کی سیر و سیاحت فرمائی۔ جب وہاں کوئی مرشد کابل نہیں ملا تو ماڈرا نہر تشریف لائے۔ وہاں بہت سے بزرگوں سے ملے۔ لیکن آپ کی تسکین نہیں ہوئی۔

ماڈرا نہر سے ملتان تشریف لائے۔ ملتان ہندوستان میں آمد : سے اجودہن آئے اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ آپ نے کچھ عرصے حضرت بابا گنج شکر کی خدمت بابرکت میں رہ کر فیوض و برکات باطنی حاصل کئے۔

بیعت و خلافت : حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا بلکہ اور آپ سے فرمایا کہ ان کا حصہ دوسرے مرشد کے پاس ہے۔ حضرت بابا صاحب نے آپ

کو بتایا کہ : لہ

”حصولِ نعمت و کمال تو موقوف بر مرشد و دیگر است“
(تمہارا حصولِ نعمت و کمال دوسرے مرشد پر موقوف ہے)
آپ کو حضرت علاؤ الدین احمد صابریؒ کی خدمت میں کلیر روانہ کیا۔
حضرت مخدوم علاؤ الدین احمد صابریؒ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا۔
”اے شمس الدین! تو میرا فرزند ہے۔ میں نے خدا سے چاہا کہ میرا سلسلہ
تجھ سے جاری ہو اور قیامت تک رہے۔“

آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ کلاہ چہار تری کی آپ کے سر پر رکھی۔
مقراض آپ کے سر پر گھمائی۔ آپ گیارہ سال تک اپنے پیرو مرشد کی خدمت
میں رہے۔ پیرو مرشد کو وضو کرانے کی خدمت آپ کے سپرد رکھی۔ حضرت نے
خرقہ خلافت آپ کو عطا فرمایا اور اسیم اعظم جو سینہ بسینہ چلا آتا تھا آپ کو
تسلیم کیا۔

پیرو مرشد کی ہدایت : آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو رخصت
پانی پت میں مستقل سکونت اختیار کریں کیوں کہ پانی پت کی ولایت ان کے
سپردگی گئی ہے اور ان کے وصال کے بعد تین دن سے زیادہ کلیر میں نہ رہیں۔
درخواست : آپ نے اپنے پیرو مرشد سے عرض کیا کہ ابھی اتنی
لیاقت نہیں ہے کہ کارِ منصبی کو سنبھال سکیں۔ اگر
اجازت ہو تو کچھ دن ملازمت کر لیں۔ حضرت مخدوم نے درخواست منظور فرمائی
دوسری بات آپ نے اپنے پیرو مرشد سے یہ عرض کی کہ پانی پت
کے شاہ ولایت حضرت شیخ شرف الدین لوطی قلندر ہیں۔ ان سے ان کی
کیسے بنے گی۔ حضرت مخدوم نے فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ ان کے

لہ سیرالاقطاب (فارسی) ص ۱۸۳

پانی پت پہنچے پرزہ دوسری بگ چلے جائیں گے۔

ملازمت : اپنے پر دستگیر سے رخصت ہو کر آپ سلطان خیات الدین بلبن کے لشکر میں ملازم ہو گئے۔ یہ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ کے ساتھ ساتھ آپ اپنے فرائض کو بھی بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ آپ اپنا حال کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ باوجود امارت و اعزاز کے فقر و فاقہ میں گزارتے تھے۔
استغفی : آپ سے جب کرامت کا اظہار ہوا اور سلطان بلبن اور لشکر والے آپ کے حال سے خبردار ہوئے تو آپ ملازمت سے مستغفی ہو کر کلیر آ گئے۔

پانی پت میں آمد : اپنے پیرو مشد کی تجہیز و تکفین سے فاسخ ہو کر چوتھے روز آپ پانی پت روانہ ہو گئے

پانی پت پہنچ کر آپ نے ایک دیوار کے سائے کے نیچے قیام فرمایا۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر کو بنور باطن آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی۔

رمز و کنایہ : آپ نے دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر کی خدمت میں بھیجا اور اپنا سلام کہلویا۔ حضرت بوعلی قلندر کی خدمت میں وہ دودھ بھرا پیالہ لایا گیا، وہ مسکرائے اور انہوں نے جو گلاب کا پھول ان کے پاس رکھا تھا اس دودھ بھرے پیالے پر رکھ کر پیالہ واپس کر دیا۔ اور اپنا سلام آپ کو کہلویا جب وہ دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں واپس لایا گیا تو آپ بھی مسکرائے۔

حاضرین حیران تھے۔ ان کی سمجھ میں یہ راز و نیاز اور رمز و کنایہ نہ آیا، جب آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت بفرمان میرے پیرو مشد میرے پیرو ہو چکی ہے و زمرے کی گنجائش نہیں اور حضرت بوعلی قلندر نے جو اس پر پھول رکھ کر واپس کیا تو ان کا مطلب یہ

تھا کہ ولایت پانی پت سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ وہ پانی پت میں اس طرح رہیں گے جیسے پھول وودھ پر۔

لوگوں نے حضرت بوعلی قلندر سے بھی اس کے متعلق استفسار کیا۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ لہ

آپ پانی پت رہتے رہے۔ کارِ ولایت انجام دیتے رہے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت بوعلی قلندر پانی پت کی حدود سے باہر تشریف لے گئے۔

آپ نے ترکستان میں شادی کی تھی۔ آپ کے صاحب زادے کا نام سید احمد حواری ہے۔ لہ آپ

تن تہا ہندوستان تشریف لاتے تھے۔

آپ نے ۱۵، جمادی الثانی ۱۶، ھ کو اس دار فانی سے سفر دارالآخرت فرمایا لہ مزار مبارک پانی پت

میں حاجت روزائے خلق ہے۔

خلیفہ : حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیا آپ کے خلیفہ ہیں۔

آپ صاحبِ عظمت و ولایت تھے۔ علم ظاہری و باطنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ زہد و تقویٰ آپ کا مشہور تھا۔ ترک و تجرید، ریاضت، مجاہدہ اور عبادت میں بے نظیر تھے۔ وضع قطع سے قلندر معلوم ہوتے تھے اور قلندروں کا سالبا س چرمی پہنتے تھے۔ جو کچھ زبان سے فرماتے ویسا ہی ہو جاتا۔ آپ کے پیر مرشد حضرت مخدوم صابر کلیری نے آپ کے متعلق فرمایا: لہ

”شمس بادراولیا چوں شمس است“

(ہمارا شمس اولیا میں سورج کی طرح ہے)

لہ سیرالاقطاب (فارسی) ص ۱۸۹، لہ سیرالاقطاب (فارسی) ص ۱۹۶
لہ بعض نے آپ کی تاریخ وفات ۱۰ شعبان اور بعض نے ۱۹ شعبان لکھی ہے۔

لہ سیرالاقطاب (فارسی) ص ۱۸۵

کشف و کرامات :

ہندوستان آنے سے قبل آپ سے ترکستان

میں ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ کے سید ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ وہ شخص آپ کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا۔ آپ کو غصہ آیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ سید کا بال آگ میں نہیں جلتا، آگ میں چل کر دکھیں کہ ہم میں سے کون سید ہے۔ آگ روشن کی گئی۔ آپ آگ میں کود گئے۔ آپ کا لباس تک آگ سے محفوظ رہا۔ آپ نے اس شخص کو جو اپنے آپ کو سید کہنا تھا اور جس نے آپ سے سوال کیا تھا آواز دی۔ وہ شخص آگ کے نزدیک ہی آیا تھا کہ آگ کے ایک شعلے نے اس کے کپڑے جلا دئے۔ آپ تنور سے جس میں آگ روشن تھی، نکل کر باہر تشریف لائے۔

اور اس کے کپڑوں کی آگ بجھائی، حاضرین کو آپ سید ہونے کا پورا پورا یقین ہو گیا۔

سلطان غیاث الدین بلبن نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔ آپ شاہی لشکر کے ساتھ تھے۔ قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ لیکن محاصرہ بدستور جاری رہا۔ ایک رات آندھی اور بارش کے طوفان سے لشکر والوں کے خیمے گر پڑے۔ ہر طرف اندھیرا ہو گیا۔ آگ بجھ گئی۔ ایک بھشتی لوٹا لے کر سلطان بلبن کے وضو کے لئے پانی گرم کرنے کے واسطے آگ تلاش کرنے نکلا۔ اس کی نگاہ آپ کے خیمے پر پڑی کہ بدستور قائم تھا۔ وہ خیمہ میں داخل ہوا تو دیکھا چراغ روشن ہے اور آپ قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول تھے۔ وہ بھشتی خیمہ میں جا کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اگر آگ چاہئے تو لے جاؤ۔ اس بھشتی نے ٹکڑی سلگائی اذرواپس چلا گیا۔

دوسرے روز وہ پھر آیا لیکن آپ کو خیمہ میں نہ پایا۔ وہاں سے تالاب پر پانی بھرنے جو گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ وضو کر رہے ہیں۔ وہ ایک طرف چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ کے جانے کے بعد اس نے مشک بھری تو پانی کو خوب گرم پایا۔ اس کو سخت حیرت ہوئی۔ اگلے روز علی الصبح آپ کے پہنچنے سے قبل وہ تالاب پر گیا، پانی کو سرد پایا۔ وہ ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ

تشریف لائے اور وضو کیا۔ آپ کے جانے کے بعد اس نے جو مشک بھری
 تو پانی گرم پایا۔ اب اس کو یقین ہوا کہ یہ سب آپ کی برکت کا نتیجہ ہے۔
 اس نے سلطان بلبن سے ذکر کیا۔ سلطان بلبن اس سقہ کو ہمراہ لے کر
 اس تالاب پر پہنچا۔ پانی کو سرد پایا۔ سلطان بلبن اور وہ سقہ ایک جگہ چھپ کر
 بیٹھ گئے آپ تالاب پر تشریف لائے اور وضو کیا۔ آپ کے جانے کے بعد سلطان
 بلبن نے جو تالاب پر جا کر دیکھا تو پانی گرم پایا۔ اس کو کابل یقین ہو گیا کہ آپ
 کامل درویش ہیں۔

سلطان بلبن آپ کے خیمہ میں گیا، آداب بجالایا۔ آپ سے دعا کا
 طالب ہوا آپ نے دعا کی اور قلعہ فتح ہوا۔

باب ۱۵

حضرت شیخ شرف الدین احمدی منیری

حضرت شیخ شرف الدین احمدی منیری کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔
والد ماجد: آپ محمد حبیبی منیری کے فرزند ہیں۔

نام: آپ کا نام احمدی ہے جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں: **یار قدیم امام نظام الدین سلام و تحیت از فقیر حقیر احمدی منیری المقلب بشرف مطالعہ کند۔۔۔**

القاب: آپ کا لقب "شرف" ہے۔ آپ شرف الدین کے لقب سے بھی پکارے جاتے ہیں آپ کو شرف الاولیاء کے لقب سے بھی پکارا جاتا ہے۔

دہلی میں آمد: آپ حضرت نظام الدین اولیاء کا شہرہ سن کر بیعت کی غرض سے دہلی آئے، لیکن آپ کے دہلی پہنچنے سے قبل حضرت نظام الدین اولیاء وصال فرما چکے تھے۔

بیعت و خلافت: آپ جب دہلی پہنچے تو حضرت نظام الدین اولیاء کی وفات کا حال معلوم ہو کر آپ کو سخت

۱۵۔ صدی مکتوبات (فرمودہ حضرت شیخ شرف الدین منیری قدس سرہ) فارسی ص ۴۱۵، ۴۱۶

ماہوسی ہوئی۔ ایک روز آپ ارادت کی نیت سے حضرت شیخ نجیب الدین فرودی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ نجیب الدین فرودی مرید و خلیفہ اعظم حضرت شیخ رکن الدین فرودی کے ہیں۔

حضرت شیخ نجیب الدین فرودی نے فرمایا کہ: بلہ

”شرفا! بیابا۔ از برائے تو زمانے است پیش از ما سالہائے سال مشاق

تو بودیم و انتظار توئی نمودیم“

اے شرف۔ آؤ۔ ہم تمہارے بہت عرصہ سے مشاق ہیں اور تمہارا

انتظار کمر رہے ہیں۔

اسی وقت حضرت شیخ نجیب الدین فرودی نے آپ کو بیعت سے مشرف

فرمایا۔۔۔ خرقہ خلافت آپ کو عطا فرمایا اور تبرکات پیرانِ عظام جو ان کے پاس

بطور امانت کے آپ کے واسطے رکھے ہوئے تھے، آپ کے سپرد فرمائے۔

پیر و مرشد کی خدمت میں تحفہ: ایک دن آپ نے اپنے

پیر و مرشد کی خدمت میں

اکسیر پین کی بلہ حضرت شیخ نجیب الدین فرودی نے آپ کا امتحان لینے کی

غرض سے اس کو پانی میں ڈال دیا۔

خلاصی: آپ کو اس بات سے بجائے رنج ہونے کے خوشی ہوئی۔ آپ

نے اپنے پیر و مرشد سے عرض کیا: بلکہ

”اگرچہ ازیں خاک مس زرمی شدا ما گرانی برول من می آورد۔ الحمد للہ۔

کہ از کند آرزو با خلاصی نصیب شد۔

(اگرچہ اس خاک سے سونا ہو جاتا تھا مگر میرے دل پر اس سے گرانی ہوئی

نہی۔ الحمد للہ کہ کند آرزوؤں سے خلاصی نصیب ہوئی۔

۱۰ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۲۵۷ ۱۱ روضۃ اقطاب (فارسی) ص ۵۵

۱۲ کلمات الصادقین۔

پیر و مرشد کا عطیہ : آپ کے پیر و مرشد یہ کلمات سن کر خوش ہوتے اور انہوں نے چند حروف لکھ کر آپ کو دتے۔ جب آپ نے اس عبارت پر نگاہ ڈالی تو ہر چیز زمین کی آپ پر مکتوف ظاہر ہوئی۔

التحبا : آپ نے اس کاغذ کو چوما اند اپنے پیر و مرشد کے سامنے رکھ دیا۔ آپ کے پیر و مرشد نے اس کی وجہ دریافت کی — آپ نے عرض کیا کہ یہ تو اس کو دیکھے جو اس کا خواہش مند ہو۔ آپ کے پیر و مرشد آپ کی اس بے نیازی سے بہت خوش ہوئے اور آپ کی ترقی درجات کے واسطے دعا فرمائی۔

پیر و مرشد کی وصیت : آپ کے پیر و مرشد نے آپ سے فرمایا کہ ”بقائے من برارادت تو موقوف بود“

(میری زندگی تمہاری ارادت پر موقوف تھی)

آپ کو خدا کے سپرد کیا اور چلتے وقت یہ وصیت فرمائی کہ جب ان کی وفات کی خبر ان (حضرت شرف الدین کجلی) کو معلوم ہو تو وہ بہت جلد اس طرف واپس آئیں۔

پیر و مرشد کی وفات : اپنے پیر و مرشد سے رخصت ہو کر آپ روانہ ہوئے۔ کچھ دور ہی گئے ہوں گے کہ آپ نے پیر و مرشد کے مکان سے رز نے پٹنے کی آواز سنی جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کے پیر و مرشد نے اس عالم فانی سے پردہ فرمایا تو آپ اپنے پیر و مرشد کے مکان پر پیر و مرشد کی وصیت کے مطابق واپس آئے۔

روانگی : کچھ دن پیر و مرشد کے مکان پر قیام کر کے رخت سفر باندھا اور آگرہ کے راستے میں ایک جنگل میں مدتوں قیام فرمایا اور عبادت و ریاضت و مجاہدے میں مشغول رہے۔

لہ روضۃ انطباق (ناری) ص ۸۵ ۲۵ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۲۵

مدتوں کے بعد آپ اپنے وطن مُنیر پہنچے اور وہاں
مُنیر میں آمد : مادم واپسیں رشد و ہدایت فرماتے رہے۔ آخر وہ
 وقت آگیا کہ آپ نے اس جہانِ نانی سے سفر وارا آخرت فرمایا۔
خلفاء : شیخ مظفر بلخی۔ شمس الدین۔
 آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں :

سیرت مبارک : آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے ترک و تجرید
 میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ نے مدتوں صحرا
 نوردی کی۔ عبادت، ریاضت، مجاہدہ، صبر و تحمل، جو دوسخا، توکل و قناعت
 میں یکتا تھے۔

آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں ”آداب المریدین“ پر بھی آپ نے
 شرح تحریر فرمائی ہے۔ آپ کے مکتوبات بہت مشہور ہیں اور آپ کی کتابوں
 کے مقابلے میں زیادہ مقبول ہیں۔

آپ کے مکتوبات تصوف و عرفان کا بیش بہا خزانہ ہیں۔
تعلیمات : آپ نے اپنے بعض مریدوں کو مکتوبات کے ذریعے تعلیم فرمائی۔

آپ فرماتے ہیں: لہ
طلبِ طریقت : جو کوئی اس راہ کی طلب میں ہو اس کو چاہئے کہ
 شریعت سے سرمایہ بنائے اس وقت تک کہ وہ شریعت سے طریقت میں راہ
 پائے اور جب طریقت میں راہ پائے طریقت سے حقیقت میں قدم نہیں رکھ سکتا۔
 جو ابھی تک شریعت سے واقف نہیں۔ اس کی طریقت سے کہاں ملاقات اور
 جس کی طریقت سے ملاقات نہیں اس بے چارے کا حقیقت میں کیسے گزر ہو اور
 اس کا کیا کام جاننا چاہئے کہ جو کوئی بے معرفت و بے شریعت

اس راہ میں قدم رکھے، بیم ہلاکت کا ہوا اور کسی مرتبے پر نہ پہنچے . . .“
 آپ فرماتے ہیں: لہ

عبادت : ”عبادت ازلیا کا سرمایہ ہے۔ اقیبا کا پیرانہ ہے
 مردوں کی حرقت ہے۔ صاحب ہمت کا پیشہ ہے۔ عمر کا فائدہ ہے۔ علم کا
 ثمرہ ہے خداوندان بصیرت کا طریقہ ہے اور راہ سعادت و جنت ہے۔“

کار خداوند حل و علا : آپ فرماتے ہیں: لہ
 ” . . . اپنے کام میں مروانہ زار

مشغول رہنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ شدا مڈ امور، کثرت ابتلا اور گونا گوں
 امتحان کی وجہ سے جو سالک کے راستے میں آتے ہیں، اس کے کام میں قصور و
 فتور واقع ہو خداوند حل و علا کا کام ایک روز پر نہیں ہے۔ یہ
 نہیں معلوم ہو سکتا کہ حق سبحانہ تعالیٰ بندے کو کس راستے سے اقبال و فتوح
 عطا کرے گا نعمت کے راستے یا عطا کے راستے سے یا بلا کے راستے سے . . .“

اقوال : ○ رُبوبیت کے اسرار غیر معلومہ ہیں۔ اگر بندے پر کل احوال
 ایک ہی طریقے سے جاری ہوں تو بندے کا علم رُبوبیت کو
 گھیرے اور اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ گھیرا نہیں جاسکتا۔

○ انسانیت کی حقیقت ہی الوہیت کے راز حقیقت کی منظر و آئینہ دار ہے
 ○ راہ توحید جو مردوں کا دین ہے ایک دریائے محیط ہے۔ وہاں علم و عقل
 غرق ہیں، کھنا کہاں بات کرنا کہاں، جو کوئی اس دریا میں گرا، گویا عالم
 حیرت میں ڈوب گیا۔

○ مرید کے مراتب میں سے پہلا مرتبہ راہ شریعت ہے۔
 ○ تجرید و تفرید مرید کے لئے ضروری ہیں، تجرید علانی و خلافت سے اور

نفسرید خود ہے۔

اوراد و وظائف :
ذیل میں آپ کے بتائے ہوئے
اوراد و وظائف پیش کئے جاتے ہیں۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے :
صبح کو سنت و فرضوں
کے درمیان اکتالیس

بار سورۃ فاتحہ پڑھنا چاہئے۔

برائے دفع شر : سورۃ بَیِّنَات ۱۱ ایک ہزار بار پڑھنا چاہئے۔

سورۃ النعام اکتالیس بار

پڑھے سات ہزار

قضائے حاجت کے واسطے :

مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنا بھی مفید ہے۔

مشکل کام کے واسطے

عشاء کی نماز کے بعد سو بار یا فتاح پڑھے۔

برائے دفع تنگی معاش :

ہر رات کو سورۃ جمعہ پڑھے۔

مناجات :

آپ کی مشہور مناجات حسب ذیل ہے :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الہی انت ربی و قوی و انا عاجز الہی انت مالک و انا مملوک الہی عاجز

ترین عاجز انم الہی جاہل ترین جاہلانم الہی نمیدانم تا چگونہ رضائے توجویم الہی نمیدانم

تا چہ گویم الہی عجز و در ماندگی من تومی بینی الہی حاجت من تو میدانی الہی من بے چارہ

۱۵، ۱۴، ۱۳ صدی مکتوب (فارسی) ص ۹۹ لکھنؤ ۱۳ صدی مکتوبات (فارسی) ص ۵۵

عاجز بیچ حیلہ و قوت و وسیلہ ندارم و آنچه جز تست ازاں بسینارم۔
 الہی من ضعیف و رماندہ را و من نحیف و رہائے راندہ را و من مدہوش سیاہ
 کارگناہ کار را و من بدکردار را و من پذیرندہ فرمان شیطان را و من استادمکتب
 عاصیان را و من مدہوش سرگشتہ را و من عہد شکن خودکام را و من گندم نملتے جو
 فروش را و من زنا را و خرقتہ پوشش را و من سیاہ رونامہ سیاہ را و من منافق بتاہکار
 بفضل عمیم و بہ لطف قدیم از بند نفس امارہ

خلاصی وہ و توبہ نصوحا عطا کن کہ طاعت حضرت عدل تو ندارم
 الہی مرا توفیق وہ کہ ترا پرستم کہ بے توفیق تو ترا نتواں شناخت۔

الہی مرا تعریف وہ کہ ترا بشناسم کہ بے تعریف تو ترا نتواں شناخت۔
 الہی صنایع کردم عمر خویش بدار چیز کہ رضائے تو بود و من ندانستم ازاں توبہ کردم و میرا گشتم
 لے و شکم ہر شکستہ داتے دلیل ہر در ماندہ داتے فریاد رس ہر و شوارہ۔

دلئے چارہ ساز بے چار گال داتے قبول کندہ توبہ عاصیاں دلئے پذیرندہ
 گرنیت گال اے علیہ کہ علم تو مارا گستاخ کرو۔

اے رحیم کہ رحم تو مارا بیاک گردانید۔ ایں گستاخ و بیباکی ارنا عفو۔
 کن و از خلعت معرفت ہمہ اعضائے مارا پوشان۔

الہی بحق تہلیل و تسبیح و تمجید و تجلیلہ روحانییاں و کربیان۔
 الہی بحرمیت عابدان و زاہدان۔

الہی بحرمیت خاصگان و درگاہ تو۔
 الہی بحرمیت لواحقاں حضرت تو۔

الہی بحرمیت غریباں و شہساونت جواناں
 الہی بحرمیت آب ویدہ عاصیاں۔

الہی بحرمیت عضو تو کہ بر عاصیاں درگاہت۔
 الہی بحرمیت عسز و جلال تو۔

الہی بجزمت و عظمت کمال تو کہ حاجات من و حبلہ مسلمانان روا کنی و ایمان مارا در دنیا و
آخرت بر ما ازانی داری۔

الہی چو درال حجرہ تنگ و تاریک بے شمع مارا مبتلا کنی ایمان را چراغِ نوحہ گردانی۔
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَعْبُودٌ إِلَّا اللَّهُ لَا مَحْبُوبَ إِلَّا اللَّهُ لَا مَطْلُوبَ إِلَّا اللَّهُ لَا مَقْصُودَ
إِلَّا اللَّهَ لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ لِرَسُولِ اللَّهِ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحَابِهِمْ أَجْمَعِينَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

باب ۱۶

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر صاحب جذب و صاحب کرامت تھے۔ اولیائے نامدار میں سے ہیں۔

خاندانی حالات : آپ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کی اولاد میں سے ہیں بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ اور حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی خالہ زاد بھائی تھے۔

والد : آپ کے والد کا نام فخر الدین ہے۔

والدہ : آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ ہے اور بعض کا خیال ہے کہ بی بی حافظہ جمال ہے۔

ولادت : آپ پانی پت میں پیدا ہوئے۔

نام : آپ کا نام شرف الدین ہے۔

بوعلی قلندر کہلانے کی وجہ تسمیہ : حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب آپ کو دیکھا

سے باہر نکالا آپ اسی وقت سے مست الست ہو گئے اور اسی دن سے شرف الدین بوعلی قلندر کہلانے لگے۔

لہ سیرالقطاب (فارسی) ص ۱۹

تعلیم : آپ نے اکتسابِ علم میں بہت کوشش کی۔ حدیث، فقہ، صرفہ
 نحو، تفسیر میں اعلیٰ قابلیت حاصل کی۔ فارسی زبان میں عبور تھا
 آپ نے جلد ہی تحصیلِ علوم ظاہری سے فراغت پائی۔

رشد و ہدایت : آپ تعلیم سے فارغ ہو کر رشد و ہدایت میں مشغول
 ہوئے۔ مسجدِ قوت الاسلام میں وعظ کہتے تھے

اور یہ سلسلہ بارہ سال تک جاری رہا۔

تلاشِ حق : ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ وعظ فرما رہے تھے کہ مسجد
 میں ایک درویش آیا۔ اور باوا زبند یہ کہہ کر چلا گیا کہ:
 ”شرف الدین جس کام کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اس کو بھول گیا۔ کب تک
 اس قبل و قال میں رہے گا“

بیعت و خلافت : آپ کو زہیر کامل کی تلاش ہوئی۔ بعض کا خیال
 ہے کہ آپ مرید و خلیفہ قطب الاقطاب حضرت
 خواجہ قطب الدین بختیار کاکی^{رح} اور تعلیم یافتہ حضرت شیخ شہاب الدین کے
 عاشق تھے۔ لہٰذا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین
 بختیار کاکی^{رح} کے تھے۔ لہٰذا بعض کا خیال ہے کہ آپ مرید و خلیفہ حضرت نجم الدین
 قلندر کے تھے۔ بعض کے نزدیک آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین
 عاشق خدا کے تھے۔ جو مرید و خلیفہ حضرت امام الدین ابدال کے تھے اور وہ
 مرید و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی^{رح} کے تھے۔ لہٰذا

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ مرید و خلیفہ حضرت نظام الدین اولیا^{رح}
 کے ہیں۔ لہٰذا کہا جاتا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیا نے آپ کو عصر کے وقت
 جمناکے کنارے بیعت سے مشرف فرمایا۔ ۵۵

۱۵ معارجِ لولایت، ۱۵ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۲۱۵ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۲۱۵

۱۶ مناقب فریدی، سیر الاقطاب (فارسی) ص ۱۹

مجاہدہ و ریاضت : آپ نے اپنی کتابیں دریا میں ڈال دیں۔ مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہوئے۔ آپ ایک عرصے تک دریا میں کھڑے رہے۔ پنڈلیوں کا گوشت مچھلیاں کھا گئیں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اسی طرح بارہ سال گزر گئے۔ ایک روز غیب سے آواز آئی :

”شرف الدین! تیری عبادت قبول کی۔ مانگ کیا مانگتا ہے“
دوبارہ پھر آواز آئی کہ :

”اچھا پانی سے تو نکل“

آپ نے عرض کیا کہ :

”خود نہیں نکلوں گا تو اپنے ہاتھ سے نکال“

پانی پیت میں قیام : آپ پانی پیت کے صاحب ولایت تھے اور پانی پیت میں رہتے تھے۔

سکونت میں تبدیلی : حضرت شمس الدین ترک پانی پیت کے تشریف لانے پر آپ پانی پیت سے

باگھوٹی چلے گئے۔ وہاں چند سال قیام فرمایا اور پھر بڈھا کھیڑہ میں جا کر رہنے لگے۔

سُلطان علاؤ الدین خلجی کی نذرِ عقیدت

سلطان علاؤ الدین خلجی آپ کے روحانی تصرفات و کمرامات کا شہرہ سن کر آپ کا دل و جان سے شیدا و معتقد ہوا۔ اس نے آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرنا چاہے۔ اس کے امرار آپ (حضرت فلندر صاحب) کی خدمت میں جانے سے گھبراتے تھے۔ ان پر آپ کا ایسا رعب تھا کہ آپ کے پاس جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے حضرت نظام الدین اولیاء سے اجازت لے کر حضرت امیر خسرو کو تحائف دے کر آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت امیر خسرو جب تحائف لے کر آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ:

”خسرو بھڑی گو تھج ہی کو کہتے ہیں؟“

(خسرو گلنے والا تھج ہی کو کہتے ہیں)

حضرت امیر خسرو نے جواب دیا۔

”جی ہاں، اسی ناچیز کو کہتے ہیں۔“

آپ نے حضرت امیر خسرو سے پھر کلام کی فرمائش کی اور فرمایا:

”از تیز ہائے خود چیزے بگو۔“ (اپنا کچھ کلام سناؤ)

حضرت امیر خسرو نے حسب ذیل غزل آپ کو سنائی: لے

اسے کہ گوئی بیچ سختی چوں فراقِ یار نیست

مگر امید وصل باشد آں چناں دشوار نیست

عاشقان را در جہاں یکساں نباشد روزگار
 زانکہ این انگشت ہا بر دست من ہموار نیست
 خلق را بیداری باید بود ز آب چشم من
 این عجب کال وقت میگویم کہ کس بیدار نیست
 یک قدم بر نفس خود نہ دال دگر در کوئے دست

ہر چہ بینی دوست میں با این دانست کار نیست
 چند میگوئی بروز نار بند اے بت پرست
 بر تن خسرو کد امی رگ کہ آل زنا ر نیست
 آپ یہ غزل سن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت امیر خسرو سے فرمایا کہ
 اے خسرو!

”خوش می گوئی، خوش خواہی گفت و خوشتر خواہی رفت“
 (اے خسرو خوب کہتے ہو، خوب کہو گے، اور خوش جاؤ گے)
 آپ نے پھر حضرت امیر خسرو سے کہا کہ تمہارا کلام تو سن لیا۔ اب ہماری
 بھی ایک غزل سنو: ۱۰۸

غزل

دیہم خسرواں بر ما فعل استراست
 خسرو کسے کہ حلقہ و تجربید بر سر است
 سیرغ داراؤ بنہضتم بقاف عشق
 کو عارف کہ منظر اور عرش اکبر است
 نخل کلست علم لدنی بعارفان
 این عطف علم و حسن فردوس مقرر است

۱۰۸ تذکرہ شمس العارفین صدر الاولیاء ابن محمد نرک بیابانی ص ۱۸، ۱۹ سیرت نظامی ص ۲۶۳

گفتم ز علم و عقل بملکے دگر شرم
 ملکم ز علم و عقل چوں دیدم نزون تراست
 درس شرف بنود بالواح ابجدی
 لوح جمال دوست مراد برابر است

حضرت امیر خسرو آپ کی غزل سن کر رونے لگے۔ آپ نے پوچھا:

”خسرو! روتا کیوں ہے۔ کچھ سمجھا بھی؟“

حضرت امیر خسرو نے جواب دیا کہ:

”اسی وجہ سے روتا ہوں کہ کچھ نہیں سمجھا۔“

آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ امیر خسرو کو تین روز خالقانہ مسیبت
 ہمان رکھا اور سلطان علاؤ الدین خلجی کے بھیجے ہوئے مخالفانہ یہ کہہ کر کہ اگر
 مولانا نظام الدین کا واسطہ درمیان میں نہ ہوتا تو قبول نہ کرتا، ازراہ نوازش و
 کرم قبول فرمائیے۔

حضرت امیر خسرو جب رخصت ہوئے۔ آپ نے دو خط ان کو دئے
 اور تاکید فرمائی کہ ایک خط حضرت نظام الدین اولیا اور دوسرا علاؤ الدین
 خلجی کو دینا سلطان علاؤ الدین خلجی کے نام جو خط تھا اس میں تحریر فرمایا کہ:
 علاؤ الدین فوطہ دار دہلی مقرر و اندکہ باندگانِ خدائے تعالیٰ نیکو کندہ
 علاؤ الدین فوطہ دار کو معلوم ہو کہ بندگانِ خدا کے ساتھ بھلائی کرے
 سلطان علاؤ الدین خلجی کے امر کرنے چہ میگوئیاں کہیں کہ بادشاہ کو
 فوطہ دار لکھنا ادب کے خلاف ہے۔ سلطان علاؤ الدین نے اپنے امر سے
 کہا کہ غنیمت ہے کہ انہوں نے اس نام سے یاد تو کیا۔ یہی بہت بڑی بات ہے۔

وفات: آپ ۹، رمضان ۷۲۲ھ کو بڑھا کھیڑہ میں واصل بھی ہوئے
 مزار پُرانوار پانی پت میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

مُرید : آپ کے ممتاز مرید حسب ذیل ہیں :

سیرت : آپ نے تیس سال تک سخت سے سخت مجاہدے کئے۔ ہر وقت عبادت الہی میں مشغول و مستغرق رہتے تھے۔ آپ پر جذب الہی اس درجہ غالب تھا کہ آپ کو اپنی خبر نہ تھی۔ آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا۔ آپ کو مجذوب اولیا کی صفت میں نمایاں درجہ حاصل ہے۔

قلندرانہ روش اور مجذوب ہونے کے باوجود آپ شریعت کا بہت احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کی مونچھوں کے بال بڑھ گئے۔ کسی کی ہمت نہ تھی کہ آپ سے کہتا کہ مونچھوں کے بال کٹوادیں۔ آخر کار مولانا ضیاء الدین سنائی سے نہ رہا گیا۔ مولانا ضیاء الدین سنائی جو شریعت کے حامی تھے۔ اس کو خلاف شریعت سمجھ کر آپ کی وارٹھی پکڑی اور قینچی ہاتھ میں لے کر آپ کی مونچھوں کے بال کاٹے۔ آپ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اس واقعہ کے بعد آپ اپنی وارٹھی کو چوما کرتے تھے اور فرماتے تھے : لہ

”یہ شریعت محمدی کے راستے میں پکڑی جا چکی ہے“

آپ نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ آپ کی ایک کتاب ”حکم نامہ شرف الدین“ کے نام سے مشہور ہے۔

آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا کلام حقائق و معارف، ترکی و تجرید، عشق و محبت کی چاشنی میں ڈوبا ہوا ہے۔

آپ کے خطوط مشہور ہیں۔ یہ خطوط آپ نے اختیار الدین کے نام تحریر

فرمائے ہیں۔ آپ کے خطوط تصوف کا ہمیش بہا خزانہ ہیں۔
تعلیمات : آپ کی تعلیمات گنجینہ معرفت ہیں۔

بہشت و دوزخ : آپ فرماتے ہیں : لہ
 ”خداوند تعالیٰ نے بہشت اور دوزخ
 بنائے اور فرمایا کہ ہر دو کو پُر کیا جائے گا۔ معشوق کو اس کے عاشقوں کے ہمراہ
 بہشت میں جگہ دوں گا اور شیطان کو اس کے پیروؤں کے ساتھ دوزخ میں
 ڈالوں گا۔ . . . بہشت اور دوزخ میں عاشق کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔
 دونوں عاشق کے حسن سے پیدا ہوئے ہیں اور دونوں میں کسی دوسرے کو جگہ نہیں
 دی جائے گی۔ بہشت دوستوں کے ساتھ وصال کا مقام ہے اور دوزخ دشمنوں
 کے لئے فراق کی جگہ۔ . .“

عشق و عاشقی : آپ فرماتے ہیں کہ : لہ
 ”اپنی طاقت میں رہ اور اپنے آپ کو پہچان۔
 جب تو اپنے نفس کو پہچان لے گا تو عشق کو جان لے گا۔ جب عشق کو اپنے حسن
 پر معائنہ کرے گا تو زبان کو گونگاپائے گا۔ عاشق ہو کر معشوق کو اپنے آغوش
 میں دیکھے گا اور حسن کا معائنہ اپنے دل کے آئینے میں کرے گا۔ . .“

عاشق کا فرمان : آپ فرماتے ہیں کہ : لہ
 ” . . . خیال ہمیشہ اندیشہ کے ساتھ وابستہ
 رہتا ہے۔ کبھی اندیشہ ہمارے آئینہ دل کو آراستہ کرتا ہے اور عاشق کے سامنے
 معشوق کو ظاہر کرتا ہے۔ عاشق کا فرمان جو معشوق نے پہنچایا ہے۔ اس کے مطالعہ
 سے فرض عاشق اور سنت معشوق بجالانا ہے اور عاشق کے عشق سے اور معشوق
 کے حُسن سے باطن کو معمور رکھتا ہے اور حسن کے تماشے سے عاشق اپنے ظاہر کو بھلا
 دیتا ہے اور باطن کے تماشے میں منصرف ہو جاتا ہے تاکہ جو حکم پہنچا ہے اس کا
 نفاذ ہو جائے“

لہ مکتوب لہ مکتوب ، لہ مکتوب

دُنیا کی آرائش : آپ فرماتے ہیں کہ : لہ

حال خیال کے ساتھ ایک ہو کر دنیا کی روزی کی خواہش پیدا ہوتا ہے۔ خیال نفس کو دنیا کی آرائش دکھاتا ہے اور اس کے اشتیاق میں اس کو سرگرداں کرتا ہے اور معشوق کے دروازے پر پھراتا ہے۔ ہر دروازے پر ذلیل کرتا ہے اور شوق آرائش و آرائش میں اس کو اس ذلت کی خبر نہیں ہوتی اور باز نہیں آتا اور یہ نہیں سوچتا کہ اس نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی۔ اور وفانہ کرے گی۔ نہ اس کی موت کی فکر ہوتی ہے کہ وہ اچانک آنے والی ہے اور اس کو نہ چھوڑے گی۔

اقوال : آپ کے چند اقوال ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں :

- معشوق بھی تمہاری ہی شکل و صورت میں پیدا کیا گیا ہے۔ اور تمہارے درمیان بھیجا گیا ہے تاکہ تمہیں صبح راتے کی طرف بلائے۔
- جب عنایت الہی تیرے شامل حال ہو اور تجھے جذبہ عطا کیا جائے اور تجھ کو تیری "توئی" سے جدا کر دیں اس وقت تمہارے اندر عشق داخل ہوتا ہے اور تمہیں جلوۂ حُسن دکھاتا ہے۔
- جب تو حُسن کو جان لے گا تو معشوق کو پہچانے گا اور معشوق پر عاشق ہو جائے گا۔
- جس وقت عاشق سے معشوق مل جائے تو وہ سنت معشوق اور فریضہ عاشق کو ملحوظ رکھے۔ اس وقت معشوق اور عاشق میں تمیز ہو سکے گی۔
- عاشقی اختیار کر۔ دونوں جہاں کو معشوق کا حُسن تصور کر اور خود کو معشوق کا حُسن سمجھ۔
- عاشق نے اپنے عشق سے تیرا ملک وجود بنایا تاکہ تیرے آئینے میں جمال حُسن دیکھے۔ اور تم کو محرم اسرار جانے۔

لہ مکتوب

○ نفس کو اچھی طرح سمجھ۔ جب تو اپنے نفس کو جان لے گا تو دنیا کو پہچان سکے گا اور اگر تو روح کو پہچان لے تو عقیبی کو پہچان لے گا۔
○ دنیا کی آرائش کا حسن عاشقان دنیا کو اپنے عشق میں ایسا بے خبر کر دیتا ہے کہ نہ ان کو دنیا کی خبر ہوتی ہے جس کو انہوں نے مشوق بنایا ہے کہ وہ گزر رہی ہے۔ . . . اور نہ عقیبی کی خبر ہوتی ہے کہ ہمارے سامنے کیا ہم درپیش ہے۔

حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کلیر سے آکر

گرامت: پانی پت میں مقیم ہوئے۔ ایک روز ان کا مرید

کسی کام سے آپ (حضرت قلندر صاحب) کے مکان کے سامنے سے گزرا۔ اس نے دیکھا کہ آپ شیر کی صورت میں بیٹھے ہیں۔ اس شخص نے اس بات کا ذکر حضرت شمس الدین ترک پانی پتی سے کیا۔ انہوں نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ آپ (حضرت قلندر صاحب) کے مکان پر جائے اور ان کا سلام کہے اور اگر پھر ان کو شیر کی شکل میں بیٹھا دیکھے، تو یہ پیغام ان کو پہنچائے کہ شیر کی جگہ جنگل میں ہے۔ وہ شخص حکم سجا لایا۔ جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ کو پھر شیر کی شکل میں بیٹھا پایا۔ اس نے حضرت شمس الدین ترک پانی پتی کا پیغام آپ کو سنایا۔ آپ وہاں سے شیر کی صورت میں اٹھے اور باگھوٹے میں جا کر قیام فرمایا۔ باگھوٹے شہر سے باہر ایک جگہ کا نام ہے۔

باب ۱۷

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح خورشید پور شاہ پور ہدایت ہیں۔
خاندانی حالات : آپ حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانی کے پوتے ہیں۔

والد ماجد : آپ کے والد ماجد کا نام شیخ رکن الدین ہے
والدہ ماجدہ : آپ کی والدہ ماجدہ بی بی راستی رابعہ عصر اور
ملتانی کی مرید تھیں۔ روزانہ ایک قرآن ختم کرنا ان کا معمول تھا۔

پیشین گوئی : ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ اپنے خسر حضرت
بہار الدین زکریا ملتانی کو سلام کرنے آئیں۔

اس وقت آپ سات ماہ کے اپنی والدہ کے شکم مبارک میں تھے حضرت
بہار الدین زکریا۔ آپ کی والدہ کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے۔ آپ کی والدہ کو
تعجب ہوا۔ حضرت بہار الدین زکریا نے فرمایا کہ :

یہ تعظیم اس بچے کی ہے جو تیرے پیٹ میں ہے۔ وہ چراغ خاندان
شمع دودمان کا ہو گا۔“

ولادت مبارک : آپ نے ۹ رمضان ۶۴۹ھ کو بروز جمعہ
اس عالم کو زینت بخشی۔

نام : آپ کے دادا حضرت بہاء الدین زکریا نے آپ کا نام رکن الدین رکھا۔
کنیت : آپ کی کنیت ابو الفتح ہے۔

لقب : آپ کا لقب ”فضل اللہ“ ہے

تعلیم و تربیت : آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے دادا حضرت
بہاء الدین زکریا کی نگرانی میں ہوئی۔

بچپن کا ایک واقعہ : آپ کی عمر چار سال کی تھی ایک دن
آپ کے دادا حضرت بہاء الدین زکریا

تکیہ لگائے پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی دستار پلنگ کے پائے پر رکھی تھی
آپ کے والد حضرت صدر الدین عارف پلنگ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ کھیلتے
ہوئے پلنگ کے پائے کی طرف پہنچے اور دستار پائے پر سے اٹھا کر اپنے
سر پر رکھ لی۔

آپ کے والد ماجد نے آپ کو منع کیا اور آپ سے دستار اتارنے
کہا۔ آپ کے دادا حضرت بہاء الدین زکریا نے آپ کے والد سے فرمایا:
”بابا صدر الدین! تم اس کو منع نہ کرو۔ کیوں کہ اس نے دستار

مطلوحت کے اپنے سر پر رکھی ہے۔ میں نے یہ دستار اس کو دی ہے۔“
اپنے والد سے وفات کے بعد جب آپ سجادہ نشین ہوئے تو آپ
نے وہی دستار سر پر رکھی۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا فرقہ جو
آپ کو والد سے ملا تھا، زیب تن فرمایا۔

بیعت و خلافت : آپ اپنے والد ماجد حضرت شیخ صدر الدین
عارف کے مرید اور خلیفہ اعظم ہیں۔ اپنے

لہ سیر العارفین، لہ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۲۷

والد کے وصال کے بعد آپ سجادہ نشین ہوئے، اور تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول ہوئے۔

حضرت نظام الدین اولیاء سے رشتہ اتحاد

آپ کو حضرت نظام الدین اولیاء سے بے حد محبت تھی۔ آپ ان کی حیات ظاہری میں دربار سلطان علاء الدین کے عہد میں اور تین بار سلطان قطب الدین کے عہد میں تشریف لائے۔ لہ

سلطان قطب الدین کے عہد میں جب آپ تشریف لائے تو حضرت نظام الدین اولیاء نے اپنی خانقاہ سے حوض خاص ملائی پر جا کر آپ کا استقبال کیا پھر آپ کی حضرت نظام الدین اولیاء سے اس وقت کی جامع مسجد میں ملاقات ہوئی۔

ایک روز پھر آپ کی حضرت نظام الدین اولیاء سے ملاقات ہوئی آپ کے بھائی شیخ عماد الدین اسمعیل بھی آپ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اس اجتماع کو غنیمت سمجھتے ہوئے یہ سوال کیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت میں کیا حکمت تھی۔

آپ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ: لہ

”غالباً اس میں یہ حکمت تھی کہ جناب رسالتؐ کے بعض کمالات و درجات کا ظہور عالمِ نفل میں اصحابِ صفہ کی صحبت پر موقوف رکھا گیا تھا۔“
حضرت نظام الدین اولیاء نے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:
”فقیر کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں یہ حکمت تھی کہ مدینے کے بعض فقراء جن کے لئے آنحضرتؐ کی سعادتِ صحبت حاصل کرنا محال تھا۔ اس نعمت سے مشرف ہوں“

اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء کے خاص خادم اقبال نے ریشمین کپڑوں کے چند تھان اور سو اشرفیاں ایک باریک کپڑے میں رکھ کر آپ کے قدموں میں رکھیں۔ آپ نے قبول نہیں کیا۔ حضرت محبوب الہی نے وہ تھان اور اشرفیاں آپ کے بھائی شیخ عماد الدین اسمعیل کے سپرد کیں۔^{۱۵}

حضرت نظام الدین اولیاء جب بیمار ہوئے تو آپ ان کی عیادت کو ملتان سے وہی تشریف لاتے۔ آپ حضرت نظام الدین کو کس قدر منزلت سے دیکھتے تھے اس کا اندازہ آپ کے ان الفاظ سے ہوتا ہے:
 ”عشرہ ذی الحجہ ہے۔ ہر شخص سعادتِ حج حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔“

میں نے شیخ المشائخ کی زیارت سے مشرف ہونے کی کوشش کی حضرت محبوب الہی کے جنازے کی نماز آپ نے پڑھائی۔^{۱۶} اس کے بعد آپ ملتان تشریف لے گئے۔

سلاطین سے تعلقات : سلطان علاء الدین آپ کا بہت معتقد تھا۔ آپ جس دن وہی میں رونق افروز ہوتے تو وہ دو لاکھ تنگہ بطور شکرانہ آپ کی خدمت میں بھیجتا اور جس روز وہی سے روانہ ہوتے پانچ لاکھ تنگہ پیش کرتا۔ اس کی درخواست منظور کر کے جب آپ اس سے ملنے جاتے تو وہ تیسرے دروازے پر آپ کا استقبال کرتا۔

سلطان قطب الدین بھی آپ پر بہت اعتقاد رکھتا تھا اور آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ آپ اس کے عہد میں پہلی مرتبہ تشریف لاتے تو حضرت نظام الدین اولیاء آپ کے استقبال گئے لئے حوضِ خاصِ علانی تک تشریف لے گئے تھے۔

^{۱۵} اخبارِ لاخیار (اردو ترجمہ) ص ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴ اخبارِ لاخیار (اردو ترجمہ) ص ۱۴۴

^{۱۶} سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۳

آپ کی جب سلطان قطب الدین سے ملاقات ہوئی تو اس نے آپ سے دریافت کیا کہ شہر کے لوگوں میں سے کس نے سب سے پہلے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اس شخص نے استقبال کیا جو اہل شہر میں بہترین شخص ہے۔ آپ کا اشارہ حضرت نظام الدین اولیاء کی طرف تھا۔

شادی اور اولاد : آپ کے کوئی اولاد نہیں تھی۔

وفات : وفات سے تین ماہ قبل گوشہ تنہائی اختیار کر لیا تھا۔
۱۶، رجب ۷۳۵ھ کو جواری رحمت میں داخل ہوئے یہ مزار پر الوار ملتان میں مرجع خاص و عام ہے۔

خلفاء : آپ کی وفات کے بعد آپ کے بھائی حضرت عماد الدین اسمعیل آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں :

حضرت مولانا عماد الدین اسمعیل، حضرت سید جلال الدین بخاری ملقب بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، حضرت شیخ عثمان سیاح، حضرت حاجی شیخ صدر الدین عارف حاجی چراغ دین۔ حضرت شیخ حمید الدین ملقب بہ سلطان التارکین قرشی الہنکاری۔

آپ سات سال کی عمر سے نماز اور روزہ کے پابند تھے۔ سیرت : نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے۔ نماز تہجد، اشراق و چاشت اور نوافل کے پابند تھے۔ لکھ رمضان کے علاوہ عاشورہ محرم میں کبھی روزے رکھتے تھے۔ ذکر خفی و جلی و مراقبہ و محاسبہ آپ کے معلومات میں سے تھے۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔

۱۵ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۲۷

۱۵ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۲۷ ۱۵ الوار غوثیہ

۱۵ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۲۷

کشف قلوب، طے ارض و طے لسان میں دس سال کی عمر سے آغاز
 تھے۔ کمالات صوری و معنوی آپ کو سچپیس سال کی عمر سے حاصل تھے۔
 عرض و عبادت، ریاضت، زہد و تقویٰ، تفرید و عقود و نسا،
 جود و سخا، نصیحت و شفقت، الفت و مروت، بردباری، کسر نفسی اور اخلاق
 میں بے نظیر تھے۔

خوراک آپ کی کم تھی، لیکن کھانا اچھا کھاتے تھے، جو حاجت مند
 آپ کے پاس آتا، خالی ہاتھ نہیں جاتا، چونکہ آپ لوگوں کی حاجت
 پوری کرتے تھے۔ اس واسطے لوگوں میں آپ ”قبلہ حاجات“ مشہور
 ہوئے، جو نذرانہ آتا، آپ اس کو خرچ کر دیتے تھے۔ اس میں سے کچھ
 نہیں بچاتے تھے۔ سلطان علاء الدین جب آپ دہلی آئے لاکھوں تینکے آپ
 کو پیش کرتا، آپ وہ سب رقم خرچ کر دیتے تھے۔

کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ جب پاکی میں نکلتے تو آپ کے دونوں
 ہاتھ اکثر باہر نکلے ہوئے ہوتے۔ اور اس لئے الیسا کرتے تھے جیسا کہ
 آپ خود فرماتے تھے کہ شاید کسی بخشتے ہوئے کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے
 لگ جائے تو آپ بھی بخشتے ہوئے ہو جائیں۔

آپ علماء فضلاء اور درویشوں کا بہت خیال کرتے تھے۔ ان کی
 بہت عزت کرتے تھے اور ان کی خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ اٹھا کر
 نہیں رکھتے تھے۔

آپ کس حد تک لوگوں کی امداد کرنے پر آمادہ رہتے تھے وہ
 اس سے ظاہر ہے کہ ایک امیر آدمی آپ کی خدمت میں آیا، مرید ہوا،
 گناہوں سے توبہ کی، آپ نے اس کو کلاہ عطا فرمائی۔ ایک درویش نے
 اس پر اعتراض کیا۔

آپ نے فرمایا کہ: لے

”اے عزیز! اگر وہ بوجہ ایک کلاہ کے گناہ سے باز آجائے
اور اس کی جہت سے نبٹا جائے تو میں کس لئے اس کو کلاہ نہ دوں۔“
تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں:

آپ فرماتے ہیں کہ: لے

صورت اور صفت: ”آدمی دو چیزوں سے عبارت ہے

صورت اور صفت، اور حکم صرف صفت پر ہے۔ نہ کہ صورت پر۔۔۔
لیکن حکم صفت کی تحقیق صرف دار آخرت میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ کیوں کہ
وہاں اشیاء کے حقائق ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ شکل و صورت نسبت ذباو
ہو جاتی ہے۔ وہاں ہر شخص کو اس صورت میں جمع کرتے ہیں جو اس کی
صفت کے موافق ہو۔“

آپ فرماتے ہیں کہ:

اعمال پر مطابعت: ”اعمال پر متابعت یہ ہے کہ اعضاء و

جوارح کو شرعی ممنوعات و مکروہات سے قولاً و فعلاً باز رکھے۔ لا یعنی
مجلس سے بھی پرہیز لازم ہے۔ وہ چیز جو طالب کو حق تو دینے سے
برگشتہ کر کے دنیا کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس کے اوقات کو بیہودہ
عنائت کرتی ہے۔ بظالوں کی صحبت سے بھی احتراز ضروری ہے۔“

اقوال: ○ قیامت کے دن ہر شخص کو اس صورت میں اٹھائیں گے

جو اس کی صفت کے مطابق ہو۔ بلعم باعور کو اتنی عبادت
کے باوجود کتے کی صورت میں اٹھائیں گے۔ ظلم و تعدی کرنے والا شخص
اپنے آپ کو بھیڑیے کی شکل میں دیکھے گا اور صاحب کبر چیتے کی صورت
میں ظاہر ہوگا اور بخیل و ترہیں خنزیر کی شکل میں۔

۱۷ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۵۲۱ جمع الاحسنار

○ جب تک کوئی شخص اوصافِ ذمیرہ سے پاک نہیں ہوتا اس کا شمار جانوروں اور درندوں میں ہے۔
 ○ تزکیہ نفس اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک بندہ حضرت عزت کی بارگاہ میں التجا و استعانت نہ کرے۔
 ○ جب تک اللہ کا فضل و رحمت دست گیری نہ کرے، تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا۔

○ فضل و رحمت کے ظہور کی علامت یہ ہے کہ بندے کی چشمِ بینا میں اس کے عیوب ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور عظمتِ الہی کے انوار کے پرتوں سے کہ جس کے سامنے تمام اسرارِ محدود ہو جاتے ہیں اس کا باطن منور ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تمام دنیا اور اس کی شان و شوکت اس کی نظر میں خاک معلوم ہوتی ہے۔ اور اہل دنیا کی اس کے دل میں کوئی قدر نہیں رہتی۔

جب اس کے باطن پر یہ کیفیت مستولی ہو جاتی ہے تو ناچار اس کو ارباب دنیا کے حیوانی اوصاف سے نفرت آتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ یہ اوصاف فرشتوں کے اوصاف میں تبدیل ہو جائیں۔

چنانچہ اس میں ظلم کے بجائے عفو،
 غضب کے بجائے علم،
 کبر کے بجائے تواضع،
 نخل کے بجائے سخاوت، اور

حرص کے بجائے ایثار کی خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

مگر یہ معاملہ عقوبت کے طلب کرنے والوں کے لئے ہے۔ طالبات

حق کا کام اس سے بااثر ہے۔

○ جو شخص کہ طالبِ حق نہیں ہے۔ حقیقت میں وہ بطل ہے۔

آپ سے ایک معتقد کو آپ کے یہاں

سے چار قرص ملا کرتے تھے۔ وہ حج کو

کشف و کرامات :

گیا وہاں غلہ کی گرائی کی وجہ سے پریشان ہو کر کہنے لگا کہ وہاں چار قرص
 ملتے تھے اور یہاں ایک کبھی نہیں۔ ایک درویش نے جب یہ سنا تو اس
 شخص سے کہا کہ آپ ہر جمعہ کی رات کو یہاں آتے ہیں اور آپ جہاں
 مشغول ہوتے تھے وہ مقام بھی دکھلا دیا۔ اس شخص نے اس رات کو
 آپ کو تلاش کیا، آپ کا پہچان کر سلام کیا۔ آپ نے اس کا حال دریافت
 فرمایا۔ اس نے اپنا حال بیان کیا۔ آپ نے اس کا حال سن کر فرمایا کہ فکر
 کی کوئی بات نہیں۔ چار قرص اور دو پیالے سالن برابر ملتے رہے۔ لہ
 ایک مرتبہ مغل ملتان کے قریب آپہنچے۔ لوگ آپ سے دعا کے
 طالب ہوئے۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور پھر فرمایا کہ مغل چلے گئے۔ دریا
 کے کنارے پہنچ کر وہ منتشر ہو گئے۔ وجہ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ
 خدا تعالیٰ نے فرشتوں کا لشکر بھیج دیا اور ان کو منتشر کر دیا۔ لہ
 آپ کا ایک مرید خالقہ کے حجرہ میں عبادت میں مشغول تھا اس نے
 خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے حج کو جانے کے لئے کہتا ہے۔ وہ جب
 آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ وہ خواب شیطان
 کی وجہ سے تھا۔ شیطان مشغولی سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ حج اس پر فرض
 نہیں ہے کیوں کہ وہ ایک فقیر ہے۔ لہ

باب ۱۸

حضرت مولانا فخر الدین مروزی

حضرت مولانا فخر الدین مروزی در بھر یقین ہیں۔ آپ بادشاہ عالم راز ہیں، مخلوق میں ممتاز ہیں۔

نام : آپ کا نام فخر الدین ہے۔

تعلیم و تربیت : آپ علوم ظاہری کی تکمیل سے فراغت پا کر علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ علم تفسیر، حدیث اور فقہ حاصل کیا۔

ارادت : آپ حضرت محبوب الہی کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور آخری عمر میں غیاث پور میں سکونت اختیار کی۔ آپ حضرت محبوب الہی سے بے حد محبت اور عقیدت کھنی۔ غیاث پور میں رہ کر حضرت محبوب الہی کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

حضرت محبوب الہی نے حضرت محبوب الہی کا مکتوب : آپ کو ایک خط میں محبت رب العالمین کے مضمرات و منقلاات سے آگاہ فرمایا تھا۔ حضرت محبوب الہی تحریر فرماتے ہیں کہ:

”اتفاق اصحاب طریقت دارباب حقیقت است کہ اہم مطلوب است
 اعظم مقصود از خلقت بشر محبت رب العالمین است و آل برود و نوع است
 محبت ذات و محبت صفات۔ محبت ذات از مواہب است و محبت صفات
 از مکاسب۔ ہرچہ از مواہب است کسب و عمل و بندہ را بدال تعلقہ نیست
 ہرچہ از مکاسب است ہست۔ و طریق اکتساب محبت دوام ذکر است مع
 تخلیہ القلب عما سواہ و این را فراغ تشرکاست و فراغ کا چہار چیز است
 مانع۔ و ہرچہ مانع شرط است مانع مشروط است خلق و دنیا و نفس و شیطان
 طریق دفع خلق عزالت و آل نزد است و طریق دفع دنیا قناعت است و طریق
 دفع نفس و شیطان التجا کردن بکن ساقہ فاعلہ۔

ترجمہ: اصحاب طریقت دارباب حقیقت کا اس بات پر اتفاق ہے
 کہ اہم مطلوب ہے و اعظم مقصود۔ خلقت بشر سے محبت رب العالمین ہے
 اور وہ دو طرح سے ہے۔ محبت ذات اور محبت صفات۔ محبت ذات
 مواہب سے ہے اور محبت صفات مکاسب سے ہے۔ جو مواہب سے
 ہے۔ اس کو بندے کے کسب و عمل سے کوئی تعلق نہیں اور جو مکاسب
 سے ہے وہ ہے اور محبت حاصل کرنے کا طریقہ دوام ذکر ہے، مع
 تخلیہ القلب عما سواہ۔ اور اس کے لئے فراغ کی ضرورت ہے اور فراغ
 کے لئے چار چیزیں مانع ہیں جو مانع شرط ہے مانع مشروط ہے خلق اور دنیا
 اور نفس اور شیطان۔ خلق کو دفع کرنے کے طریقہ عزالت ہے اور وہ
 قریب ہے اور دنیا کو دفع کرنے کا طریقہ خداوند تعالیٰ سے التجا کرنا ہے۔

سیرت مبارک: آپ قرآن مجید کے حافظ تھے۔ قرآن مجید
 کی کتابت کر کے گزارہ کرتے تھے۔
 نہایت بردبار، متوکل اور قانع تھے۔ ترک و تجرید میں خوشی پاتے تھے۔
 جمال و رع اور کمال تقویٰ سے آراستہ تھے۔ صاحب کرامت تھے۔ آپ
 کی مردانِ غیب سے ملاقات تھی۔

وفات شریف: آپ نے ۳۶ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا
مزار پاک وہی میں حضرت محبوب الہی کی درگاہ
کے اندر چوترہ یاراں میں واقع ہے۔

کرامات: ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کو پیاس لگی۔ کوئی پاس
نہیں تھا کہ جس سے پانی منگاتے۔ اتنے میں کیا دیکھتے
ہیں کہ ایک پیالہ پانی سے بھرا ہوا نمودار ہوا۔ آپ نے اس پیالے کو
توڑ دیا اور کہا کہ کرامت کا پانی نہیں پئیں گے۔ جب آپ نے حضرت
محبوب الہی سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت محبوب الہی نے فرمایا کہ وہ پانی
پینا چاہتے تھا۔ لہ

ایک اور مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کو کنگھی کی ضرورت ہوئی۔
لیکن آپ کے پاس کوئی نہ تھا کہ کنگھی لا کر دے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں
کہ دیوار میں سے ایک کنگھی برآمد ہوئی آپ نے وہ کنگھی ہاتھ میں لی اور
کر لی۔ لہ

باب ۱۹

حضرت خواجہ حسام الدین سوہانہ

حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ شہاء ملک نغزید ہیں۔
آپ خواجہ خواجہ بگکان حضرت خواجہ معین الدین
خاندانی حالات حسن چشتی کے پوتے ہیں۔

والد: آپ حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر کے صاحبزادے ہیں۔
نام: آپ کا نام آپ کے والد محترم نے اپنے گم شدہ بھائی حسام الدین
کے نام پر رکھا تھا۔

اولاد: آپ کے دو صاحبزادے تھے، ایک خواجہ معین الدین خرد اور
دوسرے شیخ قیام بابر یال بہ

وفات: آپ نے ۷۴۱ھ میں وصال فرمایا۔ مزار فیض آثار سانہر میں
مرجع خاص و عام ہے آپ کا عرس ہر سال ہوتا ہے۔

سیرت پاک: آپ درویش دلریش تھے۔ آپ کے تصرفات باطنی
درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے۔ عشق الہی کے اسیر تھے
عبادات و مجاہدات میں بے نظیر تھے۔ حضرت نظام الدین اولیا کی صحبت
میں رہے تھے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔

باب ۲۰

حضرت شیخ صدر الدین احمد طبیب دہلی

حضرت شیخ صدر الدین احمد طبیب دہلی نے حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے سائے میں پرورش پائی۔

آپ کے والد کا نام شیخ شہاب ہے۔ وہ حضرت نظام الدین والدہ اولیاء کے مرید تھے۔ لہٰذا وہ تجارت کرتے تھے۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

پیدائش: آپ حضرت نظام الدین اولیاء کی دعا سے پیدا ہوئے۔ آپ کے والد اور والدہ ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک دن آپ کے والد نے حضرت نظام الدین اولیاء سے عرض کیا۔ حضرت محبوب الہی نے فرمایا کہ سماع کے وقت آنا۔ آپ کے والد جب سماع کے وقت حضرت محبوب الہی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت محبوب الہی نے عین حالت وجد میں اپنی پیٹھ ان کی پیٹھ سے ملا دی اور ان سے فرمایا کہ:

”جا۔ خداوند تعالیٰ تجھ کو نیک فرزند عطا کرے گا۔“

اسی روز آپ کی والدہ ماجدہ عالمہ ہوئیں۔ آپ جب پیدا ہوئے

۱۵ سالک السالکین (جلد دوم) صفحہ ۴۲۳

تو آپ کے والد آپ کو حضرت محبوب الہی کی خدمت میں لاتے۔ حضرت محبوب الہی نے آپ کو گود میں لیا اور اپنے جبہ مبارک سے ایک خرقة اپنے ہاتھ سے تیار کیا اور آپ کو پہنایا۔

حضرت محبوب الہی کی ہدایت: حضرت محبوب الہیؒ

چسپراغ دہلی کے سپرد فرمایا اور ان کو تاکید کی کہ ”یہ فرزند میرا ہے“ اس کی تعلیم ظاہری اور تربیت باطنی میں ہرگز کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا۔ آپ نے حضرت نصیر الدین چسپراغ دہلی کے سائے میں **تعلیم و تربیت:** پرورش پائی اور کاملین وقت ہوئے۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت نصیر الدین چسپراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

وفات: آپ نے ۷۵۹ھ میں وفات پائی۔ مزار دہلی میں ہے۔

آپ کے خلفاء حسب ذیل ہیں:

خلفاء: حضرت شیخ فتح اللہ اودھی اور حضرت شیخ احمد حشتی۔

سیرت: آپ دنیا سے بے نیاز تھے۔ ایک مرتبہ پریاں ایک پریراد کے علاج کے واسطے آپ کو لے گئیں۔ وہ پریراد آپ کے علاج سے اچھا ہوا۔ پریوں نے ایک خط آپ کو دیا اور کہا شہر سے باہر فلاں کوچہ میں اس قسم کا ایک کتے ہے وہ خط اس کتے کو دکھا دینا۔ آپ نے وہ خط لیا۔ کتا لاش کیا۔ جب وہ خط اس کتے کو دکھایا تو وہ کتا اٹھا اور شہر سے باہر جا کر ایک جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اس مقام پر وہ کتا زمین کھودنے لگا۔ آپ اشارہ سمجھ گئے۔ آپ نے اس مقام سے خزانہ نکالا، اور راہ خدا میں لٹا دیا۔ لہ

باب ۲۱

حضرت شیخ جلال الدین محمد الاولیاء

حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر اولیاء شاہد بزم وصال ہیں۔

خاندانی حالات: آپ کا نسب نامہ پدیری چند واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ

عنه پر منتهی ہوتا ہے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد شیخ محمود امرائے پانی پت سے تھے۔

پیدائش: آپ کی پیدائش پانی پت میں واقع ہوئی۔

آپ کا نام خواجہ محمد ہے۔

لقب: آپ اپنے پیرومرشد کے عطا کردہ لقب ”جلال الدین“ سے

مشہور ہیں۔

ایام طفولیت: بچپن ہی سے آثار بزرگی نمایاں تھے۔ آپ ادب

تھے۔ ایام طفلی میں ہی آپ عشق الہی کے اسیر ہوئے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ جنگل میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں ذکر و فکر میں مشغول

رہتے تھے۔ لہ آپ کو حسن باطنی کے علاوہ حسن ظاہری بھی عطا ہوا تھا۔ کھاتے پیتے گھرانے میں پیدا ہوتے تھے۔ بے دریغ پیسہ خرچ کرتے تھے۔ آپ کا معیار رہائش اونچا تھا۔ آپ کا لباس اعلیٰ قسم کا ہوتا تھا آپ لباس پر کافی پیسہ خرچ کرتے تھے۔

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے بچپن ہی میں وہ آپ کو دیکھنے کے لئے روزانہ آپ کے گھر آیا کرتے تھے آپ کے یتیم ہونے کے بعد آپ کی پرورش کا بار آپ کے چچا نے اپنے ذمے لیا۔

آپ کے حق میں دعا: ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ اپنے کھیت پر گئے ہوتے تھے حضرت بوعلی قلندر

آپ کے مکان پر تشریف لائے۔ معلوم ہوا کھیت پر گئے ہوتے ہیں۔ حضرت بوعلی قلندر بھی کھیت پر آ پہنچے۔ آپ نے اپنے دامن میں غلہ بھر کر حضرت بوعلی قلندر کو پیش کیا۔ حضرت بوعلی قلندر نے دریافت کیا کہ کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا: ”گھوڑے کے واسطے دانہ“ انہوں نے آپ سے کہا کہ ”گھوڑے سے پوچھو، اگر وہ بھوکا ہو اور وہ دانہ مانگتا ہو اس کو دو“

آپ نے گھوڑے سے پوچھا، آپ کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ گھوڑا گویا ہوا۔ گھوڑے نے عرض کیا ”میرا پیٹ بھرا ہے۔ حضرت مخدوم مجھ کو دانہ کھلا کر مجھ پر سوار ہوتے تھے۔“ دانہ لے کر آپ کھڑے رہے۔

حضرت بوعلی قلندر نے خوش ہو کر آپ سے فرمایا: ”یہ غلہ میں نے تجھ کو بخشا اور میں نے خدائے عزوجل سے دعا مانگی ہے کہ جس قدر یہ غلہ ہے اس کے ہر دانہ کی برابر تجھ کو اولاد و امجاد نصیب ہو“ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

لہ سیرالانطاب (فارسی) ص ۱۹۵، لہ سیرالانطاب (فارسی) ص ۱۹۷

لہ سیرالانطاب (فارسی) ص ۲۰۰

سیر و سیاحت : ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت مخدوم بوعلی قلندریؒ
 ایک عام گزرگاہ پر رونق افروز تھے۔ آپ
 گھوڑے پر سوار وہاں سے گزرے۔ حضرت بوعلی قلندریؒ نے جب آپ
 کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو فرمایا: لہ

”زہے اسپ وزہے سوار“

(کیسا خوش قسمت گھوڑا، اور کیسا خوش قسمت سوار ہے)
 یہ سن کر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ گھوڑے سے فوراً
 اترے۔ گریبان چاک کر کے جنگل کی راہ لی۔ چالیس سال آپ نے سفر
 میں گزائے۔ بہت سے درویشوں سے ملے اور ان کے فیوض و برکات سے
 مستفید ہوئے۔ دوحج کئے۔ لہ

سیر و سیاحت سے واپس آکر آپ حضرت
 بیعت و خلافت : شمس الدین ترک پانی پتی کے حلقہ ارادت
 میں داخل ہوئے۔ حضرت بوعلی قلندریؒ سے بیعت ہونا چاہتے تھے۔ آپ
 ان سے جب بیعت سے مشرف کرنے کے لئے عرض کرتے تو وہ فرماتے
 کہ جلدی نہ کرو، ٹھیرو۔ تمہارے پرآنے والے ہیں۔

ایک دن حضرت شمس الدین ترک اپنے حجرے کے دروازے
 پر رونق افروز تھے مرید و معتقد حاضر خدمت تھے۔ آپ لباس فاخر پہنے
 گھوڑے پر سوار ان کے سامنے سے نکلے۔ انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی
 حاضرین سے فرمایا:

”اپنی نعمت اس لڑکے کی پشانی میں تاباں دیکھتا ہوں“
 ان یہ کہ فرمانا تھا کہ آپ کی نظر ان پر پڑی۔ نظر کا پڑنا تھا کہ آپ
 بے اختیار ہو گئے گھوڑے سے اترے اور سر نیازان کے قدموں پر
 رکھا۔ انہوں نے اپنے دست مبارک سے آپ کا سر اٹھایا اور آپ کو

حکم دیا کہ ” پھر گھوڑے پر سوار ہو، اور گھوڑے کو پھیرو۔“ آپ حکم بجالائے
 حضرت شمس الدین ترک نے اسی وقت آپ کو بیعت سے مشرف
 فرمایا اور کلاہ چرئی جو اس وقت پہنے ہوئے تھے اتار کر اپنے ہاتھ سے
 آپ کے سر پر رکھی اور فرمایا :

” ترا ایں ہم دادم و آل ہم دادم۔“

(میں نے تجھ کو یہ بھی دیا اور وہ بھی دیا)۔

آپ کے پیر روشن ضمیر حضرت شمس الدین ترک نے آخر عمر میں آپ
 کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا اور جانشینی کا شرف بخشا۔

سلطان فیروز شاہ کی باریابی : سلطان فیروز شاہ کو
 جب حضرت مخدوم

جہا نیان جہاں گشت کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ آپ بقوت روحانی
 دہلی تشریف لائے اور ان کی صحت کے لئے دعا فرمائی، اور آپ نے
 اپنی عمر کے چند سال ان کو عطا فرمائے اور آپ کی دعا سے وہ اچھے
 ہوئے، اور پھر بقوت روحانی آپ پانی پت تشریف لے گئے تو اس
 نے خوش ہو کر کہا : لہ

” زہے طالع من کہ در عہدہ ایں چنین اولیائے عظام ہستند۔“

سلطان فیروز شاہ کو آپ کی قدم بوسی کا اشتیاق پانی پت
 لایا۔ وہ پانی پت پہنچ کر آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور گلہائے
 عقیدت پیش کئے۔ اس کا پیش کردہ نذرانہ قبول کرنے سے آپ نے انکار
 فرمایا۔

آپ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم سے شادی کی۔
شادی و اولاد : آپ کے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں لڑکیوں
 کے نام ذیل میں دئے جاتے ہیں : لہ

حضرت خواجہ عبدالقادر، خواجہ ابراہیم، خواجہ شبلی، خواجہ کریم الدین، خواجہ عبدالواحد۔ آپ کی لڑکیوں کی شادی کرنال کے شیخ زادوں میں ہوئی۔

آپ نے ۱۳، ربیع الاول ۶۵ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار پُر انوار پانی پت میں زیارت گاہ

خاص وغام ہے۔ آپ کی عمر ایک سو ستر سال سے زیادہ ہوئی۔ لہ
وفات شریف : آپ کی وفات کے بعد خواجہ ابراہیم سجادہ نشین ہوئے
خلفاء : انہوں نے اپنی خوشی سے خواجہ شبلی کو اپنے جہانے
 سجادہ نشین مقرر کیا۔ آپ کے چالیس خلفاء ہیں۔ آپ کے مشہور خلفاء
 حسب ذیل ہیں : لہ

خواجہ عبدالقادر، خواجہ ابراہیم، خواجہ شبلی، خواجہ کریم الدین
 خواجہ عبدالواحد، شیخ زینا، شیخ احمد قلندر، شیخ عبدالحق رودلوی،
 شیخ بہرام۔

آپ ماورزا دہلی تھے۔ سماع سنتے تھے۔ شکار کا
سیرت پاک : شوق تھا۔ لنگر آپ کا عام تھا۔ ایک ہزار آدمی
 روزانہ آپ کے یہاں کھانا کھاتے تھے۔ آپ کو جلال بہت تھا۔ آپ
 جو فرماتے وہی اور و نیا ہوتا۔ اعراس میں شریک ہوتے تھے اور خود
 بھی عرس کرتے تھے۔ جس پر آپ کی نظر پڑتی وہ ولی ہو جاتا۔ آپ کے
 فیض کا چشمہ جاری تھا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مخدوم علاؤ الدین علی
 احمد صابر کی کمانی حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء نے لٹائی۔
 آپ صاحب کشف و کرامات و صاحب مقامات جلیلہ تھے۔

آخری عمر میں آپ کے استغراق کا یہ حال تھا کہ نماز کے وقت آپ کے
 کان میں تین مرتبہ حق، حق، حق کہا جاتا تب آپ کو ہوش ہوتا اور نماز
 ادا کرتے۔ آپ علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت میں عظیم العیال
 تھے۔

باب ۲۲

حضرت سید جلال الدین بخاری

حضرت سید جلال الدین بخاری سیاح باویہ تجرید و تفرید ہیں۔
آپ سادات حسینی سے ہیں۔ بخارا کے ایک
خاندانی حالات: معزز خاندان سے تھے۔

آپ کے دادا شیخ جلال الدین سرخ بخاری اپنے وطن بخارا سے
ہجرت کر کے ملتان آئے۔ حضرت بہار الدین زکریا کے مرید ہوئے۔
اور ان ہی سے خرقہ خلافت پایا۔ اپنے پیرو مرشد کے حکم سے اوجہ میں
سکونت اختیار کی۔ ان کے تین لڑکے تھے۔ سب سے بڑے لڑکے کا
نام سید احمد کبیر ہے۔ دوسرے لڑکے کا نام سید بہار الدین ہے۔

ان کے سب سے چھوٹے لڑکے سید صدر الدین المعروف بہ محمد غوث ہیں۔
والد: آپ کے والد ماجد کا نام سید احمد کبیر ہے۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت اوجہ میں ۱۵ شعبان ۷۰۰ھ
کو واقع ہوئی۔ لہ

نام: آپ کا نام سید جلال الدین حسین ہے۔

۱۵۔ سائیکل ایساٹکین (جلد دوم) ص ۲۲۵، اخبار الاخبار (ہردو ترجمہ) ص ۴۹

کنیت : آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔

لقب : آپ کا لقب ”مخدوم جہانیاں جہاں گشت“ ہے۔ بعض آپ کو ”مخدوم جہانیاں“ کے لقب سے پکارتے ہیں۔

لقب کی وجہ تسمیہ : بہار الدین زکریا کے مزار مبارک پر ایک سال عید کی رات کو آپ حضرت یاد الہی میں مشغول تھے۔ پھر صدر الدین عارف اور حضرت رکن الدین ابو الفتح کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ ہر جگہ عیدی مانگی، ہر جگہ سے آپ کو ”مخدوم جہانیاں“ کا خطاب عطا ہوا۔ لہٰذا اسی خطاب سے آپ مشہور ہوئے۔

بچپن کا ایک واقعہ : شیخ صدر الدین عارف کے خلیفہ شیخ جمال الدین خنداں اونچی کی خدمت بابرکت میں لے گئے اور آپ کو دست بوس کرایا۔ اس وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی۔ حضرت شیخ جمال الدین خنداں کے سامنے چھوڑوں کا ایک خوان آیا۔ اس میں سے کچھ چھوڑے آپ کو بھی دئے گئے۔ آپ نے وہ چھوڑے مع گٹھیوں کے کھائے۔ حضرت شیخ جمال الدین خنداں نے جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے جواب دیا۔

”اس میں بھی برکت ہے اور پھینکنا بے ادبی ہے۔“

یہ سن کر حضرت شیخ جمال الدین خنداں خوش ہوئے اور آپ کو دعائیں دیں۔

تعلیم و تربیت : آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اونچے میں ہوئی۔ علامہ قاضی بہار الدین آپ کے استاد تھے۔ قاضی صاحب کے انتقال کے بعد ہدایہ و بزوری ختم کرنے اور مزید تعلیم حاصل کرنے کی

غرض سے آپ اونچے سے ملتان آئے۔

شیخ موسیٰ اور مولانا مجاہد الدین ایسے شفیق اتا و ملے۔ آپ نے ہدایہ اور بزودی جلد ہی ختم کی۔ بعد ازاں مدینہ جا کر مزید تعلیم حاصل کی۔ ملتان میں آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح کی اجازت سے مدرسے میں رہتے تھے۔ آپ کے والد ماجد اور شیخ جمال الدین خنداں میں کچھ کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ جب حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو اپنی خاص کشتی پر سوار کرا کے اونچے بھجوایا اور آپ کے والد کو آپ کے ذریعے یہ ہدایت فرمائی کہ وہ حضرت شیخ جمال الدین خنداں کا ادب ملحوظ رکھیں۔ جب آپ نے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح کا یہ پیغام اپنے والد ماجد کا پہنچایا۔ آپ کے والد اسی وقت حضرت شیخ جمال الدین خنداں کے پاس گئے اور ان سے بغل گیر ہوئے۔

آپ نے بہت سیر و سیاحت فرمائی۔ تین سو زیادہ سیر و سیاحت : بزرگوں سے ملے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ کئی سال مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رہے۔ عرب، عراق اور شام، مصر، بلخ، خراسان وغیرہ کی سیر و سیاحت فرمائی۔ آپ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ : لہ

”آپ جب کبھی کسی سے معانقہ فرماتے تو جو نعمت اس کے پاس ہوتی اسی وقت جذب کر لیتے، یعنی آپ اس قدر توجہ اور خدمت سے کام لیتے کہ وہ شخص بے اختیار ہو کر آپ کو اپنی بہر نعمت دے دیتا۔“

آپ اپنے والد ماجد سے سلسلہ سہروردی میں بیعت و خلافت : پھر آپ نے اپنے چچا حضرت سید صدر الدین المعروف بہ محمد غوث سے خرقہ پہنا۔ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سے بھی آپ نے خرقہ خلافت پہنا۔

آپ کو چودہ خالوادوں میں بیعت اور خلافت حاصل تھی۔ ۱۴
 آپ خود فرماتے ہیں کہ آپ نے خرقہ سیادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 سے پہنا کہ جو خرقہ ان (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کو سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا۔

حضرت شیخ بہار الدین زکریاؒ کا خرقہ اپنے والد سید احمد کبیر سے پہنا
 آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ نے خرقہ عالم خواب
 میں پہنا اور بیدار ہونے کے بعد وہ سر پر پایا۔

حضرت نظام الدین اولیاء سے عالم خواب میں پہنا جو بیدار ہونے
 کے بعد سر پر پایا۔

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح کے خلیفہ حضرت شیخ قوام الدین سے۔
 حضرت قطب الدین منور سے۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سے۔

شیخ مکہ امام عبدالقدیافی سے۔

شیخ مدینہ حضرت عبداللہ المطری سے

قطب عدن حضرت فقیمہ بصال سے

شیخ اسحاق کازرونی سے

شیخ امین الدین سے

شیخ امین الدین - بھائی شیخ امام الدین سے۔

شیخ حمید الدین سے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ شیخ شرف الدین محمود

شاہ تشری سے۔

سید احمد رفاعی سے۔

شیخ نجم الدین صنعانی سے۔

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے۔
حضرت خضر سے۔

حضرت اُحد الدین حسنی سے۔

حضرت شیخ نور الدین سے۔ لہ

سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں آپ کو منصب شیخ الاسلامیٰ
ملازمت : مسند خانقاہ محمدی پیش کیا گیا۔ آپ نے عہدہ قبول فرمایا،
کچھ عرصے تک منصب شیخ الاسلامیٰ و مسند خانقاہ محمدی پر سیوستان اور اس
مضافات میں فائزرہ کر اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح کے حکم سے ملازمت سے مستعفی ہو گئے۔

ملازمت سے مستعفی ہو کر آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ وہاں
سفر : پہنچ کر آپ نے کہا: اللہ

”السلام علیک یا جدی“

وہاں سے آپ کو جواب ملا:

”وعلیک السلام یا ولدی“

شیخ عقیف الدین عبداللہ المطری سے آپ نے کلاہ ارادت اور خرقہ خلافت
حاصل کیا اور ان سے ”عوارف“ اور دیگر کتابیں پڑھیں۔ جب آپ تہجد سے
فارغ ہوتے تو شیخ عبداللہ المطری تشریف لاتے۔ ان کے ایک ہاتھ میں
کھانا ہوتا اور دوسرے ہاتھ میں تبرع۔ وہ آپ کو ”صحاح“ ”عوارف“
اور رسائل سلوک کا سبق دیتے۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ امام غیر حاضر تھا، آپ نے ایامت کی۔
آپ بیاس اس ادب اس جگہ سے جہاں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے
تھے۔ ایک صف پیچھے کھڑے ہوئے۔ شیخ عبداللہ المطری آپ کی اس بات
سے بہت خوش ہوئے۔

مکہ میں آمد: مدینہ منورہ سے آپ مکہ معظمہ آکر امام عبداللہ یا فنی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان سے تربیت حاصل کر کے کام یاب و کامراں ہوئے۔

واپسی: چھ سال مدینہ اور مکہ میں رہ کر ۷۵۲ھ میں وطن واپس ہونے لے اس سفر میں آپ سید صدر الدین کماش اور شیخ حمید الدین بن محمود الحسینی سمرقندی سے بھی ملے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ ۷۵۷ھ واپسی پر آپ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت پایا۔

سلطان فیروز کی باریابی: سلطان فیروز تغلق آپ کا معتقد و آپ کئی دفعہ اوچھ سے وہلی تشریف لاتے۔ ۷۶۰ھ شادی: آپ نے شادی کی تھی۔

وفات: کچھ روز بیمار رہ کر ۱۰ ذی الحجہ ۷۸۸ھ کو آپ رحمتِ حق میں پیوست ہوئے۔ ۷۹۰ھ

خلفاء: آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں: قاضی عبدالملک المعروف بہ شاہ اجمل اور سید صدر الدین المعروف بہ راجو قتال جو آپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔

سیرت: آپ ترک و تجرید، عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں ممتاز تھے۔ دن و رات میں پانسور کعت نماز پڑھنا آپ کا معمول تھا۔ آپ سائلوں قرأت کے قاری تھے۔ آخری عمر میں بھی سور کعت نماز پڑھتے تھے۔ ذکرِ ہر بیت کرتے تھے۔

لباس آپ کا معمولی تھا۔ سماع سنتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ سماع نہیں سنتے تھے ۷۹۰ھ

۴۱ سالک السالکین ص ۲۲۹، ۲۳۲

۴۲ سالک السالکین ص ۲۳۱، ۴۱۰ انبار الانبار دار و ترمذی ص ۲۲۹ سالک السالکین جلد دوم ص ۲۲۶

۴۳ سالک السالکین جلد دوم ص ۲۳۵

آپ جس بزرگ سے ملے اس سے فیض پانے کی کوشش کرتے ہیں۔
 دن کا واقعہ ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح دہلیزی سے نیچے اتر رہے تھے۔
 آپ نیچے لیٹ گئے تاکہ وہ اتر جائیں۔ حضرت رکن الدین ابوالفتح اس
 بات سے بہت خوش ہوئے، انہوں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنا سینہ آپ
 کے سینے سے ملایا۔

ایک دن شیخ رکن الدین ابوالفتح غسل کر رہے تھے، پانی نیچے گر
 رہا تھا۔ آپ اس غسل کے پانی سے نہاتے۔ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح
 کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ کو نعمت خاص سے سرفراز فرمایا۔
انکساری: آپ میں انکساری اس درجہ تھی کہ ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھتے
 تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ: عامہ خاص مردوں کے لئے ہے
 اور میں مرد نہیں ہوں۔

تخل: آپ جب کسی کو مرید کرتے تو فرماتے کہ "میں صرف وکیل ہوں"
تخل: آپ کے تخل اور بردباری کا یہ حال تھا کہ آپ سلطان فیروز کے
 وزیر خان جہاں کے پاس جس نے ایک محرز کے بیٹے کو قید کر دیا تھا۔ انیس
 بار سفارش کرنے تشریف لے گئے۔ خان جہاں آپ سے نہیں بلا۔ بیسویں بار
 جب آپ تشریف لے گئے تو خان جہاں نے آپ سے کہلا بھیجا کہ:
 "اے سید تم کو غیرت نہیں آتی"

آپ نے وزیر سے کہلا بھیجا کہ:
 "اے عزیز! میں جتنی بار آتا جاتا ہوں مجھ کو ثواب ملتا ہے میں
 چاہتا ہوں کہ مظلوم کو تیرے ہاتھ سے چھڑاؤں تاکہ تو بھی درجہ ثواب
 کو پہنچے"

خان جہاں پر اس کا بہت اثر پڑا۔ وہ ننگے سر، گلے میں رسی ڈالے
 ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ معافی کا خواستگار ہوا۔ مرید ہوا۔

محرر کے بیٹے کو خلعت اور گھوڑا دے کر رہا کر دیا۔ آپ کو نذرانہ پیش کیا۔
 آپ نے وہ نذرانہ محرر کے بیٹے کو دے دیا۔ لہ
تعلیمات : آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں :

خرقہ : آپ فرماتے ہیں :
 ”خرقہ دو طرح کا ہے۔ خرقہ تصوف اور خرقہ تشبہ۔ خرقہ تصوف خرقہ
 صحبت ہے اور خرقہ تشبہ خرقہ تبرک کو کہتے ہیں۔ اس میں صحبت کی
 شرط نہیں۔

آپ فرماتے ہیں :
صبر : ”صبر تین طرح پر ہے۔ صبر عام، صبر خاص، صبر اخص الخاص،
 صبر عام یہ ہے کہ ناپسندیدہ بات پر باوجود دشوار معلوم ہونے کے اپنے
 نفس کو روکے۔ صبر خاص یہ ہے کہ کڑوی چیزوں کو بغیر ترش روئی کے
 چیتے۔ صبر اخص الخاص یہ ہے کہ بلا سے لذت حاصل کرے۔“

آپ فرماتے ہیں :
تقوی : ”تقوی تین طرح پر ہے۔ عام، خاص، خاص الخاص۔ عام
 یہ ہے کہ کفر و گناہ اور بدعتوں سے پرہیز کرے۔ خاص یہ ہے کہ مالا
 یعنی جو چیز کہ نفع نہ دے۔ نہ نقصان پہنچائے اس سے بھی پرہیز کرے
 مثلاً مباحات کی قسم سے اور خاص الخاص یہ ہے کہ ماسوائے اللہ سے
 پرہیز کرے۔“

آپ فرماتے ہیں :
مشیخت : ”مشیخت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ اگر یہ تینوں شرطیں
 تو مشیخت درست نہیں۔ اول شرط یہ ہے کہ وہ تین علم یعنی شریعت،
 طریقت و حقیقت کا عالم ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس زمانے کے علماء
 اس کو قبول کریں اور اس کے معتقد مرید ہوں۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اس کو سوائے حق تعالیٰ کے اور کوئی طلب نہ ہو۔

شرعیّت، طریقت، حقیقت: آپ فرماتے ہیں:

احکام شرعیّت میں اور طاری چلنے والا ہے آداب شرعیّت میں۔

کپڑے کا نگاہ رکھنا لوث نجاست سے اور جسم کا معصیت شرعیّت ہے۔

اور دل کا نگاہ رکھنا کدورت بشریت سے طریقت ہے۔

اور خاطر نگاہ رکھنا غیر خدائے عزوجل سے حقیقت ہے۔

مومنہ قبلہ کی طرف لانا شرعیّت ہے۔

اور دل حق تعالیٰ کی طرف لانا طریقت۔

اور اس میں ملازم رہنا حقیقت ہے۔

اقوال: ○ اعتبار خرقہ حاصل کرنے کا نہیں ہے۔ پیر کی صحبت کلمہ ہے۔
○ سالک کو ایسا مشغول ہونا چاہئے کہ اس کا وظیفہ غلامی

جمع و تنہائی میں ترک نہ ہو۔

○ خلق کو مثل جماد کے جانے۔ خلق کی وجہ سے عمل و وظیفہ کو ترک نہ کرے۔

○ سالک کو چاہئے کہ غیر حق کو دل میں جگہ نہ دے۔

○ جو عمل دنیا میں پھل نہ دے اس کا حصہ عقبیٰ میں نہ ہوگا۔

○ درویش بشرط پیر: حق قول و فعل و حال اپنے پیغمبر کے ولی ہوتا ہے

اگر مخالفت سے زور نہ نہیں۔

○ مراقبہ یہ ہے کہ ہمیشہ اس بات کو جانے کہ حق تعالیٰ مجھ پر مطلع ہے

اور مجھ کو دیکھتا ہے، نہ یہ کہ سر کو زانو پر رکھ کر بیٹھا ہے۔

○ جاہل صوفیوں سے دور رہو، کیوں کہ وہ دین کے چوراہے مسلمانوں

کے رہزن ہیں۔

○ علم لدنی کے لئے تقویٰ شرط ہے، جیسے کہ نماز کے لئے وضو۔

○ طالب کو چاہئے کہ خلوت اختیار کرے تاکہ تفرقہ اس کا جمع ہو جائے

○ مومن پر واجب ہے کہ پہلے علم حاصل کرے، بعد اس کے عمل

○ میں مشغول ہو۔
 ○ جب تک انقطاعِ خلاق نہ ہوگا فتح یاب نہ ہوگا۔
 ○ اولیاء اللہ کسی آدمی یا کسی چیز سے نہیں ڈرتے مگر حق تعالیٰ سے۔
 ○ ہر سانس کہ گزرتی ہے ملک و دو جہاں کی قیمت رکھتی ہے۔
 ○ جب سالک کے نزدیک مدح و قدح خلق مساوی نہ ہو جائیں،
 ○ قابل نہیں ہوتا۔
 ○ شارع نے شرع میں دو چیزیں رکھی ہیں۔ رخصت و عزیمت۔
 ○ رخصت میں ایک اجر ہے اور عزیمت میں کہ وہ ہمت ہے۔ دو

○ اَحِبُّہُنَّ۔
 ○ ذکر کے واسطے خلوت بہتر ہے۔

○ بہترین اعمال تین ہیں:

○ ملاقا کا قطع کرنا۔

○ وقایع کا نگاہ رکھنا۔

○ حقائق کا دریافت کرنا۔

○ جس میں یہ تین خصلتیں موجود ہوں وہ صوفی ہے۔

○ آپ فرماتے ہیں کہ:

○ **ورد و وظیفہ:** "یا حییٰ یا قیوم اسم اعظم ہے۔"

○ ایک دن آپ نماز چاشت میں مشغول تھے۔

○ **کشف و کرامات:** آپ کا چھوٹا لڑکا جس کی عمر چار سال تھی، آپ

○ کے مصلے کے نزدیک کھیل رہا تھا۔ بچے کی کھیلنے کی دہلیز سے آپ کو نماز

○ میں یک سوئی حاصل نہ ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے سید مس الدین

○ سے فرمایا:

○ "مجھے اس لڑکے کا زندہ رہنا مشکل نظر آتا ہے۔ کیوں کہ عین نماز

○ میں میری طبیعت اس کی طرف مائل تھی۔"

○ ظہر کے وقت اس لڑکے کو بخار ہوا اور اسی رات اس کا انتقال

ہو گیا۔

دہلی میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ پریشان تھے۔ آپ سے دعا کے طالب ہوئے۔ آپ نے دعا کی۔ اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں نے عاجز ہو کر بارش کے بند ہونے کی آپ سے دعا کرائی۔ آپ نے دعا کی اور بارش رک گئی۔ لے

ایک سال ماہ رمضان میں آپ نے اوجپہ کی جامع مسجد میں اعتکاف فرمایا۔ ایک دن اوجپہ کا حاکم جس کا نام سومرہ تھا۔ جامع مسجد میں آیا۔ آپ کے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے۔ اس نے سب کو جامع مسجد سے باہر نکال دیا۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزری۔ آپ نے سومرہ سے فرمایا کہ:

”مے سومرہ! کیا تو دیوانہ ہو گیا ہے کہ درویشوں کو تنگ کرتا ہے؟“
آپ کا یہ فرمانا تھا کہ سومرہ دیوانہ ہو گیا۔ سومرہ کی ماں اس کو آپ کے پاس لائی اور آپ سے معافی کی خواستگار ہوئی۔ آپ نے اس کو ہدایت فرمائی کہ سومرہ کو غسل دے کر ادرک پڑے پہنا کر حضرت جمال الدین خنداں کے مزار پر لے جائے۔ اور پھر آپ کے پاس لائے۔

اس کی ماں نے ایسا ہی کیا۔ سومرہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ سے اور درویشوں سے معذرت چاہی، معافی کا خواستگار ہوا۔ اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھا۔ آپ کی دعا سے وہ بالکل اچھا ہو گیا۔

پند را این که هرت از دل عاشق رود هرگز
چو خیزد مبتلا خیزد چو میرد مبتلا میسرد

حصه چهارم

باب ۲۲

حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی

حضرت میر سید اشرف جہاں گیر سمنانی قدوة الاخيار ہیں۔

خاندانی حالات : آپ سمنان کے شاہی خاندان سے تھے۔

والد : آپ کے والد سلطان ابراہیم سمنان کے بادشاہ تھے۔

والدہ : آپ کی والدہ ماجدہ کا نام خدیجہ بیگم تھا۔

بہن : آپ کے ایک بہن تھیں۔

ولادت کی پیشین گوئی : آپ کی ولادت سے قبل حضرت خواجہ احمد بسوی کی روح پاک نے آپ

کی والدہ ماجدہ کو مطلع کیا تھا کہ ان کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اپنے نور ولایت سے دنیا کو روشن کرے گا۔

ولادت مبارک : آپ نے ۶۸۸ھ میں اس عالم کو روشنی بخشی۔

نام : آپ کا نام سید اشرف ہے۔

لقب : آپ اپنے پیر و مرشد کے عطا کردہ لقب ”جہانگیر“ سے پکارے جاتے ہیں۔ لہ

لہ لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی (فارسی) ص ۹۹

تعلیم و تربیت : آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد کے سایہ عاطفت میں ہوئی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا اور ساتھ ہی ساتھ قرأت بھی سیکھی۔ پھر علوم ظاہری کی طرف توجہ فرمائی۔ چودہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فراغت پائی۔

والد کا وصال : ابھی آپ علوم ظاہری سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپ کے والد ماجد نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ والد کے انتقال کے بعد آپ تخت پر بیٹھے۔ اور **تخت نشینی :** عنانِ حکومت سنبھالی۔

بشارت : آپ حضرت اولیں کرخی کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ انہوں نے ذکر اویسیہ آپ کو تعلیم فرمایا۔ آپ اس ذکر میں مشغول ہوئے۔ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام نے تشریف لاکر آپ سے فرمایا کہ اگر خدا کی طلب ہے تو دنیا کو چھوڑ۔ ہندوستان جا اور شیخ علاؤ الدین بنگالی سے اپنا حصہ لے۔“

تخت سے دست برداری : حضرت خضر علیہ السلام کی نصیحت آپ کی زندگی میں کایا پلٹ کا باعث ہوئی آپ تاج و تخت سے دست بردار ہوئے۔ عنانِ حکومت سلطان محمود کے سپرد فرمائی اور اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر ہندوستان روانہ ہوئے۔

ہندوستان میں آمد : اورچ پہنچ کر حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت مستفیض ہوئے پھر دہلی سے بنگال روانہ ہوئے۔

بیعت و خلافت : حضرت شیخ علاؤ الدین بنگالی نے آپ کا شان دار استقبال کیا۔ آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ اپنے حلقہ ارادت میں آپ کو داخل کیا۔ لہٰذا جہاں گیر کے لقب

سے آپ کو ممتاز کیا اور خرقہ خلافت سے سرفراز کیا۔

پیر و مرشد کی ہدایت : بن اسعدی لاہوری نے آپ کو جو پور جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد سے عرض کیا کہ جو پور میں تو شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی مقیم ہیں۔ وہ اس شیر وقت سے کیسے مقابلے کی تابت لاسکیں گے۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کی ہمت بندھائی اور فرمایا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ ان کو ایک شیر کا بچہ لے گا جو اس شیر سے خود سمجھ لے گا۔

جو پور میں آمد : محمداور میں قیام فرمایا۔ ایک دن وہاں کے علماء سے خلفائے راشدین کے متعلق گفتگو ہوئی۔ آپ نے خلفائے راشدین پر ایک کتاب لکھی تھی۔ وہ کتاب علماء کو دکھائی۔ اس کتاب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اور خلفاء پر فضیلت دیکھ کر علماء برہم ہوئے۔ علماء نے آپ کو پریشان کرنا چاہا۔ وہاں کے ایک سربراہ اور وہ عالم اور مفتی شہر مولوی سید خاں نے علماء سے کہا کہ اس کی مخالفت بے بنیاد اور اعتراض غلط ہے۔ وہ (حضرت اشرف) سید ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے آباؤ اجداد کی تعریف کرے تو اعتراض کی کیا بات ہے۔ علماء نے سنا لگی۔ مولوی سید خاں نے سند پیش کی۔ علماء خاموش ہو گئے۔

محمد پور سے آپ نظر آباد تشریف لائے۔ شیخ کبیر آپ سے بیعت ہوئے۔ یہ بات شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی کو ناگوار ہوئی۔ انہوں نے شیخ کبیر کو بدو عادی۔ لیکن آپ کی دعا شیخ کبیر کے شامل حال تھی شیخ چراغ ہند کی بدو عا کا کوئی اثر نہیں ہوا اور شیخ کبیر جوان نہیں مرے بلکہ کافی ضعیف ہو کر مرے۔

جو پور پہنچ کر آپ نے کچھ چھوڑیں جو پور کے علماء میں آباد تھے۔ ہے۔ سکونت اختیار فرمائی۔ کچھ چھوڑیں ایک خانقاہ تعمیر کرائی۔ باغ لگایا اور اس کا نام روئے آباد رکھا۔

سیر و سیاحت : جو پور سے آپ حرمین شریف کی زیارت کے

لئے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضرت
میرزا محمد تقی صاحب مددگار بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ وہ تو واپس ہندوستان
آئے، اور آپ بحف اشرف، کربلائے معلیٰ اور دمشق ہوتے ہوتے پھر
مکہ معظمہ آئے اور حج کر کے بغداد و کاشان ہوتے ہوئے اپنے وطن
سمنان پہنچے۔ اپنی بہن سے ملے۔ سمنان میں کچھ دن قیام کر کے آپ مشہد
روانہ ہوئے۔ مشہد میں آپ کی ملاقات امیر تیمور سے ہوئی۔ مشہد سے
ہرات، ماورالہند، ترکستان، بخارا، غزنی، کابل، ملتان، اجودہن،
دہلی، اجمیر، گلبرگ، سراندیپ، گجرات ہوتے ہوئے کچھوچھ واپس آئے
اور اپنی خانقاہ میں قیام فرمایا۔

دو بارہ سفر : کچھ دن خانقاہ میں قیام فرما کر آپ نے پھر رخت سفر باندھا۔ اس مرتبہ میر سید علی ہمدانی بھی ہمراہ تھے۔

آپ نے دو دروازہ مالک کی سیر و سیاحت فرمائی۔ بہت سے درویشوں
سے ملے اور انھارے فیوض و برکات حاصل کیں۔ پھر کچھوچھ آکر خانقاہ میں
رہنے لگے۔

وصال : آپ نے ۲، محرم ۸۰۸ھ کو اس جہاں فانی سے سفر دارالآخرت فرمایا۔ لے آپ کا مزار پر انوار کچھوچھ میں مرجع خاص و عام ہے۔

تخلیفہ : حاجی عبدالرزاق آپ کے سجادہ نشین ہیں۔

سیرت مبارک : آپ جامع علوم ظاہری و باطنی ہیں۔ آپ نے چار خانوادوں سے فیض حاصل کیا۔ آپ عہد

عبادت، ریاضت، مجاہدہ، زہد و تقویٰ، علم جو دو سخا تحمل اور بردباری
میں بے نظیر تھے۔ آپ صاحب کشف کرامات ہیں۔ آپ نے کئی کتابیں
لکھی ہیں۔ خلفائے راشدین پر آپ کا ایک رسالہ اور "بشارات المریدین"
آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ آپ کے مکتوبات تصوف و عرفان کا پیش بہا

خزانہ ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص ”اشرف“ ہے۔ آپ کی مشہور غزل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

غزل

وصل تو چوں دستِ مملوکِ جہاں گومباش
لعل تو چوں حالِ است جوہرِ جاں گومباش
آیتِ حسنِ ترا حاجتِ تفسیرِ نیست
صورتِ خورشیدِ اشرحِ ویاں گومباش
صفِ مشکینِ عاشقانِ فتنہِ آخرِ زمان
عزہ ابروئے تست تیر و کہاں گومباش
عاشقِ رونے تو نسبتِ طالبِ نیازِ دیں
آرزوئے جاں توئی کون و مکاں گومباش
گروشِ گردوں اگر قطعِ شود گویشِ

آتشِ عشقِ از بسوختِ خرمنِ ماگو بسوز
اشرفِ شوریدہ را نام و نشاں گومباش

تعلیمات : آپ کی تعلیمات کی افادیت اور اہمیت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

توحید : آپ فرماتے ہیں :
”توحید یعنی خدا کو ایک جاننا یہ ہے کہ عاشقِ معشوق کی صفات میں فنا ہو جائے۔“

مخصل توحید : آپ فرماتے ہیں :
”جب سالک عقائد و اصطلاحِ صوفیہ سے واقف ہو گیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ وقت مخصلِ توحید میں صرف کرے اور مثلِ بگلے کے بیٹھا رہے۔“ آپ سے پوچھا گیا کہ بگلے کی طرح بیٹھنے سے کیا مطلب ہے؟

آپ نے جواب دیا :

”بغیر تلاش کے پانا، بغیر دیکھے ہوئے دیدار ہو جانا۔“

۲۵۔ لطائفِ اشرفی۔ حصہ اول، اردو ترجمہ۔ ص ۲۵

۲۶۔ لطائفِ اشرفی۔ حصہ اول، اردو ترجمہ ص ۲۶

دلالت : آپ فرماتے ہیں : لہ
 اور تمکین و صفائے موصوف ہوں۔

خدمتِ خلق : آپ فرماتے ہیں : لہ
 خلق سے بہتر ہے ان کا یہ خیال غلط ہے کیوں کہ خدمت کا جو اثر قلب پر پڑتا ہے وہ ظاہر ہے۔ دونوں کے نتیجے پر نظر کرتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے، کہ خدمتِ خلق نوافل پڑھنے سے بہتر ہے۔

اقوال : ○ گر وہ صوفیاء کے علم توحید کا جاننا ضروری ہے۔ کیوں کہ
 طریقت و حقیقت کا انحصار اسی علم شریف پر ہے۔
 ○ جو شخص ریاضت و مجاہدہ نہ کرے اس کو دولت مشاہدہ نہیں
 حاصل ہو سکتی۔

○ اربابِ ذوق کے نزدیک اگر ایک سانس بھی نسبت شریفیہ سے خالی
 ہوتی ہے تو اہل دل اُسے مردہ تصور کرتے ہیں۔
 ○ ولی کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ عالم ہو جاہل نہ ہو۔ منفصل ہو
 متصل نہ ہو۔ کسی کو چشمِ حقارت سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ کیوں کہ
 اکثر اس میں خدا کے دوست چھپے رہتے ہیں۔

اردو وظائف : آپ کے بتائے ہوئے چند اور اردو وظائف
 پیش کئے جاتے ہیں۔

خاجت پوری ہونے کے واسطے : سورۃ اخلاص ہزار بار یا سومرتبہ
 پڑھے کہ

ہر مقصد کے پورا ہونے کے واسطے : سورۃ یسین جس کام کے
 لئے پڑھے نہ کام پورا ہو۔

۱۔ وظائفِ اشرفی، حصہ اول، اردو ترجمہ ص ۱۲، کہ وظائفِ اشرفی ص ۸۴

۲۔ وظائفِ اشرفی فی بیان طوائفِ صوفی

کشف و کرامات : محمد پور میں جب آپ پہنچے تو مولوی سید خاں کو
آپ نے یہ مژدہ سنایا کہ ان کے چار لڑکے

ہوں گے جو علوم فضل و کمال سے آراستہ ہوں گے۔ ایسا ہی ہوا۔

ظفر ابلیس آپ کا مذاق اڑانے کی غرض سے کچھ لوگ ایک زندہ
شخص کو کفن پہنا کر اور پلنگ پر لٹا کر آپ کے پاس لاتے اور آپ سے
درخواست کی کہ نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے اول تو انکار کیا۔ لیکن جب وہ
لوگ نہ مانے تو آپ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ جب تکبیر پڑھیا
کہ طے ہوا تھا کہ وہ شخص اٹھ بیٹھے گا۔ وہ نہیں اٹھا، تو لوگوں نے پاس جا کر
دیکھا اس شخص کو مردہ پایا۔ لہٰذا ایک قلندر جس کا نام علی تھا، بہت سے
قلندروں کو ہمراہ لے کر آپ کے پاس آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ جہانگیری
کہاں سے پائی۔ آپ نے جواب دیا کہ اپنے پیر مرشد سے اس نے کہا کہ اس کا کیا
ثبوت ہے۔ یہ سن کر آپ کو غصہ آیا، اور وہ قلندر جس کا نام علی تھا زمین پر گر اور مر گیا
آج بھی آپ کا مزار آسب کو دور کرنے کے لئے مشہور ہے جن لوگوں پر آسب
کا اثر ہوتا ہے وہ آپ کے مزار مبارک کی برکت سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا
ہے کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی پڑھ کر دم کرنے سے آسب نہ کا اثر جاتا رہتا ہے۔

باب ۲۴

حضرت شیخ فتح اللہ اودھی

حضرت شیخ فتح اللہ اودھی کا ملین وقت سے تھے۔

ادایل زندگی : آپ کی شروع کی زندگی درس و تدریس میں گزری
آپ علمائے کرام دہلی سے تھے۔

بیعت و خلافت : آپ حضرت شیخ صدیقین طیب دہلی کے مرید اور
خلیفہ تھے۔

پیر و مرشد کی ہدایت : آپ کو باوجود بہت مجاہدوں کے کچھ حاصل
نہ ہوا۔ آپ کو اس بات کا رنج ہوا۔ آپ نے
اپنے پیر و مرشد سے شکایت کی۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ سے فرمایا :

”شغلِ درس و تدریس چھوڑو، اور ساری کتابیں طلباء میں تقسیم کر دو۔“
آپ نے چند خاص کتابیں رکھ لیں اور باقی کتابیں تقسیم کر دیں۔ لیکن پھر
بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب ان کتابوں کو بھی طبعاً کر دیا تو آپ درجہ کمال کو پہنچے۔
وفات : آپ نے ۸۲۱ھ میں انتقال فرمایا۔

خلفاء : آپ کے خلیفہ حسب ذیل ہیں : حضرت شیخ قائم اودھی اور حضرت شیخ محمد علی جوہری
سیرت : آپ کو سماع کا بہت شوق تھا آپ استغراق میں محو رہتے تھے۔

۱۔ ساک السالکین (جلد دوم) ص ۲۲۴، ۵۴ (جلد دوم) ص ۵۲۴

باب ۲۵

حضرت سید محمد گیسو دراز

حضرت سید محمد گیسو دراز شاہ میرا اولیاء سے ہیں۔

خاندانی حالات: آپ حضرت امام زین العابدین کی اولاد سے ہیں
پس آپ حسینی ہیں۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد سید یوسف حسینی صوفی صافی تھے۔ حضرت
خواجہ نظام الدین اولیاء سے بیعت تھے۔ حضرت نصیر الدین
محمود چراغ دہلی کے روحانی فیوض سے بھی مستفید تھے۔ سید راجہ کہلاتے تھے
آپ نے ریاضت شافہ و مجاہدات بہت کئے۔ اپنے نفس کے ساتھ جو جہاد
آپ نے کیا اس کی وجہ سے دکن میں ”راجہ قتال“ مشہور ہوئے۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کے بھائی ملک الامراء سید ابراہیم
مستوفی دولت آباد کے گورنر ہو گئے تھے۔

بھائی: آپ کے بڑے بھائی کا نام سید حسن ہے۔

ولادت مبارک: آپ نے ۴ رجب ۷۲۰ھ کو دہلی میں اس
عالم کوزینت بخشے۔

لے تکملہ سیرالاولیاء (فارسی) ص ۲۲، لطائف اشرفی

نام نامی : آپ کا نام محمد ہے۔

کینیت : آپ کی کینیت ابوالفتح ہے۔

”صدر الدین“ ”ولی الاکبر“ ”الصادق“ اور خواجہ بندہ نواز

القاب : گیسو دراز، کے لقب سے آپ مشہور ہیں۔

گیسو دراز کہلانے کی وجہ تسمیہ : آپ کے گیسو بہت دراز تھے

نے اپنے پیر مرشد حضرت نصیر الدین محمود دہلی کی پانکی کا ندھے پڑھائی اور اس کو لے کر چلے۔ حضرت چراغ دہلی کے چند اور مرید بھی پانکی اٹھانے میں شریک تھے۔ آپ کے گیسو پانکی کے پائے میں الجھ گئے۔ آپ نے گیسوؤں کو نکالنے کی کوشش نہ کی۔ اسی طرح پانکی کو کا ندھے پر رکھے رہے۔ بہ پاس ادب آپ نے پانکی کو روکنا پسند نہ کیا۔ جب حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے ادب، عشق و محبت، اور عقیدت سے بہت خوش ہوئے۔ حضرت چراغ دہلی نے اسی وقت یہ شعر پڑھا۔

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد

واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

اس دن سے آپ ”گیسو دراز“ مشہور ہوئے۔

دولت آباد میں آمد : سلطان بن محمد تغلق نے بجائے دہلی کے دہلی آباد

حکم دیا کہ وہ دولت آباد جا کر آباد ہوں۔ آپ کے والد ماجد ۲، رمضان ۷۲۸ھ کو دہلی سے سکونت ترک کر کے مع اہل و عیال دولت آباد روانہ ہوئے اور ۱۷ محرم ۷۲۹ھ کو دولت آباد پہنچ کر وہاں سکونت پذیر ہوئے۔

بچپن کا صدر مہ : آپ کے والد ماجد نے ۵، شوال ۷۳۱ھ کو انتقال فرمایا۔

آپ کی والدہ ماجدہ چند سال آپ کے والد کے انتقال کے

واپسی : بعد خلد آباد میں رہیں پھر اپنے بھائی ملک الامراء سید ابراہیم

۱۵ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۲۶۹، شکر سیرالانبیاء (فارسی)

مستوفی سے جو دولت آباد کے گورنر ہو گئے تھے۔ کسی اختلاف کے باعث
 خلد آباد سے سکونت ترک کر کے مع آپ کے اور آپ کے بڑے بھائی کے ۴،
 رجب ۳۶ھ کو دہلی آئیں اور وہیں رہنے لگیں۔

تعلیم و تربیت : آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد
 اور نانا کے زیر سایہ ہوئی۔ آپ نے قرآن شریف

حفظ کیا۔ اس کے علاوہ خلد آباد کے قیام کے زمانے میں آپ نے علوم ظاہری
 کی تحصیل شروع کر دی تھی۔ جب آپ اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ دہلی آئے تو
 آپ نے علوم ظاہری حاصل کرنے میں کافی محنت و کوشش کی۔ آپ کو
 مولانا شرف الدین کتھلی، مولانا تاج الدین بہادر اور قاضی عبدالقادر ایسے
 شفیق اور قابل اساتذے۔ آپ نے علوم متداولہ کی بہت سی کتابیں پڑھیں۔
 علوم ظاہری کی تحصیل سے انیس سال کی عمر میں فراغت پائی۔ علوم ظاہری کی
 تکمیل کے بعد مجاہدہ کے ذریعے مشاہدہ کرنے کے کوشاں ہوئے۔

بیعت و خلافت : آپ ۱۶، رجب ۳۶ھ کو حضرت نصیر الدین چراغ
 دہلی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور کچھ

مدت کے بعد فرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

پیرو و مرشد کی دعا : حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے آپ کے حق میں دعا
 فرمائی کہ بادشاہ ان کی پاکی اٹھائیں لے

ترک سکونت : آپ ۲ ربيع الثانی ۸۰ھ کو دہلی سے سکونت ترک
 کر کے گوالیار روانہ ہوئے۔ گوالیار میں آپ نے

مولانا علاء الدین کے یہاں قیام فرمایا۔ آپ گوالیار سے بھاندپر پہنچے
 بھاندپر سے ایرچہ روانہ ہوئے۔ ایرچہ سے چندیری تشریف لے گئے۔

چندیری میں کچھ دن قیام فرمایا۔ پھر بڑودہ میں رونق افروز ہوئے کھبانت
 پہنچ کر کچھ دن وہاں مقیم رہے۔ پھر بڑودہ واپس آئے۔ بڑودہ سے

سلطان پور ہوتے ہوئے خلد آباد کو زینت بخشی اور وہیں سکونت اختیار کی۔
آپ مع اہل و عیال کے خلد آباد میں رہنے لگے۔ اور لوگوں کو رشد و ہدایت
فرمانے لگے۔

سلطان فیروز شاہ بہمنی کو جب آپ کی
سلاطین سے تعلقات : دکن میں آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ آپ
سے گلبرگہ تشریف لانے کا خواہنگار ہوا۔ آپ نے درخواست منظور فرمائی۔
آپ جب گلبرگہ تشریف لاتے گئے۔ سلطان نے آپ کا شان دار استقبال
کیا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ آپ نے کچھ عرصہ گلبرگہ میں قیام
فرمایا۔ پھر گلبرگہ میں مستقل سکونت اختیار فرما کر مخلوق کو راہ حق دکھلانے لگے اور
بندگان خدا کو نفع پہنچانے لگے۔

سلطان فیروز بہمنی کا چھوٹا بھائی سلطان احمد جو اپنے بھائی کے
تخت پر بیٹھا، آپ کا معتقد و منقاد تھا۔ اس کی عقیدت و محبت کا ثبوت
آپ کے مزار مبارک پر عالی شان گنبد ہے جو اس نے آپ کی وفات کے
بعد بنوایا۔

شادی اور اولاد : آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کے حکم اور خواہش
کے مطابق مولانا سید احمد بن مولانا جمال الدین
مغربی کی دختر نیک اختر بی بی رضا خاتون سے شادی کی۔ اس وقت آپ
کی عمر چالیس سال کی تھی۔

آپ کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے
حضرت سید حسین عرف سید محمد اکبر حسینی آپ کی حیات میں وفات پا گئے۔ آپ
کے دوسرے صاحبزادے حضرت محمد یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی عالم
با عمل اور ورثہ کا مالک تھے۔ آپ کی لڑکیوں کے نام یہ ہیں : بی بی فاطمہ
عرف سیدی بگیم، بی بی بتول، بی بی ام الدین۔

وفات شریف: آپ نے ۱۶ ذی قعدہ ۸۲۵ھ کو اس عالم سے پروردہ فرمایا^{لہ}
 مزار فیض آثار گلبرگہ میں قبلہ حاجات خلافت ہے۔ بوقت
 وفات آپ کی عمر ایک سو پانچ سال کی تھی۔

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت محمد
 یوسف عرف سید محمد اصغر حسین آپ کے سجاوہ نشین ہوئے۔ آپ
 کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں:

حضرت سید محمد یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی، مولانا حسن دہلوی، مولانا
 شیخ علاؤ الدین گوالیاری، قاضی علیم الدین، بن شرف الدین، قاضی نور الدین
 شیخ صدر الدین خوند میر (ایرچی) سید ابوالمعالی بن سید احمد بن سید جمال الدین
 شیخ ابوالفتح بن مولانا علاء الدین گوالیاری۔

سیرت پاک
 آپ سیادت و علم و ولایت کے جامع تھے بلکہ شان
 آپ کی اونچی ہے۔ رتبہ سچ ہے۔ احوال قوی ہے۔

مشرّب و سیر ہے۔ ہمت بلند ہے۔ کلام عالی ہے۔ مشائخ چیت میں آپ کا
 مشرب خاص ہے اور اسرار حقیقت کے بیان میں آپ کا طریقہ مخصوص ہے
 آپ زہد تقویٰ، تحمل بروباری، سخاوت و فیاضی، عطا و بخشش،
 قناعت و توکل، ترک و تجرید، عبادات و مجاہدات میں یگانہ عصر تھے۔

آپ کو اپنے پیرو مرشد حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے والہانہ
 محبت تھی، حضرت چراغ دہلی جو حکم فرماتے آپ اس کو سجالاتے۔ آپ پانچوں
 وقت کی نماز جماعت سے پڑھتے تھے۔ روزے پابندی سے رکھتے تھے۔
 آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے پیرو مرشد آپ کے حال پر اس قدر شفقت و مہربانی
 فرماتے تھے کہ انہوں نے مجاہدات و ریاضات کا بوجھ آپ پر ایک دم نہیں ڈالا
 بلکہ بتدریج اضافہ فرماتے رہے۔ آپ کے ملفوظات ”جوامع الکلم“ سے آپ
 کے پیرو مرشد کی آپ پر مہربانی کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ :
 . . . ایک دفعہ میں شیخ اسلام شیخ نصیر الدینؒ کی خدمت میں
 حاضر ہوا انہوں نے فرمایا : تم جب آتے ہو، شام کے وقت آتے ہو، اور میں
 اس وقت ملول ہوتا ہوں۔ البتہ میرا جی چاہتا ہے کہ تم سے کوئی بات کروں
 اس وقت میری عمر صرف پندرہ سال تھی، یہ سُن کر مجھے حیرت ہوئی اور میں
 نے کہا " سبحان اللہ ! حضرت خواجہؒ ہم سے بھی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔
 نہ ہے دولت ! " عبادت میں اس طرح آپ کی اصناف ہوتا رہا، اس کے متعلق آپ
 خود فرماتے ہیں :

" ایک بار اشراق کے بعد پابوسی کے لئے حاضر ہوا۔ "

حضرت خواجہ نے فرمایا :

" صبح نماز کے لئے جو دھوکے کرتے ہو کیا وہ طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے
 میں نے عرض کیا۔

" جی ہاں ! حضور کے صدقے میں باقی رہتا ہے۔ "

فرمایا : " اچھا ہو جو اسی وضو سے دو رکعت اشراق بھی پڑھ لیا کرو۔ "
 میں نے عرض کیا۔

" خواجہ کے صدقے میں پڑھوں گا۔ "

پھر فرمایا :

اسی کے ساتھ دو رکعت شکر النہار اور استخارہ بھی پڑھ لیا کرو۔ "

میں نے چند روز اس کی پابندی کی۔

پھر ایک روز ارشاد فرمایا :

" دو رکعت اشراق پڑھا کرتے ہو۔ "

میں نے عرض کیا :

" پڑھتا ہوں۔ "

ارشاد فرمایا :

" اگر اس میں چاشت کی چار رکعت ملا دیا کرو تو نماز چاشت ہو جایا

کرے گی۔ میں نہیں کہتا کہ پھر کسی وقت پڑھو، بلکہ بعد اشراق اسی وقت چاشت
پڑھ لیا کرو تو یہ بھی ہو جائے گی۔“

میں ہمیشہ رجب میں روزے رکھا کرتا تھا، ایک بار پوچھا:
”کیا تم رجب میں روزے رکھتے ہو؟“

میں نے عرض کیا:

”جی ہاں۔“

پھر پوچھا:

”شعبان میں بھی۔“

میں نے کہا:

”شعبان میں تو روزے رکھتا ہوں۔“

فرمایا:

”اگر اکیس دن اور رکھ لیا کرو، تو پوسے تین مہینے کے روزے ہو جایا

کریں گے۔“

میں نے عرض کیا:

”خواجہ کے صدقے میں رکھوں گا۔“

..... میں رمضان کے بعد شیش عید کے روزے بھی رکھا کرتا تھا

انہیں ایام میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا؛

ارشاد فرمایا:

”ہمارے خواجگان صوم وادوی نہیں رکھا کرتے تھے بلکہ صوم ودام

رکھتے تھے۔ اس کے بعد تم بھی صوم ودام رکھا کرو؛

آپ آدمی رات کو بیدار ہوتے تھے۔ نماز تہجد ادا کرتے۔ تہجد کے

بعد انکاروں شغال میں مشغول ہو جاتے۔ اپنے پیر و مرشد کو آپ ہی وضو

کراتے تھے۔ جب آپ دکن تشریف لے گئے وہاں عشا کی نماز کے بعد

آپ کے ساتھ چائیس پچاس آدمی روزانہ کھانا کھاتے تھے۔

آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔

علمی ذوق: آپ ایک بہت بڑے عالم تھے۔ گلبرگہ میں آپ تفسیر و حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ آپ ایک بلند پایہ مصنف ہیں آپ نے ایک سو پانچ کتابیں لکھی ہیں۔ "الاسما" آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ لہ آپ کی خاص خاص کتابیں حسب ذیل ہیں:

معارف شرح عوارف۔ (عربی) ترجمہ عوارف (فارسی)
 ملقط تفسیر القرآن۔ قرآن شریف کے پہلے پانچ پاروں کی تفسیر۔
 شرح مشارق الانوار۔ شرح تعرف شرح آداب المریدین (عربی)
 شرح آداب المریدین۔ (فارسی)
 خاتمہ۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح تمہیدات عین القضاة ہمدانی۔
 شرح رسالہ کشیریہ۔ خطا ترا القدس المعروف بہ رسالہ عشقیہ۔
 اسرار الاسرار، حدائق الانس۔ استقامت الشریعت۔ بطریق الحقیقت۔
 حواشی قوت القلوب۔ شرح فقہ اکبر۔ شرح الہامات حضرت عوث الاعظم۔
شعرو شاعری: آپ ایک خوش گو شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص "محمد" ہے
 آپ کی غزلوں اور رباعیوں کی تعداد کافی ہے۔ ذیل میں آپ کے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

چول شدہ فانی محمد از جوو غیر او بدہ کہ کس دیگر بنو

فیوم من لہر جلتے است یارم کجا جویم نزارو او مکا نے
 محمد پیر گشتی تو بہ کن نظر بازی رفیق آرد نشانے

ترا حسن است از امانہ بیط مرا اندوہ غم ہر روز افزوں

دوستال می دہند پند مرا دشمنان طعنہا ز نند مرا

لہ تکد سیال اولیا (فارسی) ص ۲۲

تعلیمات : آپ کی تعلیمات کی افادیت اور اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔

وقتِ مقبول : آپ فرماتے ہیں کہ : ” جہاں تک ہو سکے ہرگز ہرگز ایسے وقت کو ضائع نہ کرے جس میں دعا مقبول ہوتی ہے۔ بعض بزرگانِ طلوع صبح صادق کا وقت بتلاتے ہیں، اور بعض کے نزدیک فجر کے سنت و فرض کا درمیانی وقت ہے اور بعض فجر کے فرضوں کے بعد سے طلوع آفتاب تک بتلاتے ہیں۔ بعض نے چاشت کا وقت بیان کیا ہے اور بعض کے نزدیک وقتِ زوال اور بعض کے نزدیک عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک وقت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وقت مقبول مغرب کے بعد سے عشاء تک اور بعض کے نزدیک نصف شب اور بعض کے نزدیک آخر شب قریب صبح کا وقت ہے۔“

مردِ صادق اور طالبِ راسخ ان تمام اوقات کا ذکر، شغل، مراقبہ، تلاوت یا نوافل میں صرف کمرے مشب قدر کی تلاش میں جو لوگ سرگرداں رہتے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ ہر شبانہ روز میں وہ وقت موجود ہے۔۔۔“

اعتکاف : آپ فرماتے ہیں : ”اعتکاف کی تین قسمیں ہیں، ایک اعتکافِ پختہ، دوسرا دعاء، تیسرا اعتکافِ دل یعنی اہل دل اپنے خانہٴ دل کے اندر اعتکاف کرتے ہیں۔ یا لوں کہتے ہیں کہ یہ جو دل ہمارے پاس ہے، ہم اپنے دل سے اس دل پر اعتکاف کرتے ہیں۔“

مرشد کی قسمیں : آپ فرماتے ہیں : ” . . . مرشد و قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اادی اور ایک مندر۔ ان دونوں میں کوئی تمیز بہت مشکل ہے۔ کیوں کہ دونوں نصیحت کرتے ہیں اور نصیحت میں ہدایت بھی ہے اور انماز بھی جیسے واعظ

اپنے واعظ میں جنت کا شوق بھی دلاتے ہیں اور دوزخ کے عذاب سے بھی ڈراتے ہیں۔ اسی طرح مرشد قرب حق کی طرف بلاتا ہے اور غیر حق سے بچاتا ہے۔

”جو غریب مرشدوں کے ان اوصاف میں تمیز نہیں کر سکتا، وہ تو کل بھٹا ان کے ہاتھ پر ہاتھ دیگر ان کے دامن سے اپنی جان و جہاں کو وابستہ کر لیتا ہے۔ اگر مرشد ہادی ہوتے۔ تو المراد ناگرمندر ہوتے تب ان کو اس جہاں کی خبر نہ ہوگی . . .“

ارادت کے شرائط : آپ فرماتے ہیں :
 ”مبتدی کے واسطے مقدم یہ ہے کہ مرشد ہادی کی تلاش و جستجو کرے“
 ”دوسری شرط یہ ہے کہ طالب جوان مرد اور ہمت والا ہونا چاہئے جو اپنے دل سے گھربار اور مال و اسباب اور جہد و تجویز کا تعلق منقطع کر لے“
 ”تیسری شرط تزکیہ نفس یعنی نفس کو پاک بنانا ہے۔ اس کی حد نہیں۔ جہاں تک ہو سکے کئے جائے۔ اخلاق ذمیرہ مثلاً حرص، حسد، غضب، شہوت، کذب، غیبت وغیرہ سے باز رہے اور تمام محرمات و مکروہات شرعی کو چھوڑ دے۔ دنیا کی لذتوں اور تمام مصوسات و معقولات سے جدا ہو جائے“
 ”چوتھی شرط یہ ہے کہ اپنی ریاضت و مجاہدہ کو شمار میں نہ لائے اور یہ سمجھے کہ میں نے کچھ نہیں کیا“

”پانچویں شرط یہ ہے کہ خلوت اور تنہائی اختیار کرے“
 ”چھٹی شرط یہ ہے کہ عورت سے الگ رہے۔ اگر بیوی ہو تو اس شد ضرورت کے علاوہ اس کے پاس نہ جاتے۔“

”ساتویں شرط یہ ہے کہ اکل حلال کا انتظام کرے اور جہاں تک ممکن ہو، احتیاط سے کام لے۔ غذا اتنی کھائے کہ جس سے سبھاغ کار و بار چلنے رہیں طے کاروزہ بہت بہتر ہے اور بعض صوم و نام کو بھی اسی کے قریب سمجھتے ہیں۔ پانی کم پینے میں بھی بہت کوشش کرے۔“

”آٹھویں شرط یہ ہے کہ پیر کا حکم بجالانے میں بڑی مستعدی سے کام لے اور خفیف باتوں پر توجہ نہ کرے۔“

”نوی شرطیہ ہے کہ کھوٹا سوتے اور فافل نہ سوتے“
 ”دسویں شرطیہ ہے۔ دو کام سامنے آئیں تو ان میں سے جو بہتر ہو
 اس کو اختیار کرے۔ مگر طالب کے نزدیک وہی کام بہتر ہوتا ہے جو سخت و ثقیل
 ہو“ ”گیارہویں شرط۔ نفس کی خواہش پر ہرگز عمل نہ کرے۔ اگر نفس کی
 خاطر کسی حطانسانی کا مرتکب ہو جائے تو پھر نفس پر اس کا سخت دباؤ ڈالے
 یعنی کسی سخت مجاہدے میں مبتلا کرے۔“

”بارہویں شرطیہ ہے کہ آباؤ اجداد اور علم و عقل پر فخر نہ کرے اپنے
 تئیں سب سے بدتر اور ذلیل قرار سمجھے کیوں کہ جو شخص ایسا سمجھتا ہے خدا سے
 بہت نزدیک ہوتا ہے“

”تیرہویں شرط۔ دین و ملت کی ترویج اور مباحث علمی میں اتنا مشغول
 نہ ہو کہ وہی اس کا مقصود معلوم ہو“

”چودھویں شرط۔ وضو و طہارت میں اتنا دہم نہ کرے کہ نماز و اوراد کا
 وقت فوت ہو جائے۔ . . . طالب کو سب سے زیادہ دو باتوں کا اہتمام
 کرنا چاہئے۔ ایک تزکیہ نفس، دوسرے توجہ تام یعنی نفس کا پاک کرنا اور
 خدا کی طرف سے پورے طور سے متوجہ ہونا۔“

”پندرہویں شرط۔ اپنے واسطے کوئی خاص لباس و ہتھیار نہ

کرے

”سولہویں شرط۔ فراغتِ وقت میں کوشش کرے۔ . . .
 مراقبہ اور حضور می سے دل کو خالی نہ رکھے۔ تزکیہ نفس یہ ہے کہ نفسانی
 خواہشات ترک کرے اور توجہ تام یہ ہے کہ تمام خطراتِ دل سے دفع کرے
 . . . طالب کے نزدیک درود و نماز برابر ہو۔ درماں کی حالت میں ایسا
 درود جو درماں کی حالت میں بھی نہ ہو اور حرمان کی حالت میں ایسا درود
 جو حرمان کی حالت میں بھی نہ ہو۔“

”اس وقت آپ فرماتے ہیں کہ: لہ۔
 طالبوں کی تکلیف: ایک طالب وہ شخص جو اپنی عقل و فہم سے خدا کی

لہ۔ خاتمہ مسئلہ

طلب اختیار کرے۔ اور جان لے کر خدا سب سے بڑا بزرگ، قدیم اور واجب الوجود ہے۔ یہ شخص حکمت کی راہ سے طالب ہوا ہے۔ ماشق نہیں ہے۔ ماشق کے اندر جو طلب ہوتی ہے۔ وہ خدا کی طرف سے اس میں ڈالی جاتی ہے۔ وہاں گفت و شنید کی گنجائش نہیں، بس پر گزرتی ہے وہ خوب جانتا ہے۔

شرعیات، طریقت اور حقیقت: آپ فرماتے ہیں کہ: لہ
 ”یہ عقیدہ نہ رکھو کہ شرعیات
 طریقت اور حقیقت ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ دیکھو باوام کے اندر
 تین چیزیں ہیں۔ پوست، مغز اور روغن تینوں ایک دوسرے سے جدا نہیں،
 بلکہ ایک دوسرے کا خلاصہ ہیں یعنی پوست کا خلاصہ مغز ہے اور مغز کا خلاصہ روغن
 اسی طرح شرعیات کا خلاصہ طریقت اور طریقت کا خلاصہ حقیقت ہے“

حس دم: آپ فرماتے ہیں کہ: لہ
 ”سالک کے واسطے حس دم کی عادت بہت ضروری ہے
 اگر اس کو بکثرت کرے تو عورت سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔ پانی بہت کم
 پیوے کھانا اتنا قلیل کھائے کہ بس کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے۔ اگر سفر
 میں ہے تو منزل پر پہنچ سکے۔ فضول باتیں ہرگز نہ کرے۔ جس دم کرنے
 سے ظلمات خود بخود دفع ہو جاتے ہیں“

”ان تین چیزوں کے علاوہ جوگیوں کی ہر ایک بات سے پرہیز رکھے
 اور وہ تینوں چیزیں یہ ہیں:

حس دم نشست مخصوص اور نظر تکیہ۔

یہ تینوں چیزیں سالک کے واسطے بہت ضروری ہیں“

سماع: آپ فرماتے ہیں کہ: لہ
 سماع کی تین قسمیں ہیں:

”اول یہ کہ قوال سے شعر سنتے ہی بغیر اس کے معنوں یا لفظ
 میں خور کے وجد و کیف پیدا ہو جائے اور دلیوانہ بناوے۔

لہ خاتمہ صلا ۱۲، لہ خاتمہ صلا ۱۰، لہ خاتمہ صلا ۱۱،

”دوم یہ کہ شہنے اور غور کرنے کے بعد ایسا ہو“
 ”سو تم یہ کہ یاروں کی موافقت کے سبب سماع سے تو اس کو
 کبھی کچھ نہ کچھ حصہ ملے گا اور جو رحمت ان پر نازل ہے یہ بھی اس سے
 محروم نہ رہے گا جیسے شراب خانے میں کوئی شخص جائے تو اگرچہ وہ شراب
 نہ پئے مگر بوہی سونگھے گا اور مستوں کی حرکات ہی دیکھے گا۔

طالب ہمیشہ خلوت پسند ہے اور ان دو کاموں کے
اقوال : سوا کوئی کام نہ کرے۔

- یاد دوست میں مشغول ہو یاد دوست کی یاد میں۔ اگر ان دونوں
 کے سوا اور کوئی کام کرے گا تو پھیل نہ پاتے گا۔
- قرص ہرگز نہ لے، مگر جب بہت ہی ضرورت ہو جس کی تین قسمیں
 ہیں۔ ایک تو اپنی ذاتی ضرورت جس سے مجبور ہو جائے۔ دوسری
 ضرورت جہان کی خاطر۔ تیسری صلہ رحم کی ضرورت۔ اپنی بھوک
 پیاس رفع کرنے کے واسطے بھی قرض لے سکتا ہے
- نفس پر جو کام دشوار ہو اس کو مزید اختیار کرے۔ اگر ذکر و مراقبہ
 سے کشودگی پیدا ہو تو ان کو زیادہ کرے۔
- دنیا میں ترک دنیا سے بہتر کوئی نیکی نہیں۔
- دعا کے اثرات کا ظہور اسی وقت ہوتا ہے جب شرامتطا اور حُسن
 اعتقاد کے ساتھ پڑھی جائے۔
- جو لوگ دنیا کی حقیقت سے آشنا ہیں وہ جانتے ہیں کہ دنیا ڈھول
 کا پول ہے اور کچھ نہیں۔
- تقدیر کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا
- عاشق کے دل میں جو عشق کی آگ روشن ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں
 میں دوزخ کی آگ بھی سرور ہو جاتی ہے۔
- ہر چیز کے اندر ایک آفت ہوتی ہے۔ عشق کی دو آفتیں ہیں۔ ایک
 آفت ابتداء اور دوسری آفت انتہا۔

○ سالک بے صبر ہوتا ہے۔ جو گھڑی بغیر حصول مقصد کے گزرتی ہے
 مرنا اس سے بہتر سمجھتا ہے۔

اور ادو وظائف : ذیل میں آپ کے چند ادو وظائف پیش
 کئے جاتے ہیں۔

حاجت پوری ہونے کے واسطے : آپ فرماتے ہیں کہ :
 جمعہ کی رات کو چار
 رکعت اس ترکیب سے پڑھنا چاہئے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ
 کے بعد ایک سو ایک بار۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

فِي سَجْدَاتِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نَجِي الْمُؤْمِنِينَ

دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار۔

رَبِّ إِنِّي مَسْتَقِيمٌ الْفَقْرُ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار

أَفْوَجُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى اللَّهِ أَصْبِرُ بِالْعِبَادِ

چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سو ایک بار

حَسْبِيَ اللَّهُ وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَى اللَّهِ أُنِيبُ

پڑھے۔ سلام کے بعد۔

رَبِّ إِنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ

سو بار پڑھے۔

ذکر فنا و بقا : آپ فرماتے ہیں کہ : لے
 اس کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے ضرب

دہن قلب پر لگاتے، اور دوسری یا تو سر کو زمین پر جھکاتے ہوتے

قبلہ کی طرف یا دائیں جانب اور دہن قلب پر یا بائیں جانب اور دہن

قلب پر لگاتے۔

تمام اذکار کی بیٹھک یہ ہے کہ دونوں گھٹنے زمین پر رکھے ہوں اور
 دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے رہے اور لا مَقْبُودَ اللّٰہِ یا
 لا مَوْجُودَ اِلَّا اللّٰہِ یا لا مَطْلُوبَ اِلَّا اللّٰہِ یا لا مَشْهُودَ اِلَّا اللّٰہِ

کا تصور کرے۔

ان میں سے جس کا تصور کرے گا اسی کے موافق اس پر کشف ہوگا“
ذکر کشفِ قرآن : آپ فرماتے ہیں کہ : لہ
 ”چار قرآن شریف لے کر، ایک آگے اور
 ایک دائیں اور ایک بائیں طرف اور ایک اپنی گود میں رکھے اور ایک
 دفعہ ایک ضرب دائیں طرف کے قرآن پر اور دوسری اپنی گود کے قرآن
 پر لگائے۔ پھر ایک ضرب بائیں طرف کے قرآن پر اور دوسری اپنے آگے کے
 قرآن پر لگائے۔“

اس ذکر کی تاثیر سے کما حقہ، تجلی قرآن اُس پر ہوگی۔“

ذکر کشفِ ارواح : آپ فرماتے ہیں کہ : لہ
 ”اس ذکر سے ہر ایک روح کا حال منکشف
 ہو جاتا ہے۔ . . .“

ترکیب اس کی یہ ہے کہ جس طرح ذکر کے واسطے بیٹھتے ہیں۔
 اسی طرح بیٹھ کر پہلے اکیس بار یاد بُ کہے۔
 پھر آسمان کی طرف مومنہ کر کے یاد روح اور یا روح اللہ روح
 کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔

ذکر اجابت و سخوت : آپ فرماتے ہیں کہ : لہ
 ” وما قبول ہونے کے واسطے

لہ۔ رسالہ اذکار ص ۱۳

لہ رسالہ اذکار ص ۱۳ لہ رسالہ اذکار ص ۱۳

دائیں طرف مونہہ کر کے **يَا قَوِيًّا** اور بائیں طرف **يَا ذَقِيْبًا** اور
 دل کی طرف متوجہ ہو کر **يَا مُجِيْبًا** کہے اور اوپر کی طرف مونہہ کر کے
 کہے **يَا مُجِيْبًا** یہ ذکر کثرت کے ساتھ کرنا چاہئے اور جب فارغ ہونے
 کا ارادہ کرے تو دل میں اپنے حصول مقصد کا تصور جا کر گھٹنوں کے بل
 کھڑا ہو جائے اور آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر دعا کرے ۔

” دعا کی قبولیت کے واسطے دائیں اور بائیں طرف اور

دل پر **يَا لَيِّبًا** کہے اور آسمان کی طرف مونہہ کر کے کہے۔ **يَا ذَرِيْبِي**

ذکر دفع امراض استقام : آپ فرماتے ہیں کہ : **لله**

طرف **يَا مَمْدُوْدًا** اور اوپر کی طرف **يَا وَتُوْدًا** اور دل پر **يَا فَزُوْدًا**
 کی ضرب لگاتے

کشف و کرامات : تیمور کے دہلی سے آنے قبل آپ نے **بائیں**
 دہلی کو آنے والی مصیبت سے آگاہ کر دیا تھا
 یہ خبر پا کر بہت سے لوگ دہلی سے باہر چلے گئے۔

باب ۲۶

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی ولی زماں و قدوہ کلملاں تھے۔

خاندانی حالات : آپ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد سے ہیں۔

والد : آپ کے والد کا نام سید ابوبکر ہے۔

نسب نامہ پدری : آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے :

لیل ادہم بن سید جعفر بن سید محمد بن سید بہار الدین بن سید واؤد بن سید ابوالعباس احمد بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید محمد بن سید متقی بن سید صالح بن سید ابی صالح بن سید عبدالرزاق بن غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

القاب : آپ کو ”تاج ترکی“ اور ”نعمت اللہ شاہی“ کے القاب سے پکارا جاتا ہے۔

تعلیم : آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں دستگاہ حاصل تھی۔ صرف و نحو حدیث، فقہ تفسیر میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ فارسی سے خاص شغف تھا۔

وفات : آپ نے ۸۸۴ھ وفات پائی۔ مزار پر الزوار دھکھکی میں واقع ہے۔

خلیفہ : شیخ قطب الدین آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔

سیرت : آپ صاحب کرامت بزرگ ہیں۔ آپ پیکر صبر و رفاقت تھے
متوکل بن جدا تھے۔ آپ نے تشنگانِ مہ وحدت کو شربتِ
ہدایت سے سرشار کیا۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا ایک مشہور قصیدہ آپ
کی شاعری کی یادگار ہے۔ آپ کا تخلص ”نعمت“ تھا۔

کرامات : فیروز شاہ ایک مرتبہ احمد خاں غاسخانان سے خفا ہو گیا۔
اس نے احمد خاں کو اندھا کرنا چاہا۔ احمد خاں مقابلہ کے
لئے تیار ہوا۔ احمد خاں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی
صورت بزرگ نے اس کے سر پر تاجِ ترکی رکھا اور اس کی سلطنت کی
بشارت دی۔ احمد خاں بادشاہ کے مقابلہ میں کامیاب ہوا اور اس کو
تاج و تخت نصیب ہوا۔

کچھ دنوں کے بعد آپ (حضرت نعمت اللہ دہلی) کی کرامات کا
چرچا ہونے لگا۔ احمد خاں نے آپ کو خراجِ عقیدت پیش کرنا چاہا۔ اس
نے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو کچھ تحائف دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا
آپ نے تحائف قبول فرمائے۔

آپ نے اپنے پوتے شاہ نور اللہ بن خلیل اللہ کے ذریعے
سبز رنگ کا تاجِ ترکی احمد خاں کو بھیجا۔ احمد خاں نے جو وہ تاجِ ترکی
دیکھا تو بے چین ہو گیا۔ اس نے فوراً اس تاجِ ترکی کو پہچان لیا کہ یہ
وہی تاج ہے جو اس کے سر پر ایک بزرگ نے رکھا تھا اور ان بزرگ نے
اس کو دکن کی سلطنت کی بشارت دی تھی۔

احمد خاں نے آپ کے پوتے شاہ نور اللہ کی بہت تعظیم و تکریم
کی۔ اس نے شاہ نور اللہ کی شادی اپنی لڑکی سے کر دی۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے مریدوں میں آپس میں جھگڑا ہوا
مریدوں کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ہر جماعت اپنے طور پر آپ کو دفن کرنا
چاہتی تھی۔ اختلاف کا کوئی حل تلاش نہ ہو سکا۔ کشت و خون ہونے

والا تھا کہ آپ اٹھ بیٹھے اور اپنے مریدوں سے اور معتقدوں سے فرمایا
کہ لڑائی جھگڑے کی کیا بات ہے۔ اگر لڑائی جنازہ اٹھانے کے طریقے کے
متعلق ہے تو ہم یہاں نہیں مرتے۔ آپ دیکھیں تشریف لے گئے اور وہاں
انتقال فرمایا۔

باب ۲۷

حضرت شیخ احمد عبدالحق رودولوی

حضرت شیخ احمد عبدالحق مستغرق بحر توحید ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کا سلسلہ پدری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب پر منتهی ہوتا ہے۔ لہ

آپ کے دادا شیخ داؤد بلخ میں رہتے تھے۔ جب ہلاکو خاں نے ملک کو برباد کیا اور انتشار اور ابری رونما ہوئی تو انہوں نے بلخ سے سکونت ترک کر کے مع چند خاندانی افراد کے سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد میں ہندوستان کا رخ کیا۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے صوبہ اودھ میں ان کی رہائش کا انتظام کیا۔ وہ رودولوی میں رہنے لگے۔ وہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید تھے۔

والد ماجد : آپ کے والد ماجد کا نام عمر ہے۔
بھائی : آپ کے بڑے بھائی شیخ تقی الدین مالوم تھے اور دہلی میں رہتے تھے۔

ولادت : آپ رودولوی میں پیدا ہوئے۔ لہ

لہ معراج الولايت، لہ اخبار الاخبار (اردو ترجمہ) ص ۳۸۴

نام : آپ کا نام احمد ہے۔

خطاب : عادت تھی کہ بیٹھتے اٹھتے وقت، کھاتے پیتے وقت، بات چیت کرتے وقت آپ کلمات حق حق حق تین بار با آواز بلند کہتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کے پیرو مرشد نے حکم رب آپ کو ”عبدالحق“ کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ لہ

بچپن : سات سال کی عمر میں آپ تہجد کی نماز پابندی سے پڑھنے لگے۔ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ آپ بھی اٹھتے اور چوپ کر نماز تہجد ادا کرتے۔ جب آپ کی والدہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ کو منع کیا۔ آپ کو ناگوار ہوا۔ اپنے دل میں کہا کہ : لہ

”یہ مال راہزن ہے جو مجھ کو خدا کی عبادت سے باز رکھتی ہے۔“

دہلی میں آمد : وطن سے رخصت ہو کر دہلی کی راہ لی۔ اس وقت آپ کی عمر بارہ سال کی تھی۔ دہلی پہنچ کر اپنے بڑے بھائی شیخ تقی الدین کے پاس رہنے لگے اور ان سے علم ظاہری پڑھنے لگے۔

تعلیم و تربیت : آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے گھر ہوئی۔ دہلی میں اپنے بڑے بھائی سے علوم ظاہری حاصل کیا۔ لیکن آپ کا رجحان اس طرف نہیں تھا۔ آپ کے بڑے بھائی آپ کو ایک مشہور عالم کے پاس لے گئے۔ اور ان سے آپ کی شکایت کی۔ اس عالم سے آپ کے بڑے بھائی نے استدعا کی کہ وہ ہی کچھ آپ کو پڑھائیں اس عالم نے آپ کو میزان الصرف پڑھانا شروع کی۔ جب آپ ضرب ضرباً کے مقام پر آئے اور اس کے معنی آپ کے استاد نے بتائے تو آپ نے اپنے استاد سے کہا :

لہ، سیر الاقطاب (فارسی) ص ۲۱، ۲۲، اخبار الاخیار (فارسی) ص ۲۸۴

»راہِ حق میں زدن اور زدہ شدن کا کیا کام«
 آپ کی اس علم سے تسکین نہیں ہوئی۔ آپ ایسا علم حاصل کرنا چاہتے تھے
 جس سے معرفتِ حق تعالیٰ حاصل ہو۔

آپ کے بڑے بھائی آپ کا یہ حال دیکھ کر پریشان ہوئے۔
 انہوں نے سوچا کہ اگر آپ کی شادی کر دی جائے گی تو آپ میں تبدیلی پیدا
 ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی شادی کی کوشش کی۔ آپ نے شادی
 کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ شادی کے لائق نہیں
 ہیں۔ لہ

تلاشِ حق: دہلی سے آپ تلاشِ حق میں نکلے۔ شیخ نور قطب عالم
 کی خدمت میں پہنچ کر ہری گھاس یہ کہہ کر پیش کی کہ »بابا
 صفاست« شیخ نور قطب عالم مسکراتے اور فرمایا کہ »بابا عزت ست«
 ان سے رخصت ہو کر بہار آئے اور وہاں شیخ علاؤ الدین اور ایک
 بزرگ سے ملے، جن کو »نیم لنگوٹی« کہتے تھے۔ نیم لنگوٹی کی صحبت سے
 آپ کو قدرے تسکین ہوئی۔ ذوقِ شوق میں اصنافہ ہوا۔ طلب اور جستجو
 میں زیادتی ہوئی۔

ان سے رخصت ہو کر اودھ تشریف لائے اور شیخ فتح اللہ اودھی
 سے ملے۔ ان سے بھی آپ کی تسکین نہ ہوئی۔

نا امید ہو کر اپنے دل میں کہا۔ لہ

»احمد! زندوں سے تو مقصود کی خبر نہ ملی، اب مردوں کی صحبت
 میں چلو« شاید کچھ بڑے مقصود آتے»

یہ خیال کر کے آپ نے اس شہر کے قبرستانوں اور آس پاس
 کے جنگلوں میں »یا ہادی« »یا ہادی« کہتے ہوئے گھومنا شروع کیا۔ اس
 طرح چند سال گھومتے رہے لیکن در مقصود ہاتھ نہ آیا۔

لہ۔ اخبار لاخیاں (اردو ترجمہ) صفحہ ۲۸۵، اخبار لاخیاں (اردو ترجمہ) صفحہ ۲۸۵،

اس طرح سے بھی جب مقصد براری نہیں ہوتی تو آپ نے اپنے
دل میں کہا:

”لے احمد! اب مر جاؤ اور زندہ درگور ہو جاؤ۔“
چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک قبر کھودی اور اس میں
چھ مہینے ”یاد حق“ میں مشغول رہے۔

ریاضت و مجاہدہ کے بعد بھی جب آپ کو تسکین نہ ہوئی
بشارت: تو ایک روز آپ کو عالم غیب سے بشارت ہوئی کہ
جلد پانی پت جا کر حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء کی سعادت
خدمت حاصل کر دے۔

اس بشارت سے آپ بہت خوش ہوئے
پانی پت میں آمد: اور پانی پت خنداں و فرحان روانہ ہوئے۔
حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کو بذریعہ کشف آپ کا آنا معلوم ہوا۔
انہوں نے آپ کے عقائد کا امتحان لینے کی غرض سے چند گھوڑے کسوا کر
خانقاہ کے دروازے پر کھڑے کراواتے اور خانقاہ کے اندر دسترخوان
بچھوا کر اس پر مختلف قسم کے کھانے چنواوتے۔

آپ جب خانقاہ کے دروازے پر پہنچے تو گھوڑے کھڑے دیکھے
جب خانقاہ کے اندر گئے تو دسترخوان بچھا ہوا پایا، اور پر تکلف کھانے
چنے ہوئے پائے۔ آپ نے دل میں کہا جو شخص ایسی شاہانہ زندگی گزارتا
ہو اس کو محبت و معرفت الہی سے کیا کام۔

خانقاہ سے باہر آ کر اپنی راہ لی۔ دن بھر چلتے رہے۔ شام کو
ایک مقام پر پہنچ کر نام دریافت کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ پانی پت
سے تو آپ کو حیرت ہوئی۔ رات شہر سے باہر گزاری۔ دوسرے دن صبح
پھر روانہ ہوئے۔ گھوڑی دوڑ جا کر رات بھول گئے۔ ایک خشک درخت

پر ایک شخص کو ٹوپی پہن بیٹھے دیکھا۔ اس سے راستہ دریافت کیا۔ اس شخص نے آپ کو بتایا کہ شیخ جلال الدین کے دروازے کے سامنے سے راستہ گیا ہے اور اگر ان کو یقین نہ آئے تو وہ شخص جو آتے ہیں ان سے پوچھ لیں، کچھ دور چل کر آپ دو آدمیوں سے ملے۔ ان سے راستہ دریافت کیا تو انہوں نے بھی وہی بتایا۔

یہ سن کر آپ نے سوچا کہ خداوند تعالیٰ کا حکم یہی کہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کے پاس جایا جائے اور ان سے بیعت کی جائے پس آپ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کی خانقاہ پہنچے۔

خطرہ : راستے میں آپ کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ کیا اچھا ہو اگر حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء بیعت کرتے وقت اپنی ٹوپی اپنے پیرو مرشد حضرت شمس الدین ترک کے مزار سے مس کر ان کے سر پر رکھیں اور نان اور علو مرحمت فرمائیں۔ لہ

بیعت و خلافت : آپ خانقاہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء اپنے پیرو مرشد کے مزار پر گئے ہوئے ہیں۔ آپ بھی وہیں پہنچے۔ قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء نے اپنے سر سے ٹوپی اتار کر اور اپنے پیرو مرشد کے مزار سے مس کر کے آپ کے سر پر رکھی۔ اتنے میں ایک شخص نان اور علو لایا۔ حضرت کبیر الاولیاء نے آپ کو عنایت فرمایا اور کہا ”یہ آرزو تمہاری ہے“ بعد ازاں حضرت کبیر الاولیاء نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت فرمایا۔ کچھ عرصے بعد حضرت کبیر الاولیاء نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ولہی : آپ رودی تشریف لا کر زیادتی میں مشغول ہو گئے۔
شادی اور اولاد : آپ نے شادی کی۔ تین لڑکے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے شیخ عزیز اور دوسرے

صاحبزادے پیدا ہونے کے چند روز بعد فوت ہوئے۔ آپ کے تیسرے صاحبزادے شیخ عارف صاحب سلسلہ ہوئے۔

آپ ۱۵ جمادی الثانی، ۸۲ھ کو رحمتِ وفات شریف : حق میں پیوست ہوئے۔ ۱۵

سلسلہ احمدیہ چشتیہ : آپ کے صاحبزادے شیخ عارف کے والد حضرت شیخ احمد عبدالحق کا سلسلہ چلا جس کو "سلسلہ احمدیہ چشتیہ" کہتے ہیں۔

سیرت مبارک : آپ صاحبِ عظمت، صاحبِ کرامت، صاحبِ نعمت اور صاحبِ ترک و تجربید تھے۔

ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں یکتا تھے جو کچھ زبان سے فرماتے دلیا ہی ہوتا۔ استغراقِ کمال میں یہ تھا کہ جب آپ کے کان میں حق حق کہا جاتا تو ہوش میں آتے۔ آپ جامع مسجد میں اول وقت جاتے اور جھاڑو دیتے۔ قریب پچاس سال جامع مسجد آگے۔ لیکن راستہ نہیں جانتے تھے آپ کے مریدوں میں سے کوئی حق حق کہتا اور آپ اسی طرف جاتے آپ نے دنیا کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔
تعلیمات : آپ کی تعلیمات عارفانہ ہیں۔

ذات پاک : آپ فرماتے ہیں:
اس ذات پاک کے اسم ذات پاک پر اطلاق کریں تو وہ حق کے اسم سے بہتر اور بزرگ تر نہ ہوگا۔ لیکن اسم حق کے معنی جملہ کائنات کے سزاوار اور ثابت بذات ہیں، پس ذات پاک پر اسم حق کا اطلاق بر منہائے کمال ہے۔

صحبت سرورِ عالم : آپ فرماتے ہیں کہ :

صحبت نیکال زبہاں دورگشت خوان غسل خانہ زنبورگشت
”کیوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت جیسی کہ صحابہ کرام
کو حاصل تھی ویسی ہی اربابِ حال اور محبان ذوالجلال کو اب بھی حاصل ہے“
اقوال : کوناش کر دیا۔ بعض ایسے مرد خدا ہیں کہ سمندر بنی
جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے۔

چتر بادشاہ ہے، ہمارے لڑکوں کے سر پر سوار ہے۔

کشف و کرامات : آپ نے ایک دیگ پکائی اور اس دیگ کو
راتے میں رکھ دیا۔ ہر شخص کو اجازت تھی کہ
اس میں سے کھانا لے اور کھائے۔ تین روز تک ہزاروں آدمی اس میں
سے کھانا لیتے رہے اور کھاتے رہے۔ کھانا کم نہیں ہوا، تین دن کے
بعد آپ نے اس دیگ کو اٹھالیا۔

آپ کے وصال کے بعد بھی کرامتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ
کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص کام کے واسطے آپ کے نام کا توشہ پیش
کرے، وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو،
آپ کے نام مبارک کی تسبیح کو بھی حصول مقصد کے لئے مجرب
بتایا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص باوجود روزانہ ایک نشست میں تین سو
ساتھ مرتبہ پڑھے

”اغثنی وامددنی یا شیخ احمد عبدالمحق“
تو اس کی مراد برآئے۔ لے

باب ۲۸

حضرت شاہ بدیع الدین مدار

حضرت شاہ بدیع الدین مدار وئی زماں اور قدوہ کا ملاں تھے۔
 خاندانی حالات : آپ ہاسخی ہیں اور سادات نبی فاطمہ سے ہیں لیہ
 والد ماجد : آپ کے والد ماجد کا نام سید علی ہے۔
 آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ ثانی کا سلسلہ نسب کے
 والدہ ماجدہ : واسطوں سے حضرت امام حسن تک پہنچتا ہے۔ ان
 کے والد کا نام عبداللہ تھا۔

ولادت باسعادت : آپ حلب میں یکم شوال ۴۲۲ھ
 کو صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔
 نام نامی : آپ کا نام بدیع الدین ہے۔

لقب : آپ "قطب مدار" کے لقب سے مشہور ہیں۔
 آپ کی عمر جب پانچ سال کی ہوئی تو آپ کے
 تعلیم و تربیت : والد بزرگوار نے آپ کی بسم اللہ کے لہو آپ
 کو مولانا حذیقہ شامی کے سپرد کیا۔ آپ کی تعلیم مولانا حذیقہ شامی کی

۱۔ سفینۃ الاولیاء (فارسی) ص ۲۹۹، تذکرۃ اکرام تاریخ خلفاء عرب والاسلام۔ مدار اعظم ص ۲۸
 ۲۔ مدار اعظم ص ۲۹۹، ۳۰۰۔

نگرانی میں شروع ہوئی آپ نے بہت جلد قرآن شریف ختم کیا۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے مختلف علوم میں اچھی خاصی استعداد حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ میں کمال حاصل کیا۔ اور محدث مشہور ہوئے۔ چودہ سال کی عمر میں آپ کا شمار علماء میں ہونے لگا۔ آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علم سیمیا، علم کیمیا، اور علم ریسیا میں بھی دستگاہ حاصل کی۔

بیعت و خلافت : بعد تحصیل علوم ظاہری جذبہ الہی نے آپ کو علم باطن کے حصول کی طرف متوجہ کیا۔ آپ حضرت

ظہیر ثانی سے بیعت ہوئے۔ لہ اور بعد میں خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے پیرو دستگیر نے آپ کو جس دم کی تعلیم فرمائی۔ آپ حکم بجالائے اور اس قدر جس دم کیا کہ کھانے پینے کی خواہش جاتی رہی۔

زیارت حرمین شریف : مکہ معظمہ پہنچ کر آپ نے حج کا فریضہ ادا کیا۔ کچھ دن وہاں قیام کر کے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ دربار رسالت میں باطنی نعمتوں سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ نسبت محمدی سے آپ کا لقب روشن ہوا۔

فرمان : ایک دن آپ دربار رسالت میں حاضر تھے۔ مراقب ہوئے حضور می ہوئی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا: ”بدیع الدین! تم ہندوستان جاؤ اور وہاں جا کر مخلوق کی ہدایت میں کوشش کرو۔“

آپ پہلی بار جب ہندوستان تشریف لائے تو گجرات میں کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ گجرات سے روانہ ہو کر اور شہروں کو زینت بخشی۔

روایتی : کچھ دن ہندوستان میں رہ کر اور مختلف شہروں میں گھوم کر آپ مکہ معظمہ چلے گئے۔ حج کیا اور پھر مدینہ منورہ حاضر

ہوتے۔ بعد ازاں کاظمین، بغداد، نجف اشرف ہوتے ہوتے پھر
 ہندوستان تشریف لائے اور بغداد میں حضرت غوث الاعظم سے ملاقات کی۔
 اس مرتبہ جو ہندوستان تشریف لائے تو دیگر مقامات کی سیر
 کی پھر اجمیر پہنچے۔ اجمیر میں کوکلا پہاڑی پر آپ نے قیام فرمایا۔ خواجہ
 خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے آپ کی ملاقات ہوئی۔
 اجمیر سے روانہ ہو کر دیگر مقامات کو شرف بخشا۔

حج : حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پھر دامن گیر ہوا۔ آپ
 حرمین شریفین کی زیارت اور حج سے فارغ ہو کر نجف اشرف
 گئے۔ وہاں سے اپنے وطن حلب آئے۔ حلب سے چنار گئے۔ وہاں
 کچھ دن قیام فرمانے کے بعد آپ اپنے عزیز سید عبداللہ کے تینوں لڑکوں
 سید ابو محمد ارغون، سید ابوتراب منصور اور سید ابوالحسن طبعنور کو ہمراہ
 لے کر مدینہ منورہ آئے اور ایک عرصے تک انوار محمدی سے
 منور روشن ہوتے رہے اور مستفید ہوتے رہے۔

ارشاد عالی : ایک روز دربار رسالت سے آپ کو حکم ملا کہ :
 ”بدیع الدین اہم نے تمہارے قیام کے لئے
 ہندوستان کو تجویز کیا ہے۔ وہیں تم جاؤ اور رہو اور دین محمدی کو پھیلاؤ
 اور ان کی کوشش میں دقیقہ نہ اٹھا رکھو“
 ہندوستان میں سکونت کے متعلق آپ کو دربار رسالت سے یہ
 حکم ملا کہ قنوج کے میدان میں جنوب کی طرف جو تالاب ہے اس کی لہروں
 سے یا عذیب کی آواز آتی ہے، وہ زمین ان کے رہنے کے لئے مناسب
 ہے، ان کا مسکن، اور ان کا مدین وہیں ہوگا۔

ہندوستان میں : حکم پا کر چند روز بعد روانہ ہوئے۔ مالک
 عرب، عجم، خوارزم کی سیر و سیاحت فرماتے

نہ شہ انصاری، ترمذی، المدائنی، والفقار برین عتبات

۸۰۰ ۵۹ ۵۹ ۵۹ ۵۹ ۵۹ ۵۹ ۵۹ ۵۹ ۵۹

حضرت قاضی محمود۔ حضرت سید اجل جو پوری۔ حضرت قاضی مطہر
ان کے علاوہ حسب ذیل حضرات کو آپ کا خلیفہ ہونے کا شرف حاصل
ہے۔ سید پولاد۔ شمس ثانی چوہدر۔ حضرت قاضی شہاب الدین پرکاش
آتش سید صدر الدین۔ شیخ حسین لمبئی۔ سید صدر جہاں۔ شیخ آدم صوفی۔

سلطان شہباز، سلطان حسن عربی، میاں سیف اللہ، شیخ فخر الدین، عادل شاہ۔
آپ کو مقام صمدیت حاصل تھا۔ آپ جس دم
سیرت پاک : بہت فرماتے تھے۔ آپ کی عمر بہت ہوئی۔ آپ
کھانے پینے کی خواہش سے مدتوں بے نیاز رہتے تھے۔ آپ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی روحانیت سے فیض یافتہ تھے۔ آپ اویسی تھے۔ لے

مرنے کو ماریں زندہ شاہ مدار : یہ مثال کہ ”مرنے کو ماریں
زندہ شاہ مدار“ زبان زد

خاص و عام ہے۔ جب کوئی شخص کسی تکلیف یا مصیبت میں گرفتار ہوتا
ہے اور اس پر کوئی نئی مصیبت یا تکلیف وارد ہوتی ہے یا اس پر کوئی ظلم
کیا جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ”مرنے کو ماریں زندہ شاہ مدار“ اس کے
معنی، مضمرات اور متعلقات سے بہت ہی کم لوگ واقف ہیں۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ شاہ مدار کو یہ قدرت حاصل تھی کہ جو
مرتبہ فنا میں ہوتے تھے آپ ان کو اس مقام سے نکال کر مرتبہ فنا
میں پہنچا دیتے ہیں۔

تعلیمات : آپ کی تعلیمات معرفت خزینہ ہیں۔

خدا طلبی : آپ نے حضرت شاہ فضل اللہ بدخانی سے فرمایا کہ
”اے عزیز! تم نے اس کوچے میں قدم رکھا ہے جو ایک

دریائے ناپید اکنار ہے۔ جس میں بلا انڈر بلا ہے جو لوگ ہوشیار ہوتے
ہیں۔ وہ جہرات و ہمت کر اپنا شمار کر کے پار ہو جاتے ہیں اور جہالت بڑی

لے، تحفۃ الابرار، تحفۃ المدارس، ذوالفقار بدیع ص ۵۵
۴، لطائف اشرفی، ص ۴، مدار اعظم، ص ۴

حاصل کرتے ہیں۔ اس میں راحت و آرام کو خیر باد کہنا ہوتا ہے اور جیتے جی مصیبت میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔

معرفتِ خداوندی : آپ فرماتے ہیں : لہ
 پہچان لوگے من عرف نفسه فقد عرف ربه تم کو یہ خیال کرنا چاہیے
 کہ تم کون ہو کہاں سے آتے ہو، کہاں جانا ہے۔ اس عالم میں کس
 لئے آتے تھے۔ اور خداوند تعالیٰ نے تم کو کس لئے پیدا کیا ہے اور نیک
 بختی اور بد بختی کیا ہے۔ اول تم کو ان چیزوں سے آگاہ ہونا چاہئے۔
 اور تمہاری صفات بعض حیوانی ہیں، بعض شیطانی، بعض ملکی۔

”تم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تمہاری اصل صفات کون ہیں۔
 یاد رکھو کھانا، پینا، سونا، فریب ہونا، غصہ کرنا یہ حیوانی صفات ہیں۔
 مکر و فریب کرنا، فتنہ برپا کرنا۔ یہ شیطانی صفات ہیں۔ اگر ان صفات
 کے تم تابع ہو گے تو حق تعالیٰ کی معرفت تم کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہاں
 اگر صفاتِ ملکوتی تم حاصل کر لو گے تو کیا عجب کہ معرفتِ خداوندی سے
 تمہارا قلب روشن ہو جائے۔ تم کو کوشش کرنی چاہئے کہ صفاتِ حیوانی و
 شیطانی سے نکل کر صفاتِ ملکوتی حاصل کرو۔“
 ”دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم کو دو چیزوں سے بنایا ہے۔“

ایک بدن اور دوسری روح
 ”روح کی دو قسمیں ہیں۔ حیوانی۔ انسانی۔ روح حیوانی تمام
 جانوروں کو عنایت ہوتی ہے اور روح انسانی انسان کے ساتھ خاص ہے
 جب تک روح انسانی سے کام نہ لو گے، انسان نہیں ہو سکتے، اور نہ
 معرفتِ خداوندی حاصل ہو سکتی ہے۔“

اقوال : آدمی پر ذات کا پرتو ہے، اور کعبہ پر صفات کا
 وحدت نقطہ سے زیادہ نہیں ہے۔

قلندروہ ہوتا ہے جو صفاتِ الہی کے ساتھ متصف ہو بجز اسے
حدیث پاک:

وَالصِّفَاتُ لِلَّهِ يَا تَخْلُقُوا بِاخْلَاقِ اللَّهِ أَوْ كَمَا قَالَ -
یعنی خدا کی عادات اور صفات کے ساتھ تم کو اپنی عادت
کرنی چاہئے۔

• دل کی حفاظت کرو۔

• سالک وہ ہوتا ہے کہ چاہتا ہے کہ آسمان پر چلا جائے۔

کشف و کرامات : بی بی نصیبہ کے کوئی لڑکا نہیں تھا جب بغداد شریف
نے گئے بی بی نصیبہ آپ سے دعا کی طالب ہوئیں۔

آپ کی دعا سے دو لڑکے ہوئے۔ لہ

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ دریا کے کنارہ رونق افروز تھے۔ ایک سوداگر
اپنا مال کشتی میں رکھ کر روانہ ہوا۔ کچھ دور جا کر وہ کشتی دریا میں ڈوب گئی ایک شخص
نے جو وہاں موجود تھا۔ اس حادثے کی خبر آپ کو دی۔ آپ نے ایک مٹھی خاک
اس کو دی اور دریا میں ڈالنے کی تاکید فرمائی۔ اس نے وہ مٹھی خاک دریا
میں ڈالی۔ کشتی برآمد ہو گئی۔ لہ

باب ۲۹

حضرت شیخ سارنگ

حضرت شیخ سارنگ کاشف اسرارِ نہانی ہیں۔

خاندانی حالات : آپ سلطان فیروز شاہ کے امرائے نامدار میں سے تھے بلکہ بعدہ آپ کی شاہی خاندان

سے رشتہ داری اس طرح سے ہوئی کہ محمود بن سلطان فیروز شاہ نے آپ کی بہن سے شادی کی۔ اس رشتہ سے آپ کے اعزاز میں اور اضافہ ہوا۔ آپ امرائے شاہی کی طرح زندگی گزارتے تھے۔

کاپاپلٹ : آپ کا حضرت شیخ راجو قتال کی خدمت میں آنا جانا تھا ایک دن حضرت شیخ راجو قتال نے آپ سے فرمایا:

”سارنگ! اگر تم پانچوں وقت نماز پابندی سے پڑھنے کا وعدہ کر دو تو میں تم کو شیخ جلال کے تبرک سے مالا مال کروں۔“

آپ نے وعدہ کیا اور پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھنا شروع کی۔ حسب وعدہ حضرت شیخ راجو نے حضرت شیخ جلال کا تبرک آپ کو عطا فرمایا۔ کچھ دنوں بعد حضرت شیخ راجو قتال نے آپ سے فرمایا کہ:

”سارنگ! تم پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھتے ہو یہ خوشی کی بات ہے۔ اگر تم چاشت، اور اشراق کی نماز بھی پڑھنا شروع کر دو تو کیا اچھا ہو اگر تم نے ایسا کرنا شروع کیا تو میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور تم ایک برتن میں کھانا کھاویں گے۔“

آپ نے یہ بات بھی خوشی قبول کی۔ حضرت شیخ راجو قتال کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانا تھا کہ آپ کے قلب سے ظلمت و تاریکی دور ہوئی باطن روشن ہوا۔ دنیا سے نفرت پیدا ہوئی۔ معبود حقیقی کی تلاش شروع کی۔

آپ نے سلوک کی راہ میں قدم رکھا۔ حضرت شیخ **بیعت و خلافت** : قوام الدین جو حضرت مخدوم جہانیاں کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ اپنے زمانے کے مشہور بزرگ تھے۔ لہ آپ ان سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت پایا۔ آپ حضرت شیخ یوسف ایرجی کے روحانی فیوض و برکات سے بھی مستفید و مستفیض ہوئے۔ لہ

آپ اپنے تمام مال و جائداد سے **زیارت حرمین شریف** : دست کش ہو کر پاپا وہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ زیارت حرمین شریف سے مشرف ہو کر واپس تشریف لائے اور رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔

حضرت شیخ راجو قتال نے خرقہ اور دیگر تبرکات جو ان کو **عظیہ** : ان کے پیران طریقت سے ملے تھے۔ بغیر آپ کے مانگے آپ کے پاس بھیج دئے۔ آپ نے لینے سے انکار کیا۔ وہ خرقہ اور تبرکات واپس کر دئے۔ حضرت راجو قتال نے دوبارہ بھیجے۔ اس مرتبہ آپ کے پاس سہروردیہ سلسلہ کے ایک بزرگ جن کا نام حسام الدین ہے تشریف رکھتے تھے ان بزرگ نے آپ پر زور ڈالا کہ آپ وہ تبرکات قبول کر لیں۔ ان بزرگ کے اثر، اور ترغیب کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے حضرت راجو قتال

۱۵ اخبارالاکھیار (اردو ترجمہ) ص ۲۱۶، انوارالعارفین (فارسی) ص ۲۵۷

۱۶ اخبارالاکھیار (اردو ترجمہ) ص ۲۲۶

کے بھیجے ہوئے تبرکات قبول کئے۔

وفات : آپ نے ۸۴ھ میں وفات پائی۔ لہ مزار لکھنؤ سے
کچھ فاصلہ پر ہے۔

خلیفہ : حضرت شاہ مینا آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔

سیرت : آپ شغلِ باطن اور ذکرِ خفی میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔
ترک و تجرید، عبادات و مجاہدات، توکل و قناعت، تحمل اور
بردباری میں اپنی مثال آپ تھے۔

تاریخی یادگار : مشہور شہر "سارنگ پور" آپ نے اپنے نام پر آباد
کیا تھا۔ لہ

لہ تذکرۃ العابدین ص ۲۶۲، لہ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۲۲۵، انوار العارفین (فارسی) ص ۲۵۵

باب ۳۰

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی باکمال درویش تھے۔
آپ کو عربی اور فارسی میں دستگاہ حاصل تھی، حدیث
تعلیم : فقہ، صرف و نحو، تفسیر میں ماہر تھے۔ آپ قاضی عبدالمقصد
کے شاگرد تھے۔

بیعت و خلافت : آپ حضرت مولانا محمد خواجگی کے مرید اور
خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت سید محمد اشرف
جہانگیر نمٹانی سے بھی فیوض و برکات حاصل کئے تھے۔

وفات : آپ نے ۸۴۸ھ میں رحلت فرمائی۔ لہ مزار جو نپور میں ہے۔
آپ کو اپنے زمانے میں بہت شہرت و مقبولیت حاصل
سیرت : ہوئی۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی
مشہور کتابیں حسب ذیل ہیں :

حواشی کافیہ، ارشاد، تشریح۔ بدیع البیان۔ بحر مواج، مناقب سادات

آپ نے اصول بزودی پر بحث امر تک شرح قلم بند کی ہے۔ تقسیم علوم
میں ایک رسالہ ہے۔ فارسی میں ایک رسالہ صنائع میں آپ کی کاوش قلم
کا نتیجہ ہے۔

آپ شعر بھی کہتے تھے۔ حسب ذیل قطعہ آپ کا مشہور ہے۔

قطعہ

این نفس خاکسار کہ آتش منزلتے اوست

بر باد گشت لائق بے آب کرون است

یک کس چناں فرست کہ پا بر سرم نہد

ریز و ہمہ معنی و تنگتر کہ درن است

باب ۳۱

حضرت شیخ احمد کھٹو

حضرت شیخ احمد کھٹو سرآمد اولیائے روزگار تھے
خاندانی حالات : آپ کے آباؤ اجداد وہلی میں رہتے تھے۔
نام : آپ کا نام شیخ احمد ہے۔
تعلیم : آپ نے وہلی میں تعلیم پائی۔

بچپن کا ایک واقعہ : ایک دن آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ
وہلی میں کھیل رہے تھے۔ آندھی کا ایک
طوفان آیا۔ اس طوفان نے آپ کو گھیر لیا اور وطن سے دور کسی جگہ پھینک
دیا۔ بہت دنوں تک آپ ادھر ادھر پھرتے رہے۔ کھٹو میں ایک درویش
بابا اسحاق مغربی رہتے تھے۔ ان درویش سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ ان
درویش نے آپ کو اپنے پاس رکھا۔ آپ نے انہیں کے ساتے میں تربیت پائی
بیعت و خلافت : آپ حضرت بابا اسحاق مغربی کے مرید اور
شیخ ابو مدین مغربی تک پہنچا ہے۔
خلیفہ ہیں۔ بابا اسحاق مغربی کا سلسلہ حضرت

ریاضات و عبادات : آپ کا جب وہلی میں قیام تھا تو آپ
مسجد خان جہاں میں عبادت میں

مشغول رہتے۔ آپ مجاہدات، ریاضات اور عبادات میں مشغول رہتے۔ روزے رکھتے اور کھل کے ٹکڑے سے افطار کرتے۔ اپنے پیرو مشد کی وفات کے بعد آپ نے ایک چلہ کھینچا، اور ایک گھوڑے پر روز کھاتے تھے اس طرح آپ نے چالیس روز تک چالیس گھوڑے کھائیں۔

زیارت حرمین شریف: آپ نے حرمین شریف کی زیارت سے پوری ہوئی حرمین شریف کی زیارت سے فارغ ہو کر آپ نے درویشوں کی صحبت سے استفادہ حاصل کیا اور ان کے روحانی فیوض سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

سلاطین سے تعلقات: سلطان فیروز آپ کا معتقد و منقاد تھا۔ ظفر خاں جو بعد میں سلطان مظفر کے لقب سے مشہور ہوا، اور گجرات کا بادشاہ ہوا۔ وہ بھی آپ کا معتقد تھا اور آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔

گجرات میں آمد: تشریف لائے اور سرگج میں بود و باش اختیار فرمائی۔

وفات: آپ کا مزار سرگج میں ہے۔

مرید: محمود بن سعید ایرجی آپ کے ممتاز مریدوں میں سے ہیں۔

سیرت: آپ کا شمار مشائخ کبار میں سے ہے۔ آپ علیہ زاہد متقی و پرہیزگار تھے، عبادات، ریاضات و مجاہدات میں زیادہ وقت گزار دیتے تھے جو کچھ آتا وہ سب خرچ کر دیتے تھے۔

آپ کا لنگر عام تھا۔ آپ اپنے آپ کو لوگوں سے چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔ سمرقند کا ایک واقعہ ہے کہ آپ ایک مسجد میں گئے۔ وہاں ایک عالم درس دے رہا تھا۔ بہت سے طالب علم درس میں موجود تھے۔ آپ نہایت خاموشی سے ایک طرف جا کر بیٹھ گئے۔ آپ کا لباس نہایت معمولی تھا۔

ایک طالب علم نے جو سامی پڑھ رہا تھا۔ غلط اعراب پڑھے۔ آپ نے اس طالب علم کو ٹوکا۔ وہ عالم یہ سن کر آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ سے بہت عزت سے پیش آیا۔ آپ کا امتحان لینے کی عرض سے اس عالم نے آپ سے علم اصولی کے متعلق چند سوالات کئے۔ آپ نے ہر سوال کا جواب دیا۔ اس عالم کو سخت تعجب ہوا کہ اتنا علم ہوتے ہوئے پھر بھی لباس معمولی پہن رکھا ہے۔ اس سے رہا نہ گیا۔ آخر اس نے آپ سے دریافت کیا۔ لہ

”تم نے باوجود اتنے علم کے ایسے حقیر سے کپڑے اور ٹوپی پہن رکھی ہے۔“

آپ نے جواب دیا:

”ایک تو علم، دوسرے اگر اچھے کپڑے پہنوں تو نفس بد خوئی کرے اس درویش نے خاص کر خود کو اس لباس میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔“

درویشوں کی مجلس میں آنا تو آسان ہے مگر سلامتی

فرمان : سے باہر جانا دشوار ہے۔ لہ

کرامات : تیمور کے حملے کے وقت آپ دہلی میں تھے۔ حملے سے چند روز قبل آپ نے لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا۔ اور آپ کے بعض مرید آپ کے حکم سے جو نپور چلے گئے۔ آپ خود دہلی میں رہے۔ تیمور کے لشکر نے آپ کو گرفتار کیا۔ جب تیمور کو آپ کی بزرگی و عظمت کا علم ہوا، اس نے آپ کو رہا کیا اور آپ سے معذرت کا خواہاں ہوا۔ جب لشکر نے آپ کو گرفتار کیا۔ آپ کے ساتھ قید و بند میں سب چالیں آدنی تھے۔ جب تک آپ قید میں رہے غیب سے چالیں روٹیاں آتی رہیں اور آپ کو اور آپ کے معتقدین کو اس طرح کھانے کی کوئی تکلیف نہ ہوتی۔

لہ اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) ص ۲۳۱، تحفۃ المجالس

باب ۳۲

حضرت قطبِ عالم

حضرت قطبِ عالم عالم میں مشہور ہوئے۔

خاندانی حالات : آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت
حضرت سید جلال الدین بخاری کے
پوتے ہیں۔

نام : آپ کا نام سید برہان الدین ہے
لقب : آپ کا لقب ”قطبِ عالم“ ہے۔ اسی لقب سے آپ
مشہور ہوئے۔

گجرات میں آمد : آپ وطن سے ہجرت کر کے گجرات تشریف
لے گئے اور گجرات ہی کو اپنی رشتہ
بیت کا مرکز بنایا۔

وفات : آپ نے ۸۵۷ھ کو انتقال فرمایا۔ لہ مزار
مبارک بتوہ میں ہے جو احمدآباد کے قریب ہے۔

سیرت : ترک و تجرید میں یگانہ روزگار تھے۔ عشقِ الہی
میں سرشار تھے۔

کرامات : ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ پانی میں تشریف
لے گئے۔ آپ کے سر میں کوئی چیز لگی۔ چوٹ کا لگنا
تھا کہ آپ نے فرمایا کہ کس چیز سے چوٹ لگی؟ کیا یہ پتھر ہے یا لوہا ہے
یا لکڑی؟

چنانچہ اس پتھر میں تینوں چیزیں پیدا ہو گئیں۔ پتھر کی صفت بھی
اس میں ہے، لوہا بھی ہے اور لکڑی بھی۔

باب ۳۳

حضرت قاضی سید عبد الملک

المعروف

بہ شاہ اجل

حضرت قاضی سید عبد الملک المعروف بہ شاہ اجل کئی سلسلوں سے وابستہ تھے۔ آپ سلسلہ چشتیہ جہانویہ و قادریہ و سہروردیہ میں حضرت سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت قاضی شیخ قوام الدین دہلوی سے بھی خرقہ خلافت پایا۔ حضرت قاضی شیخ قوام الدین دہلوی کو حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کا مرید اور خلیفہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔

آپ نے ۲۵۔ رمضان ۸۶۴ھ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار **وفات :** بہرائچ میں نوزی شاہ نعیم اللہ کے مزار کے قریب واقع ہے۔

باب ۳۲

حضرت شاہ مینا

حضرت شاہ مینا واقف رموز ربانی ہیں۔

والد ماجد: آپ شیخ قطب الدین کے صاحبزادے ہیں۔
نام: آپ کا نام شیخ محمد ہے۔ لے آپ شیخ قوام الدین کی دہلے پیدا ہوئے
لقب: آپ کو شاہ اور شیخ مینا کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

”مینا“، ایسا ہی لفظ ہے جیسے ”میاں“
لقب کی وجہ تسمیہ: کسی کو عزت اور پیار سے پکارتے ہیں تو
”میاں“ کہہ کر پکارتے ہیں۔ شیخ قوام الدین کے لڑکے کا نام شیخ محمد تھا، ان
کو عرف عام میں شیخ مینا کہتے تھے۔ وہ دنیاوی جاہ منصب کے ترہیں ہوئے
اور اپنے والد کی مرضی کے خلاف شاہی دربار میں منسلک ہو گئے۔ اعزاز اور جاہ و
منصب تو ان کو حاصل ہو گیا لیکن ان کے والد ان سے خفا ہو گئے۔ تعلقات
اس قدر کشیدہ ہوئے کہ ان کے والد نے ان سے تعلقات منقطع کر لئے۔ انہوں نے
اپنے والد بزرگوار کو راضی کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن ناکامیاب رہے
آخر کار انہوں نے خور والد کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا۔ والد سے

معانی مانگنے کے خیال سے وہ وطن روانہ ہوئے کسی نے ان کے آنے کی اطلاع شیخ قوام الدین کو بھی دی۔ یہ سن کر شیخ قوام الدین بہت خفا ہوئے اور غصہ کی حالت میں فرمایا کہ: "میں نہیں چاہتا کہ وہ نابرخودا میرے سامنے آئے" ان کا یہ فرمانا تھا کہ ان کے لڑکے شیخ محمد بن کو شیخ مینا کے لقب سے پکارا جاتا تھا بیمار ہوئے اور راہی ملک و بقا ہوئے۔

ان کے انتقال کے بعد شیخ قوام الدین نے اپنے ایک خاص خادم شیخ قطب الدین سے اپنی خواہش ظاہر کی کہ:

"میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو، اور اس کا نام محمد مینا ہو اور فرزندوں کی جگہ نعم البدل کا حکم رکھتا ہو"

چنانچہ جب پیدا ہوئے تو آپ کا نام شیخ محمد رکھا گیا، اور آپ شیخ مینا کے لقب سے پکارے جانے لگے۔

پرورش: آپ نے شیخ قوام الدین کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ لہ بیعت و خلافت: آپ حضرت شیخ سارنگ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ لہ وفات: آپ نے ۸۷۰ھ میں وفات پائی۔ مزار پر انوار کھنڈوں میں واقع ہے۔ حضرت شیخ سعد الدین خیر آبادی آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔ خلیفہ: انہوں نے آپ کے حالات ملفوظات جمع کئے ہیں۔

سیرت: آپ کھنڈوں کے صاحب ولایت ہیں۔ آپ ترک و تجرید میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے آپ دنیا اور دنیاوی معاملات سے الگ رہتے تھے۔ آپ عبادت، ریاضت، اور مجاہدہ میں حقیقی خوشی پاتے تھے۔ حسب ذیل رباعی اکثر پڑھا کرتے تھے:-

ہر کہ مارا یار بنو دایزد اور ایار باد ہر کہ مارا سنج وادہ را عشق بسیار باد
ہر کہ اندر راہ ماخار نہد از دشمنی ہر گئے کرباغ عمرش بشگفت خار باد
آپرات کو دیوار پر بیٹھ کر عبادت میں مشغول رہتے تھے تاکہ اگر نیند آئے تو

دیوار پر سے نیچے گر پڑیں۔ آنکھ کھل جائے اور پھر عبادت میں مشغول ہوں۔ اگر زمین پر بیٹھ کر عبادت کرتے تو اپنے چاروں طرف کانٹے رکھ لیتے تھے تاکہ اگر نیند کے غلبہ سے گریں، تو کانٹوں پر گریں اور پھر ہوشیار ہو جائیں۔ جاڑے کے موسم میں اپنے کپڑوں کو پانی سے تر کر کے خانقاہ کے صحن میں بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہوتے تھے۔ لہ

اگر صوفی اپنی خواہش کی مطابقت کرتا ہے تو عاشاد کلاؤہ صوفی اقوال : نہیں ہو سکتا۔ راہ دین احمدی کا رہن ہے۔

وضو کر کے کھایا جانے والا طعام تسبیح کرتا اور رگوں میں نور بن کر دوڑتا ہے آپ ماورزا ورنی تھے۔ پانچ سال کی عمر میں آپ کو مکتب کرامات : میں داخل کرایا گیا۔ آپ کے استاد نے آپ سے الف پڑھنے کو کہا، آپ نے کہا ”الف“ پھر آپ کے استاد نے کہا ”کہو، ب“ آپ نے انکار کیا جب استاد نے دوبارہ کہا تو آپ نے جواب دیا کہ ”الف پڑھ لیا ہے یہی کافی ہے۔ ب کی کوئی ضرورت نہیں“

آپ نے الف کے اتنے معنی، حقائق، مضمرات و متعلقات بیان کئے کہ آپ کے استاد اور حاضرین کو سخت تعجب ہوا۔

باب ۳۵

حضرت شاہ عالم

حضرت شاہ عالم سے عالم کی زینت ہے۔

خاندانی حالات : آپ مخدوم جہاںیاں جہاں گشت کے
حضرت سید جلال الدین بخاری کے
پر پوتے ہیں۔

والد : آپ کے والد کا نام سید برہان الدین ہے جو قطب عالم
کے لقب سے مشہور ہیں۔
نام : آپ کا نام شاہ منجم ہے۔
لقب : آپ کا لقب شاہ عالم ہے۔

بیعت و خلافت : آپ اپنے والد حضرت قطب عالم کے مرید اور خلیفہ
ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ احمد کھٹو سے بھی فیض
پایا تھا، اور نعمت سے مالا مال ہوئے تھے۔

وفات : آپ ۸۸۰ھ میں جواری رحمت میں داخل ہوئے یہ مزار احمد آباد میں ہے۔
سیرت : آپ استغراق میں محو رہتے تھے۔ اکثر قیمتی لباس زیب تن فرماتے تھے۔ آپ اپنے
لوگوں سے چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔ مشرب آپ کا لامتیہ تھا۔ آپ صاحب
کرامت بزرگ تھے۔

باب ۳۶

حضرت شیخ سعد الدین خیر آبادی

حضرت شیخ سعد الدین ترک و تجرید میں یگانہ روزگار تھے۔
آپ کو نحو و صرف، فقہ، حدیث اور تفسیر میں دستگاہ حاصل
تعلیم : تھی۔ علم ظاہر بہت محنت سے حاصل کیا۔ آپ مولانا اعظم
کے شاگرد تھے جن کا مشہور علماء میں شمار تھا۔ آپ نے ”عوارف المعارف“
ان سے پڑھی۔ حضرت شاہ مینا سے اکثر عرض کیا کرتے تھے کہ :
”حضرت مخدوم کو معلوم ہے کہ اس کتاب کے الفاظ کی تصحیح کے
لئے طبع بندہ کافی ہے اور معانی کا سمجھنا خود ان کے احوال شریف کا خاصہ
ہے۔ اب ملاؤں سے پڑھنا کس لئے۔“
حضرت شاہ مینا نے فرمایا :

”بابا! دیانت نہیں ہے کہ علم کے باوجود ترک تعلیم کریں اور اپنے
علم پر اکتفا کریں۔“

بیعت و خلافت : آپ حضرت شاہ مینا کے مرید اور خلیفہ ہیں۔
وفات : آپ نے ۸۸۲ھ میں رحلت فرمائی۔ مزار خیر آباد میں ہے۔

مریدین : آپ کے خاص خاص مریدین حسب ذیل ہیں :

شیخ صفی، شیخ مبارک ندوی، شیخ اللہ دیاخیر آبادی۔

سیرت : آپ جامع کمال شریعت و طریقت تھے اور علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں

آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں :

شرح مصباح، کافیہ، حاشیہ۔ بزودی

آپ نے رسالہ مکیہ پر ایک شرح لکھی ہے جس کا نام ”مجمع السلوک“

ہے اس میں اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ مینا کے حالات و ملفوظات بھی قلم بند کئے ہیں۔

باب ۳۷

حضرت شیخ حسام الدین مانکیپوری

حضرت شیخ حسام الدین مانکیپوری مشائخ کبار میں ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کے دادا حضرت مولانا جلال الدین مانکیپوری ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ وہ حضرت شیخ محمد سے بیعت تھے۔ لہ حضرت شیخ محمد کو حضرت نظام الدین اولیاء کا خلیفہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔ آپ شب بیدار تھے۔ رات عبادت میں گزارتے تھے۔ ہر روز آکٹالیس مرتبہ سورۃ یسین پڑھنا آپ کا معمول تھا۔ قرآن شریف لکھ کر گزارہ کرتے تھے۔

والد : آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا خواجہ زاہد اور متقی تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے یہاں تین روز کا فاقہ تھا۔ ایک شخص نے نذرانہ پیش کیا۔ آپ نے واپس کر دیا۔ گھر والوں کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ آپ خاموش رہے۔ ملک عین الدین مانکیپوری نے آپ کو اسی قدر نذرانہ بھیجا جتنا کہ وہ شخص لایا تھا۔ آپ نے وہ نذرانہ قبول کیا اور اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ خدا شکر ہے جس نے پاک پیسہ دیا۔

لہ اخبار الاخیار (ارو ترجمہ) ص ۳۶۷

تعلیم و تربیت : آپ نے علوم ظاہری کے اکتساب میں بہت محنت حاصل کی۔

بیعت و خلافت : آپ حضرت شیخ نور الدین قطب عالم کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

وفات : آپ نے ۸۸۲ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک مانپور میں ہے۔ آپ زہد و تقویٰ، قناعت و توکل، علم و بردباری میں اپنی سیرت : مثال آپ تھے۔ جامع علم شریعت و طریقت تھے۔

تعلیمات ، آداب مریدی : آپ فرماتے ہیں کہ : لہ
 ”مرید کو ارادت کے بعد پرانے حریفوں کے ساتھ نشست و برخاست نہیں کرنی چاہئے کیونکہ وہ اس کو راستے سے بہکا دیں گے اور اس کے کام میں خلل آئے گا اور دلہیز میں نہ بیٹھے۔ کیونکہ شیطان صفت لوگ آکر اس کو راستے سے بہکا دیں گے۔“
 آپ فرماتے ہیں کہ : لہ

مرید و سپرد : ”مرید سپردوں سے ایسی مشابہت رکھتے ہیں، جیسے کپڑے میں پیوند۔ مگر صادق حقیقی مرید جو پیر کے کہنے پر چلتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے سفید کپڑے میں سفید پیوند کہ کپڑا دھونے سے بھی وصل جاتا ہے اور سفید ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی جو فیض کہ پیر کو پہنچتا ہے اور بر خورداری بھی حاصل کرتا ہے، اور جو شخص کہ پیر کے کہنے پر چلے وہ رسمی مرید ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے سفید کپڑے میں سیاہ پیوند۔ اگرچہ اس کو فیض پہنچتا ہے مگر اس کو اس فیض سے چنداں نفع نہیں ہوتا اور بر خورداری بھی کم ہو جاتی ہے۔“

”رسمی مریدوں کے حق میں یہ بات ہے کہ اگر وہ نیک ہیں تو ان کی وجہ سے جانے جائیں گے اور اگر بد ہیں تو ان کے طفیل ان کو بخش دیں گے“

لہ ، لہ رفیق العارفین۔

یہ دولت کم نہیں ہے۔ بہر حال پیر ضرور ہونا چاہتے
اقوال : سالک ذکر کرنے سے عاشق ہوتا ہے اور فکر کرنے سے
 عارف۔

- فیض الہی ناگاہ پہنچتا ہے، لیکن دل آگاہ پر پہنچتا ہے۔ پس سالک
 کہ منتظر رہے کہ پرودہ خیب سے کیا کشتو دہوتی ہے۔
- فراق کہاں ہے، یا وہ خود ہے، یا اس کا نور ہے یا اس کے نور کا
 پر نور ہے۔
- اگر کوئی مقام قطبیت میں پہنچے تو بھی قرآن شریف کی تلاوت
 ترک نہ کرے کم از کم ایک سیپارہ ہر روز پڑھے۔
- درویش کے پاس چار چیزیں ہونی چاہئیں۔ دو ثابت اور دو شکستہ
 دین اور یقین ثابت ہونا چاہئے اور پیر اور دل شکستہ
 طمع مرض ہے۔ سوال کرنا سکرات ہے اور انکار کرنا موت ہے۔
- دنیا سایہ کے مانند ہے اور آخرت آفتاب کے مانند ہے۔ اگر کوئی
 سائے کی طرف جاتے تو اس کو ہرگز نہیں پکڑا سکتا اور جب کوئی
 آفتاب کی طرف جاتے گا تو سایہ خود بہ خود اس کے ساتھ ہو جائے گا۔
- اتنے شیریں نہ بنو کہ مکیاں چاٹنے لگیں۔

● سب لوگوں سے آہستہ رہو مگر کسی سے آہستہ نہ ہو۔

کرامات : ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کے یہاں فاقہ تھا۔ آپ کا
 ایک بچہ بھوک سے تنگ آکر آپ کے پاس آکر رونے لگا
 بچے کے رونے سے آپ کے دل کو کھٹیس لگی۔ آپ کی زبان سے بے اختیار
 نکلا کہ: ع

اے عجاپوں توئی، ہجو منی راز بس
 ابھی کچھ دیر نہ ہوتی تھی کہ ایک شخص خدمت میں حاضر ہوا اور کھانا پیش کیا
 ایک اور شخص نے ایک من اُرد کی وال آپ کو پیش کی۔ آپ کو افسوس ہوا
 کہ اتنی سی بات کے لئے آپ کی زبان سے ایسا کلمہ کیوں نکلا۔

بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ میں نمایاں تبدیلی ہوئی
آپ کو بہت کتابوں کے متن یاد تھے وہ سب بھول گئے۔ مریدی کے بعد
آپ کو ایسا علم حاصل ہوا کہ جس سے ہر چیز بخوبی سمجھ میں آتی تھی۔ آپ فرمانے
ہیں کہ:

”اگر کوئی چاہے تو ہمایہ کو سلوک میں لکھ دوں۔“

آپ ہر روز بلا ناغہ پندرہ سیپارے پڑھتے تھے۔ ایک دن آپ نے
سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ:

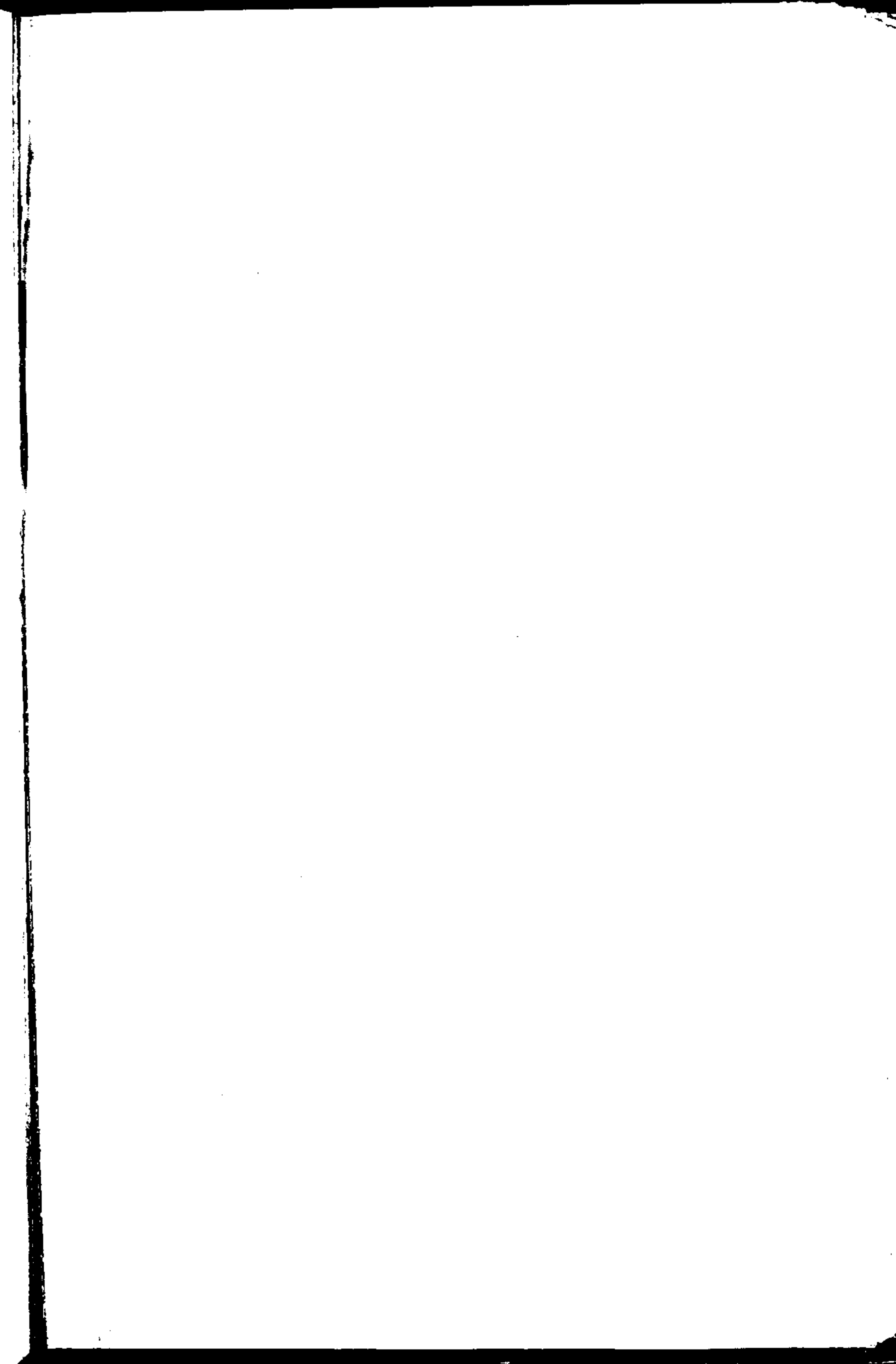
”خوب پڑھتے ہو، جیسا کہ پڑھنا چاہئے ویسے ہی پڑھتے ہو۔“

باب ۳۸

حضرت شیخ درویش محمد

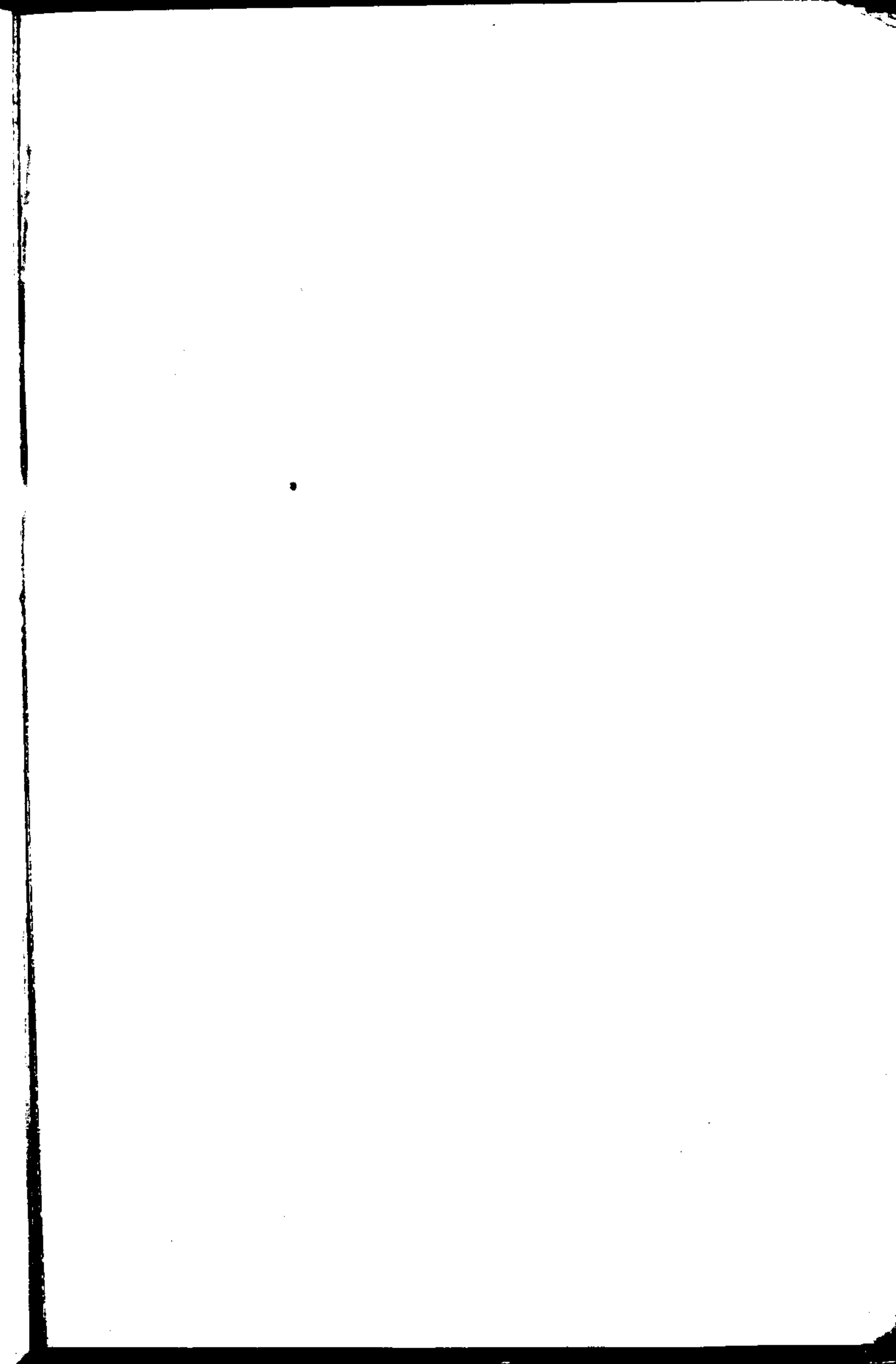
حضرت شیخ درویش محمد کے والد ماجد کا نام شیخ قاسم ہے۔
بیعت و خلافت : آپ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت شیخ
فتح اللہ اودھی سے بیعت تھے اور ان
سے خلافت پائی۔ اور سلسلہ چشتیہ جہانویہ و قادریہ و سہروردیہ میں آپ
حضرت سید بڑہن بہراچی سے بیعت تھے اور ان کے خلیفہ بھی تھے۔
وفات : آپ نے ۱۶، محرم ۸۹۶ھ کو وفات پائی۔ آپ کا
مزار فیض آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

لہ سالک السالکین (جلد دوم) ص ۲۵



چشم بند و گوش بند و لب به بند
گر نه بینی سیرِ حق بر من بخند

حصه پنجم
۴۰



باب ۳۹

حضرت خواجہ حسین ناگوری

حضرت خواجہ حسین ناگوری جامع علوم معنوی و صوری ہیں۔

خاندانی حالات : آپ حضرت حمید الدین ناگوری اور حضرت شیخ وحید الدین کی اولاد سے ہیں۔

بیعت و خلافت : آپ حضرت شیخ کبیر کے مرید اور خلیفہ ہیں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں ایک عرصے تک گجرات میں رہے۔ پھر اپنے وطن ناگور واپس ہوئے۔

اجمیر میں آمد : آپ اجمیر آئے اور دربار خواجہ عزیز نواز میں مدتوں حاضر رہے۔ خواجہ عزیز نواز کے مزار مبارک کی خدمت میں مشغول رہے۔ عبادت و مجاہدات کرتے رہے۔

واپسی : خواجہ عزیز نواز کا حکم پا کر آپ اپنے وطن تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر تعلیم و تلقین میں مشغول رہے۔

ساز و سامان : آپ کے پاس جو جامدات تھیں یعنی مکان کنواں اور باغ وہ آپ نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر وقف کر دی تھی۔

آپ کے پاس ایک چکر اٹھا، جو آپ کی سواری کے کام آتا تھا۔ اس چکرے کو خود ہی ہانکتے تھے اور بیلوں کو جو اس میں جوتے جاتے تھے خود ہی چرانے لے جاتے تھے۔

منڈو کے بادشاہ سلطان غیاث الدین غلامی نے آپ کو کسی مرتبہ بلایا لیکن آپ تشریف نہیں لے گئے۔ سلطان غیاث الدین غلامی کے پاس سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا موتے مبارک کہیں سے آیا۔ سلطان نے آپ کو خبر کرائی۔ آپ منڈو تشریف لے گئے اور موتے مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ آپ کے دیکھتے ہی موتے مبارک آپ کے ہاتھ میں آگیا۔

سلطان غیاث الدین غلامی نے آپ کی آمد اپنے لئے باعث خیر و برکت سمجھی وہ آپ کو اپنے والد کی قبر پر لے گیا۔ آپ نے اس کے عرض کرنے پر اس کیلئے دعائے مغفرت کی۔ سلطان غیاث الدین غلامی نے آپ کو نذرانہ اور تحائف پیش کئے آپ نے نذرانہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کے لڑکے کے دل میں خیال آیا کہ اگر نذرانہ و تحائف قبول کر لیں تو کیا اچھا ہو۔ یہ بات آپ کو کشف سے معلوم ہوئی۔ آپ نے اپنے لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”

”یہ سانپ ہیں، سانپ کو بھی کسی نے پالا ہے“

آپ نے جب یہ دیکھا کہ صاحبزادے کی دلی خواہش ہے کہ نذرانہ قبول کیا جائے تو آپ نے اپنے صاحبزادے کو تاکید فرمائی۔

”اگر اس میں سے کچھ لے کر حضرت خواجہ بزرگ اور اپنے دادا کے

روضہ کو بناؤ تو لے لو، کیونکہ اس باب میں اپنے پیر شیخ کبیر سے سنا ہے کہ

تھارے ہاتھ زر گئے گا میں کو تم اپنے مشائخ کے لوضوں پر صرف کرو گے“

چنانچہ نذرانہ قبول کیا گیا اور حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت صوفی عمید الدین ناگوری کے مزارات پر وہ رقم منسرج کر دی۔

وفات آپ نے سال ۱۹۰۰ء میں وفات پائی۔ مزار ناگور میں ہے۔
 خلیفہ حضرت شیخ احمد شیبانی آپ کے خلیفہ ہیں
 آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت
 سیرت تھی۔ عشق رسول میں آپ فنا تھے۔ آپ زہد و تقویٰ، ذوق و شوق
 عشق و محبت، اور علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔
 آپ کی یوشاک بہت معمولی ہوتی تھی۔
 آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں، آپ کے مکتوبات مشہور ہیں آپ کی مشہور
 کتابیں حسب ذیل ہیں:
 نور البنی۔ آپ نے قسم ثالثہ مناقب پر بھی شرح قلم بند کی ہے۔ اس کے
 علاوہ آپ نے سوانح شیخ احمد غزالی پر بھی شرح تحریر کی ہے۔

باب

حضرت شاہ کمال کتھلی

حضرت شاہ کمال کتھلی مقتدائے راہِ دین ہیں۔

خاندانی حالات : آپ بغداد کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں
والد : آپ کے والد ماجد کا نام سید محمد عمر ہے۔ وہ حافظ بھی تھے اور حاجی بھی تھے
وہ کامیاب طبیب ہونے کے علاوہ ایک عالم بھی تھے۔
ولادت : آپ نے، شوال ۸۳۵ھ کو اس عالم کو زینت بخشی۔
نام : آپ کا نام کمال ہے۔

القاب : آپ کے القاب ”سلب احوال“ اور ”لال ریال“ ہیں
پیشینگوئی : حضرت فضیل قادری آپ کے یہاں تشریف لائے۔ آپ کو دیکھ کر
بہت خوش ہوئے اور آپ کے والد سے آپ کے متعلق فرمایا کہ:

ہادی کامل و ولی عادل تمہیں ودیعت ہوا ہے۔ اس کی تربیت صحیح طور پر
کیجئے کیونکہ یہ بچہ اولیاء کے زمرے میں مراتب عالیہ پر فائز ہوگا۔ اس کی پروا سردرہ المنتہی
نمک ہوگی۔ اس کا علم وسیع ہوگا، اور عمر دراز ہوگی۔

ابتدائی زندگی : بچپن ہی سے آپ میں ترک و تجرید کے آثار نمایاں تھے اور بچوں کی
طرح کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے تھے جنگلوں میں گھومنا پھرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا کھانا پینا بھی
بھلانے نام تھا اگر مل جاتا تو کھا لیتے۔ روزہ نہیں۔ بچپن ہی سے آپ حالت جذب میں رہتے تھے

ایک واقعہ: ایک روز جب کہ آپ حسب معمول گھر سے فاتح تھے۔ آپ کے والد ماجد آپ کی تلاش کے لئے نکلے۔ ایک جگہ میں پہنچ کر دیکھا کہ آپ ایک پیر کے پیچھے مراتب میں بیٹھے ہیں۔ آپ کو اسی حالت میں روحانی ثروت کے ذریعے معلوم ہوا کہ آپ کے والد ماجد وہاں تشریف لائے ہیں۔ آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے والد ماجد آپ کے پیچھے پھرتے۔ آپ تھوڑی دُور چل کر فاتح ہو گئے۔

آپ کے والد نے گھر آ کر یہ واقعہ بیان کیا

بیعت و خلافت: آپ کے والد نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر بخوبی اندازہ لگایا کہ آپ کی تعلیم و تربیت ان کے بس کی نہیں۔ انہوں نے آپ کو فضیل قادری کے سپرد فرمایا۔ آپ کی تعلیم و تربیت فضیل قادری کے زیر نگرانی ہوئی۔ آپ بہت جلد علوم ظاہری کی تکمیل و تحصیل سے فارغ ہوئے۔

تعلیم و تربیت: آپ نے فضیل قادری کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ اور انہیں سے خرقہ خلافت پایا۔ آپ نے سلوک کے تمام مدارج طے کئے۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں کوئی کسر اٹھا کر نہیں رکھی۔

پیر و مرشد کی ہدایت: آپ کے پیر و مرشد نے آپ کے روحانی کمالات سے خوش ہو کر آپ کو ہندوستان کی ولایت عطا فرمائی کہ ہندوستان جا کر تادمِ آخر مرشد و ہدایت میں مشغول رہیں۔

سیر و سیاحت: بغداد سے روانہ ہو کر آپ نے عراق، ایران، مشہد، نجف اشرف تبریز، اصفہان کی سیر و سیاحت فرمائی۔ بہت سے کامل درویشوں سے ملے اور ان کے فیضِ باطنی سے مستفید ہوئے۔

ہندوستان میں آمد: سیر و سیاحت فرماتے ہوئے آپ ہندوستان پہنچے۔ ٹھٹھہ میں پہنچ کر ایک سال قیام فرمایا۔ وہاں مٹلا سید محمد مدرس کو بیعت کیا اور حشرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ٹھٹھہ سے آپ ملتان تشریف لے گئے۔ وہاں حمید خاں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ ملتان سے آپ لدھیانہ میں رونق افروز ہوئے۔ لدھیانہ سے آپ پاتل (سرہند کے قریب) تشریف لے گئے۔

کیتھلی میں قیام : پائل سے آپ کیتھلی تشریف لے گئے اور کیتھلی کو اپنی رشد
 کی پانسوپالکیاں نکلا کرتی تھیں۔ مفتی طرح طرح سے آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے
 بہت سے لوگ مفتیوں کے بہکانے سے آپ کے مخالف ہو گئے۔ وہ طرح طرح سے آپ کو اذیت پہنچانے لگے۔
 مفتی اپنی فتنہ پردازیوں سے باز نہ آئے۔ ایک دن آپ کو غصہ ہی آ گیا اور
 آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے۔

”مفتیان کی جڑ اللہ شدہ کمال نے پٹی“

اس کے بعد سے مفتیوں کا اقتدار گونا گونا شروع ہوا۔ یہاں تک رفتہ رفتہ
 وہ سب نیست و نابود ہو گئے۔

آپ کیتھلی میں بلا روک ٹوک رشد و ہدایت فرماتے۔ لوگ آپ کی خدمت
 میں حاضر ہوتے۔ آپ کا حلقہ ارادت روز بروز بڑھتا گیا۔

شاہی اور اولاد : آپ کے تینوں صاحبزادے حضرت شاہ عماد الدین۔ حضرت
 شاہ موسیٰ ابوالکرام اور حضرت نور الدین صاحب کشف و کرامات تھے۔ ریاضت
 مجاہدہ اور تزکیہ نفس میں بے نظیر تھے۔

وفات : آپ کو شغلِ مینت سے کافی دلچسپی تھی۔ اسی شغل میں کئی کئی مہینے گزر
 جاتے تھے۔ آپ اپنے حجرے سے چھ مہینے باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔ ایک
 مرتبہ آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ عماد الدین آپ کے حجرے کی طرف سے گزرے

آنہوں نے دروازے میں سے جھانک کر دیکھا کہ آپ بے حس و حرکت لیٹے ہیں۔
 دروازہ اتارا گیا۔ قریب جا کر جب آپ کو دیکھا تو مردہ پایا۔ نبض مائب تھی۔

خُٹل دیتے وقت آپ نے حرکت کی اور غسل سے فرمایا کہ ”ہمارے مرنے
 کی خبر تمام شہر میں پھیل گئی ہے“

غسل نے جواب دیا کہ جی ایسا ہی ہے۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا : ”اچھا ہم جاتے ہیں“

یہ کہا اور جان شیریں جاں آفریں کے سپرد فرمائی یہ اس طرح آپ کی وفات
۱۹ جمادی الثانی ۱۲۱۰ھ کو واقع ہوئی یہ

آپ کا مزار مبارک کیتھلی میں مرجع خاص و عام ہے۔
خلفاء: آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں۔

علامہ مدرس۔ شاہ سکندر۔ شاہ موسیٰ ابوالکلام۔ شیخ جلال الدین

کھکھہ ملتانی۔ شاہ یوسف غوث بھکری۔ شیخ عبدالرحمن سرہندی

محمد خاں تاشقندی۔ شاہ ہاشم بنو توی۔ خواجہ امان اللہ حسینی۔

شیخ مودود قادری۔ خواجہ فتح علی خاں۔ خواجہ مین الدین کلانوری

خواجہ اسحاق۔ بادا سیتل پوری۔ شیخ عبدالاحد

سیرت پاک: آپ کو حضرت غوث الاعظم میران محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رح کی
روح پر فتوح سے براہ راست اویسی طریقے سے فیض حاصل تھا۔ کئی بزرگ ہستیوں نے
آپ سے جلا و بقا پائی جس میں حضرت عبدالاحد، حضرت شاہ ہاشم بنو توی۔ حضرت شیخ
ظاہر بندگی اور بادا سیتل پوری قابل ذکر ہیں۔

آپ کی ذات ستودہ صفات کے ذریعہ سے سلسلہ قادریہ کو کافی فروغ و عروج حاصل ہوا
آپ کی شخصیت، عظمت اور بزرگی کا اندازہ حضرت مجدد الف ثانی کے ان الفاظ
سے بخوبی ہوتا ہے یہ

”ہم کو جب خاندان قادریہ کے مشائخ کا کشف ہوتا ہے تو بعد حضرت

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے شاہ صاحب جیسا کوئی بزرگ نظر نہیں آتا“

آپ صاحب کرامت اور صاحب تصرف بزرگوں میں سے تھے ”جن کی نظر

اولیائے متقدمین میں بھی کم نظر آتی ہے“

آپ کی قدر و منزلت سے کوئی انکار کی جرات نہیں کر سکتا۔ آپ کیتھلی کے

صاحب ولایت تھے۔ آپ کا شمار کاملین اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف

ثانی فرماتے ہیں: یہ

۱۔ گلزار الخوارق ۲۔ جواہر مجددیہ ۳۔ جواہر مجددیہ ص ۳۰۰۔ ۴۔ مبداء و معاد (اردو ترجمہ ص ۳۰۰)

”مجھے نسبتِ فردینہ جس سے عروجِ آخر مخصوص ہے اپنے والد ماجد شیخ
 عبدالعالم زین العابدین سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک بزرگ حضرت
 شاہ کھلیل قادری قدس سرہ سے جس کو جذبہ قوی حاصل تھا اور خوارق
 ِ مادات میں شہرہ آفاق تھے ہاتھ آئی“

آپ کو جلالِ بہت تھا۔ کوئی صاحبِ ولایت کیتھل کے قریب بغیر آپ کی اجازت
 کے نہیں آسکتا تھا اگر کوئی ہمت کرتا تو آپ اس کی ساری صلاحیتیں سلب کر لیتے تھے آپ
 نے اپنے بڑے صاحبزادے شاہ عماد الدین کی صلاحیتیں ان سے کرامت سرزد ہونے پر
 سلب کر لیں۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادے نور الدین سے جب کرامت سرزد ہوئی تو آپ
 نے اُن کے سینے پر اپنا ہاتھ پھیرا ہاتھ پھیرنا تھا کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔

آپ اتباعِ سنتِ نبوی کے سخت پابند تھے۔ کوئی کام شرع شریف کے خلاف
 نہیں کرتے تھے۔ آپ تمام روحانی اور اخلاقی خوبیوں سے آراستہ تھے ریاضت اور مجاہدہ میں
 فقید المثال اور عبادت اور فقر میں بی نظیر تھے۔ فقر و غنا کا دامن کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑتے
 تھے۔ آپ سُرخ رنگ کا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ کبھی کبھی آپ فوجی طرز
 کا لباس بھی پہنتے تھے۔

ارشادات : آپ فرماتے ہیں :

”سالک مثل میت ہے، اور یہ غسل کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ
 ٹھنڈے پانی سے غسل لے یا گرم سے۔ میت کو کوئی حق نہیں کہ
 وہ غسل کے سامنے لب کشائی کرے“

کشف و کرامات : ایک ہندو فقیر اپنی آنتوں کو نکال کر کیتھل کے تالاب کے کنارے
 صاف کرایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ یہ دیکھ کر مسکرائے اور
 واپس تشریف لے آئے۔ آپ کے آنے کے بعد جب باواسیٹل پوری نے اپنی
 آنتوں کو اندر رکھنا چاہا تو وہ ٹھیک نہیں بیٹھیں۔ وہ پریشان ہوئے۔ آپ کے پاس
 آکر اپنی پریشانی کی وجہ ظاہر کی یہ

آپ نے ان کو توجہ دی۔ اُن کا سینہ عشقِ الہی کا گنجدہ ہو گیا۔ ظلمت دور

ہوئی عجایب اٹھ گئے۔ وہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ آپ نے
اُن کو کلاہ دے کر سرفراز فرمایا۔

ایک روز باواسیتل پوری آپ کے یہاں گئے۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادے کو
پشمرودہ، ناتواں اور کم زور دیکھ کر اُن سے وجہ پوچھی۔ بوجہ کم عمری وہ وجہ نہ بھپاسکے۔
اُنھوں نے صاف صاف بتا دیا کہ کئی دن کھانا کھائے ہو گئے ہیں۔ باواسیتل پوری یہ سن کر
بے چین ہو گئے۔ فوراً واپس گئے اور ایک پارس پتھر لے کر واپس آئے۔ پارس پتھر پیش
کرتے ہوئے اُنھوں نے عرض کیا کہ اس سے اگر لوہے کو مس کیا جائے لوہا سونا بن جاتا ہے۔
کچھ دنوں کے بعد جو باواسیتل پوری پھر در دولت پر حاضر ہوئے تو وہی حالت
دیکھ کر حیران ہوئے کہ سنگ پارس کے ہوتے ہوئے یہ افلاس، یہ غربت اور یہ ناداری
اتنے میں آپ تشریف لائے اور باواسیتل پوری سے فرمایا کہ آؤ باہر چلیں۔ دونوں کچھ
دور گئے ایک مقام پر پہنچ کر آپ نے استنجا کیا۔ استنجا کر کے ڈیلا زمین پر زور سے لے مارا
جہاں ڈیلا گرا وہ زمین سونے کی ہو گئی۔

آپ نے باواسیتل پوری سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جتنا چاہو بلا تکلف اٹھا لو پھر
فاقہ کشی کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ مناقہ کشی کی اصل وجہ یہ ہے کہ سنتِ رسول
ادا کر رہا ہوں۔

بعد ازاں باواسیتل پوری کا پیش کردہ سنگ پارس دریا میں ڈلوادیا۔

باب ۴۱ حضرت شیخ بہار الدین

حضرت شیخ بہار الدین قادری سلسلہ کے ممتاز بزرگ تھے۔ شطاری
 مشرب کی پیروی کرتے تھے
 والد : آپ کے والد کا نام ابراہیم تھا۔ وہ عطار اللہ انصاری کے
 صاحبزادے تھے یہ
 وطن : آپ کا وطن قصبہ جنید تھا۔
 بیعت و خلافت : آپ قادری سلسلہ میں بیعت تھے۔ سلسلہ قادریہ سے جو آپ
 نسبت حاصل تھی۔ آپ اس پر فخر کرتے تھے۔ اپنی نسبت کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔
 "تلقین کی شیخ السموات والارض، شیخ محی الدین عبدالقادر الجبلی نے اپنے
 بیٹے شیخ عبدالرزاق کو اور تلقین کی، شیخ عبدالرزاق نے شیوخاً شیخ
 میرے شیخ و مرشد تید احمد الجبلی القادری الشافعی تک اور میرے شیخ نے
 تلقین کئے۔ مجھ کو تمام اذکار، اور پہنایا مجھ کو خرقہ قادریہ حرم شریف
 میں کعبہ کے پاس اور اجازت دی مجھ کو مطلقہ کہ اجازت دوں میں
 اس کو جو مجھ سے اجازت مانگے اور تلقین کروں اور پہنوں خرقہ اس

لے اخبار الاخبار (اردو ترجمہ) ص ۴۰

کو جو مجھ سے تلقین چاہے۔“

وفات : آپ کا ۱۲۱ھ میں وصال ہوا۔

سیرت : آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کو خوشبو سونگھنے کا بڑا شوق تھا ایک عالم باعمل تھے۔ آپ نے شطاری مشرب پر کتاب لکھی ہے
تعلیمات : شطاری مشرب کے مضمرات و متعلقات کے متعلق آپ فرماتے ہیں :
” طریق شطاریہ کے اصول میں دس چیزیں ہیں۔

اول توبہ اور وہ سوائے خدا کے کل مطلوب سے خروج ہے۔

دوم زہد ہے دنیا اور اس کی محبت سے اور اس کے اسباب سے

اور اس کی شہوتوں سے تھوڑی ہوں یا بہت۔

سوم توکل اور وہ اسباب سے خروج ہے۔

چہارم قناعت اور وہ نفسانی شہوتوں سے نکلنا ہے۔

پنجم عزت اور وہ خلقت کی مخالفت سے گوشہ نشینی اور انقطاع

کے ساتھ نکلنا ہے۔ جیسے موت کے ساتھ ہوتا ہے۔

ششم حق کی طرف توجہ اور وہ خروج ہے ہر بلائے والے سے

جو بلائے غیر حق کی طرف جیسے موت کے ساتھ ہوتا ہے کہ نہ باقی رہتا

ہے۔ کوئی مطلوب اور نہ محبوب اور نہ مرغوب اور نہ مقصود سوائے

خدا کے۔

ہفتم صبر اور وہ نکلنا ہے، نفس کے خطوط سے مجاہد کے ساتھ۔

ہشتم رضا اور وہ نکلنا ہے نفس کی رضا سے خدا کی رضا میں داخل

ہونے کے ساتھ۔ احکام ازلیہ کی تسلیم اور تدبیر الہی کی طرف

تفویض کے ساتھ بغیر اعراض کے جیسے موت کے ساتھ ہوتا ہے۔

نہم ذکر اور وہ نکلنا ہے ماسوائے اللہ کے ذکر کے

دہم مراقبہ اور وہ نکلنا ہے اس کے وجود اور قوت سے جیسے

موت کے ساتھ ہوتا ہے۔

خدا تک پہنچنے کے طریقوں کے متعلق آپ اس طرح فرماتے ہیں: "خدا تک پہنچنے کے طریقے خلقت کے انفاس کے برابر کے طریقے ہیں لیکن اس میں سے تین طریقے مشہور و معروف ہیں۔

پہلا طریقہ اختیار کا ہے اور وہ صوم و صلوٰۃ و تلاوت قرآن و حج و جہاد ہے، اس راستے کے چلنے والے بہت مدت میں تھوڑا مقصود حاصل کرتے ہیں۔

دوسرا طریقہ اصحاب معابدات و ریاضت کا ہے، اور یہ اخلاقِ ذمیمہ کا بدل دینا نفس کا تزکیہ کرنا، دل کا تصفیہ اور روح کا تھلیہ ہے اس راستے سے پہنچنے والے اُس راستے سے پہنچنے والوں سے زیادہ ہیں۔

تیسرا طریقہ شطاریہ کا ہے۔ اس راستے سے پہنچنے والے ابتدا میں زیادہ ہیں اور راستوں کے چلنے والوں سے انتہا میں اور یہ اُن دونوں طریقوں سے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا زیادہ قریب راستہ ہے۔

باب ۲۲

حضرت شیخ احمد مجد شیبانی

حضرت شیخ احمد مجد و شیبانی زہد و تقویٰ میں لاثانی تھے۔
خاندانی حالات: آپ حضرت شیخ احمد مجد شیبانی کی اولاد سے ہیں۔
والد: آپ کے والد ماجد کا نام قاضی مجد الدین تھا جو قاضی تاج الانصل بن
شمس الدین شیبانی کے لڑکے تھے۔

پیدائش: آپ نازول میں پیدا ہوئے۔
سجائی: آپ کے چچا سجائی تھے۔ سب سے بڑے آپ تھے۔
تعلیم و تربیت: آپ کو کل علوم میں دستگاہ حاصل تھی۔ آپ کو مناظرہ کا بہت
شوق تھا۔ جب آپ طالب علم تھے اسی وقت سے آپ علماء کی صحبت میں رہتے
تھے اور ان سے بحث کرتے تھے۔ بادشاہوں اور امیروں کی مجلس میں جاتے اور
بے تکلف بحث کرتے۔ آپ کو عربی و فارسی میں تقریر کرنے کی خوب مہارت تھی۔
بیعت و خلافت: آپ حضرت خواجہ حسین ناگوری سے بیعت ہوئے اور خروستہ
خلافت سے سرفراز ہوئے۔

کایا پلٹ: مرید ہونے کے بعد آپ نے بحث و مباحثہ کرنا چھوڑ دیا۔ بادشاہوں اور
امیروں کی صحبت سے اجتناب کیا۔

اجمیر میں آمد: اٹھارہ سال کی عمر میں آپ اپنے وطن نارنول کو چھوڑ کر اجمیر آئے اور دربارِ خواجہ غریب نواز میں رہنے لگے۔ اجمیر میں ستر سال رہے یہ خواجہ غریب نواز کا روحانی اشارہ پا کر آپ نے اجمیر کے باشندوں کو اجمیر پر آنے والی مصیبت سے آگاہ کر دیا تھا، اور خود بھی اجمیر سے چلے گئے۔

واپسی: اجمیر سے آپ اپنے وطن نارنول تشریف لائے۔

بشارت: ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک مجذوب جس کا نام اللہ دین تھا آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہا: اللہ

”احمد! تجھ کو آسمان پر بلاتے ہیں۔ اپنے پیر کے پاس جا“

ادھر تو مجذوب کے فرمانے سے اور کچھ جو خواب آپ نے اس قسم کا دیکھا اس کی وجہ سے آپ ناگور تشریف لے گئے۔

وفات: اللہ اکبر کہتے ہوئے آپ نے ۲۵ صفر ۱۱۱۷ھ کو جان شیریں جان آفوس کے سپرد کی یہ مزار ناگور میں ہے۔

خلیفہ: ملا نارنولی آپ کے مرید ہیں۔ مولانا عبدالقادر آپ کے خلیفہ ہیں۔

سیرت: آپ عالم، زاہد، متقی پرہیزگار اور متدین تھے۔ دنیا اور اہل دنیا کی آپ کی نگاہ میں کوئی وقعت نہ تھی۔ عشقِ رسول میں سرشار تھے۔ خاندانِ سادات کی بید نظیم و مکریم کرتے تھے۔ مجذوبوں سے نہایت انکساری سے پیش آتے تھے۔ اپنی تعریف پسند نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی مرید آپ کی تعظیم و توقیر کرتا اور آپ کو عزت سے پکارتا تو آپ فرماتے:

”احمد موذی زیاں کار“

آپ معمولی قسم کے کپڑے زیب تن فرماتے تھے آپ کے پاس ایک خاص پشتک اور ایک دستار رہتی تھی۔ یہ خاص کپڑے عید اور جمعہ کی نماز کے موقع پر پہنتے تھے، یا اگر کوئی دنیا دار آتا تھا جب پہنتے تھے۔

سماع کا شوق تھا۔

ہمت و جرات: تلاشِ معاش کے سلسلہ میں آپ منڈو گئے۔ اس وقت آپ کی

۱۵ اخبار الانبیا (اردو ترجمہ) صفحہ ۴۵ اخبار الانبیا (اردو ترجمہ) صفحہ ۴۵ اخبار الانبیا (اردو ترجمہ) صفحہ ۴۵

غیر بہت کم تھی۔ شیخ محمود دہلوی نے جو شیخ الاسلام تھے، امام سے پہلے نماز میں نیت
باندھ لی۔ نماز ختم ہوئی۔ کسی نے کچھ نہیں کہا۔ آپ نے شیخ محمود دہلوی سے کہا کہ ان کی
نماز نہیں ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے امام سے پہلے نیت باندھی تھی۔

منڈوا کے بادشاہوں کے سامنے جب لوگ جاتے تھے تو جھک کر اور انگشت
شہادت کو زمین پر رکھ کر سلام کرتے تھے۔

آپ نے بادشاہ کو اس طرح سلام کیا، اور فرمایا کہ اس طرح سلام کرنا اسلامی
تعلیم کے خلاف ہے اور یہ طریقہ بدعت ہے۔ آپ جب بادشاہ کے سامنے گئے
سلام طیکم کہا اور اس کے برابر بیٹھ گئے۔

فرمان: آپ فرماتے ہیں: لے

”اہل دین کو اہل دنیا کے سامنے ذلیل نہ ہونا چاہئے کیوں کہ یہ لوگ ظاہر

بین ہیں۔“

کرامت: جس زمانے میں آپ کا اجمیر میں قیام تھا۔ آپ نے لوگوں کو آگاہ کر دیا
تھا کہ اجمیر پر مصیبت آنے والی ہے آپ بفرمان خواجہ غریب نواز اجمیر سے
باہر چلے گئے۔

باب ۲۳

حضرت خواجہ خانو

حضرت خواجہ خانو مشہور اولیاء میں سے ہیں۔

بیعت و خلافت : آپ حضرت خواجہ حسین ناگوری کے مرید ہیں۔ آپ نے حضرت شیخ اسماعیل شیخ حسین سرمست سے بھی خرقہ خلافت لیا۔

خواجہ بزرگ : آپ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رح سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور ان کی روح سے مستفید سے استفادہ و مستفیض تھے۔

وفات : آپ کی وفات ۹۴۰ھ میں ہوئی۔ یہ مزار پرانوار گوالیار میں ہے۔
خلفاء : آپ کے خلفاء حسب ذیل ہیں :

شیخ نظام ناروی۔ شیخ اسماعیل اور شیخ منور۔

سیرت : آپ کسی کی تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ

” میں بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں۔ ہر آنے جانے والے کی تعظیم

کے لئے قیام نہیں کر سکتا۔ بعض کے لئے خصوصیت سے قیام کرنا

حال فقراء کے لائق نہیں مجھ کو معذور رکھیں۔

۱۔ اخبار الاخبار و اردو ترجمہ ص ۴۵۶۔ ۲۔ اخبار الانبیاء اردو ترجمہ ص ۴۵۶

باب ۲۲

حضرت مولانا شیخ جمالی

حضرت مولانا شیخ جمال برہان ملت ہیں۔ گنج عزلت ہیں۔ بادشاہ عالم راز ہیں۔ رازدار جہاں نواز ہیں۔

نام اور تخلص : پہلے آپ کا نام حامد بن فضل اللہ تھا۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت مخدوم حضرت سمار الدین سہروردی نے آپ کا نام جمالی رکھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلے آپ کا نام جلال خاں تھا۔ لیکن اپنے پیر و مرشد کے حکم سے آپ نے اپنا جمال خاں رکھا۔ پہلے آپ کا تخلص جلالی تھا۔ پھر پیر و مرشد کے حکم سے آپ نے اپنا تخلص جمالی رکھا۔

تعلیم و تربیت : استعداد اور قابلیت فطری کے سبب عمدہ تعلیم و تربیت سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ نے علوم رسمی میں فضیلت حاصل کی۔

بیعت اور خلافت : علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے شمع عقیدت قلبی کو قندیلِ مرشد سے روشن و منور کیا۔ حضرت مخدوم سمار الدین سہروردی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، اور خلافتِ طریقت سے سرفراز ہوئے۔ پیر روشن ضمیر کی خدمت میں رہ کر عبادات، ریاضات اور مجاہدات کئے اور آحسن کار و درجہ کمال پہنچے۔ پیر و مرشد کو وضو کرانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ درو مال، طشت اور لوٹا، آپ اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ شہر سے باہر جا کر پیر و مرشد کے واسطے

لہ اشاہیر۔ صفحہ ۲۰۴۔ لکھ روختہ الاقطاب۔ صفحہ ۹۲۔

استنجنے کے ڈیلے ٹوکری میں بھر کر اور ٹوکری کو سر پر رکھ کر لاتے تھے۔
 آپ کے پیر و مرشد کو آپ سے بے حد انس تھا۔ آپ خود
 پیر و مرشد کی : فرماتے تھے :

اپنے سے محبت " حضرت مخدوم کو فقیر کے ساتھ از حد محبت تھی۔

جب میں بیعت اللہ کو گیا ہمیشہ میرے حق میں تہجد کے وقت یہ
 دعا سرایتے تھے :

اللَّهُمَّ اذْجَعِ الْجَمَالَيَ اِلَيْنَا سَالِبًا وَمَا اَوْزُرْنَا مَشَاهِدًا

جَمَالِيَهٗ وَتُوْرِيْنِي بِنُوْرِ لِقَابِيَهٗ بِرُحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

ترجمہ : اے خدا! اپنے پیارے جمالی کو میرے پاس صبح و سالم اور روزی کر مجھ کو
 اُس کے جمال کا دیکھنا اور روشن کر میری آنکھیں اُس کے نور و دیدار سے
 ساتھ رحمت اپنی کے۔ اے سب رحم والوں سے زیادہ رحم والے۔
 آپ فرماتے ہیں کہ :

" جب زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہو کر شرفِ اندوزِ ملازمت

ہوا بغل گیر ہوئے۔ پیار کیا اور فرمایا۔ میری برسوں کی دعا جو تہجد

کے وقت کیا کرتا تھا۔ فضلِ الہی سے مقرونِ باجابت ہوئی "۔

سیر و سیاحت : آپ نے حکمِ سیرونی الارض دنیا کی خوب سیر کی اور خداوند تعالیٰ

کی کارگیری اور اس کی صفات کو دیدہ حق میں سے خوب دیکھا۔ حرمین شریفین کی

زیارت سے مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر فیضانِ نبوی سے مستفیض و مستفید ہوئے

مقتان، یمن، مضر، بغداد، بیت المقدس، روم، شام، عراق، عرب و عجم، آذربایجان،

گیلان، ماژندران، خراسان۔ بہت سے ممالک کی سیر کی اور بہت سے اولیائے

کرام و پیرانِ عظام و شعرائے نامدار سے ملاقات کی یہ

مقتان میں آپ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی کے مزار پر نوار پر حاضر ہوئے

اور شیخ صدر الدین سے ملاقات کی۔ بہرات میں آپ حضرت شیخ صوفی، حضرت شیخ

عبدالعزیز جامی مولانا نور الدین جامی حضرت مولانا مسعود شروانی اور مولانا حسین سے

طے۔ بغداد میں آپ نے غوث الاعظم پیران پیر اور حضرت شیخ شہاب الدین ہروردی کے مزارات پر حاضر ہو کر دولتِ سرمدی حاصل کی۔

بہرات کا : جب آپ بہرات پہنچے، پریشان حال تھے۔ آپ کے جسم مبارک پر صرف ایک تہبند تھا۔ کوئی دوسرا کپڑا نہیں تھا۔ آپ حضرت جامی ایک واقعہ سے اسی حال میں ملنے گئے۔ سلام علیک کر کے حضرت جامی کے برابر جا بیٹھے۔ یہ بات حضرت جامی کو ناگوار گزری۔ انہوں نے آپ سے کہا۔

”میاں خرو تو چند فرق است“ اگدھے میں اور تجھ میں کیا فرق ہے

یہ سن کر آپ نے بالشت بیچ میں رکھ دی۔ حضرت جامی حیران ہوئے کہ یہ کون شخص ہے آپ نے پوچھا ”کیمتی“ (تم کون ہو؟) آپ کا کلام آپ کی زندگی میں وہاں مشہور ہو چکا تھا۔ حضرت جامی نے پوچھا :

”از سخنانِ جمالی چیزے یاد داری“ (کیا جمال کی کوئی چیز یاد ہے)

آپ نے حضرت جامی کو کچھ اشعار سنائے۔ پھر حضرت جامی نے آپ سے دریافت کیا۔ ”طبع شعرداری“ (تم بھی کچھ شعر کہتے ہو) آپ نے حسب حال شعر کہا :

مار از خاک کویت پیرا بن است بر تن آہنم ز آب ویدہ صد چاک تا بدامن
آپ نے یہ شعر پڑھا اور آپ کی آنکھوں سے ایک سیلاب اشک ڈال ہو گیا
حضرت جامی سمجھ گئے یہی جمالی ہیں۔ وہ اٹھ کر آپ سے بغل گیر ہوئے اور تعظیم و تکریم کی لیے حضرت جامی نے نہایت عزت کے ساتھ اپنا ہمان رکھا۔

سلطان سکندر لودی آپ کا معتقد تھا اور آپ سے انتہا درجے بادشاہوں : اُس رکھتا تھا۔ وہ خود شاعر تھا۔ اُس کا تخلص ”گلرخی“ تھا
سے تعلقات وہ آپ سے اصلاح لیا کرتا تھا۔ جب آپ عراق، شام اور عرب سے واپس دہلی تشریف لاتے اس وقت سکندری لودی سنہل میں تھا۔ جب اس کو آپ کے آنے کا علم ہوا، اُس نے ایک خط نظم میں لکھ کر آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ وہ خط حسب ذیل ہے :

لے دربار اکبری۔ مہ منتخب التواریخ۔ تاریخ فرشتہ

رقعہ منظرہ سلطان سکندر بن بہلول بنام آب و رنگ لالی بے مثال ۔

شیخ جمال دھلوی

آں محسن گنج لایزالی	وے سالک راہ دین جمالی
در گرد جہاں بے زدہ سیر	در منزل خود رسیدہ بالخیر
بوڈی تو مسافر زمانہ	اچھد کہ آمدی بجنانہ
در مکہ و در مدین گشتی	گوہر بوڈی خسریہ گشتی
اے شیخ جابر بس بزودی	بسیار مسافرت نمودی
بکشتائے بسوئے در گہم گام	تا دریابی ز گل رخی کام
چشم بجمال تو پیاں است	دل مرغ شمال در فغان است
من اسکندر تو خضر مائی	آں بہ کہ بسوے مابسیابی
در شیخ زد و ستاں نشد سیر	تشریف نمودش کشد دیر
از ہر کشد و دیدہ را نور	آں مر نشہ زویدہ ام دور

بابر اور ہمایوں کو بھی آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ وہ دونوں بادشاہ بھی آپ کا بڑا اعزاز و اکرام کرتے تھے اور کئی بار گلہائے عقیدت پیش کرنے کے لیے در دولت پر حاضر ہوئے یہ

شاد کی اور اولاد آپ کے دولہ کے تھے۔ شیخ عبدالحی اور عبدالصمد عرف شیخ گدائی۔

وقات خیریت : آپ نے ۱۰ ذی قعدہ ۹۲۲ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک بہرولی میں واقع ہے۔ آپ کا مقبرہ عالی شان ہے۔ آپ کی تاریخ وفات "خسرو ہند بودہ" ہے۔ اس کے علاوہ "طالب اہل جمال معرفت" اور "ماہِ خلید بریں بھی آپ کی وفات کی تاریخیں ہیں یہ

سیرت پاک : آپ قطبِ وقت تھے۔ بڑے عابد و زاہد تھے۔ ذکر و فکر میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ بہت متقی و پرہیزگار تھے۔ نہایت منکسر المزاج تھے ایک با دستار بزرگ تھے۔ اپنے پیرو مرشد سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی۔ اپنے پیرو مرشد کی خدمت کو اپنے لئے باعثِ فخر اور سعادت سمجھتے تھے۔ سعادتِ ارادہ سے سرفراز اور مریدوں میں ممتاز تھے۔ جمالِ صوری اور کمالِ معنوی سے آراستہ تھے آپ کے متعلق یہ کہا گیا کہ: ۱۵

”شیخ جمالی دہلوی، جمالِ باکمال اور زبانِ خوش مقال رکھتے تھے“

صوفیوں کی بزم میں آپ عارفِ گرامی تھے۔ علماء کی مجلس میں آپ ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علمی ذوق : آپ کی مشہور تصانیف حسبِ ذیل ہیں :

سیرۃ العارلین۔ مراۃ المعانی۔

شعرو سخن : آپ ایک نامی شاعر تھے۔ جیسا کہا گیا ہے کہ :

”... شیخ جمالی سکندر لودی کے عہد میں شعرائے باکمال میں شمار ہوتے تھے ۱۶

آپ نے ایک فارسی کا دیوان چھوڑا ہے جس میں آٹھ نو ہزار اشعار ہیں جنہوں میں ”مہر و ماہ“ بھی آپ کی یادگار ہے۔ آپ کی نعت کا یہ شعر بارگاہِ بنوی میں مقبول ہوا ہے۔ ۱۷

موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات

تو عین ذات می نگری در تبسی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صلحاء کو اس شعر کے مقبول ہونے کی بشارت دی۔ ۱۸ آپ نے خوشی خوشی فرمایا :

”ہذا المدی“

کرامات : آپ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے سلطان ابراہیم لودی کو آپ سے کلام

۱۵ حنذادہ ماری۔ ۱۶ دربارِ اکبری۔ ۱۷ اخبار الاخبار (اردو ترجمہ) ص ۲۵۲

کر دیا۔ آپ کو بھی انقباض پیدا ہوا۔ اگرچہ بعد میں وہ کدورت محبت سے بدل گئی۔ لیکن سلطان ابراہیم لودی کو نہ صرف تخت و تاج سے محروم ہونا پڑا بلکہ باہر کے مقابلے میں پانی پت کے میدان میں وہ مارا گیا۔

ہرات کا واقعہ ہے کہ آپ حضرت جامی کے یہاں تھے ان کے حجرہ حنا ص میں "لمعات" شیخ فخر الدین عراقی رکھی تھی حضرت مولانا نے شیخ صدر الدین تونوی کی تعریف میں مبالغہ کیا اور کہا "لمعات"، جو فخر الدین عراقی نے لکھی ہے وہ شیخ موصوف کی برکت کا نتیجہ ہے آپ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ رات کو حضرت جامی نے خواب دیکھا۔ صبح کو حضرت جامی نے خواب کا ذکر کیا، اور حضرت سیح کی رُوح مبارک کو ثواب پہنچایا۔

باب

حضرت شیخ عبدالقدوس

حضرت شیخ عبدالقدوس مقبول بارگاہِ احادیث ہیں۔
خاندانی حالات : آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام ابوحنیفہ پر
منتہی ہوتا ہے۔

آپ کے دادا شیخ صفی الدین رودلی میں رہتے تھے۔ وہ حضرت میر سید
اشرف جہانگیر سمنانی کے مرید تھے۔

والد : آپ کے والد کا نام شیخ اسماعیل ہے یہ بعض کے نزدیک آپ کے والد
کا نام شیخ صفی الدین ہے۔

پیدائش : آپ ۸۶۱ھ میں رودلی میں پیدا ہوئے۔

نام : آپ کا نام عبدالقدوس ہے۔

تعلیم و تربیت : آپ نے تعلیم زیادہ دن جاری نہیں رکھی۔ علم ظاہری اور شغل
ظاہر سے آپ کو کوئی دل چسپی نہیں تھی۔ آپ علم باطنی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

کایا پلٹ : آپ جب ذرا بڑے ہوئے تو حضرت شیخ احمد عبدالحق کے مزار پر

لے سفینۃ الاولیاء۔ (فارسی) معونہ۔ لکھ سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۲۱۵۔ ۲۱۶ بتان سرفت صفحہ ۸۸

بھاڑ و دینا شروع کیا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ ایک کتاب کا فیضان میں
لئے ہوتے تھے مزار کے اندر حق حق کی ایسی آواز سنی کہ آپ از خود رفتہ ہو گئے حضرت
شیخ عبدالحق کی روحانیت سے فیض یاب ہوئے۔ اسی روز سے پڑھنا لکھنا چھوڑ دیا۔
علم باطنی اور شغل باطنی میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔

بیعت و خلافت : آپ حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ عارف کے دست حق پرست
پر بیعت ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت بھی پایا۔ آپ حضرت درویش قاسم اودھی کے
بھی مرید اور غلیفہ ہیں یہ لیکن اصل میں آپ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودلوی کی روایت
سے مستفید و مستفیض تھے یہ آپ کو اسی طریقہ پر حضرت شیخ عبدالحق رودلوی سے فیض پہنچا۔
آپ جلد ہی مدارج سلوک طے کر کے مرتبہ تمیز و ارشاد
شاہ آباد : کو پہنچے۔ ایک روز آپ کو شیخ احمد عبدالحق رودلوی
میں قیام نے یہ بشارت دی یہ

”ترا ولایت بالاتر عطا کی۔ (تجھ کو میں نے ولایت بالادست عطا کی)

عمر خاں کاشی جو سلطان سکندر لودھی کے امرا میں سے تھا آپ کا مستعد و منقاد
تھا۔ اُس کی درخواست پر آپ مع اہل و عیال رودلی سے سکونت ترک کر کے شاہ آباد
جو دہلی کے قرب و جوار میں واقع ہے تشریف لے گئے، اور وہاں تیس سال سے
زیادہ قیام فرمایا۔

گنگوہ میں : شاہ آباد پٹھانوں کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ وہاں افغان کافی تعداد
میں تھے۔ جب بابر نے ہندوستان فتح کیا تو افغانوں کو منتشر کرنے
سکونت کی غرض سے شاہ آباد کو بھی برباد کیا۔ آپ سے شاہ آباد کی بربادی
بھی گئی۔ آپ نے وہاں سے سکونت ترک کرنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ آپ مع
تعلقین گنگوہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے یہ
شادی اور اولاد : آپ کے سات لڑکے تھے۔ جن میں شیخ حمید الدین، شیخ الکبیر
اور شیخ رکن الدین مشہور عالم و زاہد تھے۔

۱۔ انوار العارفین (فارسی) صفحہ ۲۳۹۔ ۲۔ سفینۃ الاولیاء (فارسی) صفحہ ۱۱۱۔ ۳۔ انوار العارفین (فارسی) صفحہ ۲۵۶
۴۔ انوار العارفین (فارسی) صفحہ ۲۵۶۔ ۵۔ سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۲۱۹۔

وفات شریف : آپ تیس جہادی آخر ۱۹۲۲ء کو چار رحمت میں داخل ہوئے یہ
بعض نے آپ کی وفات ۱۹۲۵ء میں ہونا لکھا ہے یہ حجاز شریف گنگوہ میں ہے۔
خلفا : آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں :

شیخ عبدالکبیر شیخ جلال الدین تھانیسری۔ شیخ عبدالغفور اعظم پوری
شیخ بھورو۔ شیخ عبدالاحد۔

سیرت مبارک : آپ صاحب کشف و کرامت تھے۔ سماع کا شوق تھا جو کچھ زبان
سے فرماتے وہی واقع ہوتا۔ سنت رسول کے پابند تھے آپ کامل درویش اور بے منظر
عارف تھے۔ سماع میں اکثر آپ پر کیفیت طاری ہوتی اور آپ رقص کرنے لگتے اور وہاں
انداز میں کچھ فرمادیتے۔ ایک مرتبہ وہلی میں مغل سماع میں آپ شریک تھے۔ آپ پر کیفیت
طاری ہوئی اور آپ حالت وجد میں کھڑے ہو کر یہ کلمات فرمانے لگے :
”منصور کونادانوں نے قتل کیا“

کئی مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔ علماء بھی مغل میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک
بڑے عالم کا نام لیا جو منصور کے زمانے میں تھا اور آپ سے کہا کہ کیا وہ بھی نادان تھا۔
آپ نے اسی حالت میں اور اسی طرح فرمایا کہ اسی کو کہتا ہوں۔ سب خاموش ہو گئے۔

آپ کاشت کرتے تھے یہ

علمی ذوق : آپ نے کئی کتابیں لکھیں ”انوار الیون“ آپ کی مشہور کتاب ہے
آپ کے مکتوبات تصوف کا خزانہ ہیں
شعر و شاعری : آپ کو شاعری کا شوق تھا ”قدوس“ آپ کا تخلص تھا۔ آپ کی
ایک مشہور غزل حسب ذیل ہے :

با خودی خود در تماشائے بازار آمدی	آئیں بر رخ کشیدہ ہم چو مکار آمدی
بعد از اں بلبل شدی در صحن گلزار آمدی	در بہاراں گل شدی در صحن گلزار آمدی
آئینہ اسے نہادی خود با ظہار آمدی	خوشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا
خود زوی بانگ انا الحق بر سر دار آمدی	شور منصور از کب و دوا منصور از کجا

گفت قدوس فقرے و زنا و در بیتا

خودز خود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

تعلیمات : آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں :

بھوک کی قسمیں : آپ فرماتے ہیں : ۱۔

”گر سستی دو قسم کی ہے۔ طوی اور سغلی۔

بھوک کے فوائد : آپ فرماتے ہیں :

”گر سغلی کثیف کو لطیف تک پہنچاتی ہے اور مقید کو مطلق کا نشان دیتی ہے

اور انسانیت کو رحمانیت کی طرف لے جاتی ہے۔ کیوں کہ گر سغلی سے آدمی خدا تعالیٰ

تک پہنچ جاتا ہے۔“

بھوک کے مقام : آپ فرماتے ہیں :

”بھوک کے تین مقام ہیں۔ پہلے مقام کو بھوک کی آگ کہتے ہیں جس کی غذا

پانی اور طعام ہے۔ دوسرے مقام کو درد و محبت و عشق کی آگ کہتے ہیں۔ اس کی

غذا خونِ حشر اور خاشاک وغیرہ ہے۔ تیسرے مقام کو محبوب و معشوق کی آگ کہتے

ہیں جس کی غذا حسن و جمال، اور اوصافِ کمال ہیں۔“

فرض : آپ فرماتے ہیں : ۲۔

”خانہ بشریت سے نکل کر شہرِ احدیت کی طرف ہجرت کرنا چاہئے اور حضرت

صمدیت کا مشتاق ہونا چاہئے۔“

کشف و کرامات : ایک مرتبہ آپ موضعِ جہان پور میں مقیم تھے۔ عین مشغولی کی حالت

میں آپ نے بہ آوازِ بلند فرمایا کہ گاؤں کے لوگوں کو چاہئے کہ اپنا مال و اسباب لے کر

گھروں سے باہر نکل آئیں، گاؤں میں آگ لگنے والی ہے۔ تھوڑی دیر میں گاؤں میں

آگ لگی اور جن لوگوں نے آپ کی ہدایت کے موافق عمل نہیں کیا وہ پشیمان ہوئے

اور ان کو نقصان برداشت کرنا پڑا۔ ۳۔

مولانا چندن جو آپ کے صاحبزادے شیخ رکن الدین کے استاد تھے اور

آپ حضرت عبدالقدوسؑ سے بیعت تھے۔ ایک مرتبہ کپڑے دھونے تالاب
 پر گئے۔ وہاں ایک مسیحی عورت کو دیکھ کر وہ اس پر شہینہ و فریفتہ ہوئے
 منسلوت نے ان کی دراز دستی کی ترغیب دی۔ قبیل اس کے کہ وہ
 دراز دستی کریں۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ تالاب میں حصائے کھڑے ہیں۔
 مولانا چندن آپ کو تالاب میں کھڑا دیکھ کر اپنے خیالاتِ فاسدہ سے
 غمزدہ ہوئے۔ تالاب سے واپس ہوئے اور جب آپ کی خدمت میں حاضر
 ہوئے تو آپ نے مسکرا کر ان سے فرمایا کہ :
 ”کچھ دہشت کی بات نہیں ہے۔ پیر مافظ وقت ہوتے ہیں۔“

باب ۴۶

حضرت شاہ عبدالرزاق جمنجانہ

حضرت شاہ عبدالرزاق جمنجانہ قادریہ سلسلہ سے وابستہ تھے۔
بیعت و خلافت : آپ حضرت شیخ محمد حسن کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ یہ

آپ کی حضرت شیخ امان
شیخ امان پانی پتی : پانی پتی سے توحید کے مسئلہ پر
سے تعلقات بہت بحث ہوتی تھی۔

ایک واقعہ : ایک مرتبہ آپ نے ایک سید کو دیکھا جو پولیس کی حراست میں تھا۔ ان
کو چھڑانے کی غرض سے آپ نے ان سید کی ضمانت کی۔ جب وہ سید رہا ہوئے تو آپ
نے ان سے کہا کہ وہ شہر سے باہر چلے جائیں اور آپ خود ان کے بدلے سہتی برداشت کریں
گے۔ چنانچہ وہ سید فرار ہو گئے۔ آپ پر ہمیشہ ضمانت بہت سختی ہوتی۔ آپ نے منہی خوشی
سب کچھ برداشت کیا۔

وفات : آپ نے ۱۹۴۹ء میں رحلت فرمائی۔ مزار جمنجانہ میں ہے۔

مریدین : آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ سید علی لدھیانوی

آپ ہی کے مرید ہیں“

سیرت : آپ عبادت و مجاہدات کرتے کرتے مشاہدہ کے درجے تک پہنچے۔ آپ صابر شاکر اور بردبار تھے۔ آپ ظلم کے زیور سے آراستہ تھے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔

تعلیم : آپ فرماتے ہیں کہ :

”قریب تر راستہ ذکر ہے، اور اس سے بھی قریب تر صورت پروردگار کے ساتھ مشغول ہونا ہے۔ حق سبحانہ، تعالیٰ جس کسی کے توفیق رفیق حال کرے کہ اس کو مشغولی واسطہ پسیر ہو جائے۔ اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی کام نہیں اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر اسی ملاحظہ میں مشغول رہے۔ اگرچہ کوئی اور ریاضت نہ کی ہو فقط یہی اس کو خدا تک پہنچا دے گی اور بتدی کو پیر کی صورت میں مشغول ہونے کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ کیوں کہ عالم الہی عالم معنی ہے اور اس کا دیکھنا ممکن نہیں ہے مگر صاحب کمال کی صورت میں کہ انسان کامل کی ذات، ذات حق ہے اور کمال حق کی منظر ہے“

باب ۲۷

حضرت شیخ حمزہ دھرسوی

حضرت شیخ حمزہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

خاندانی حالات: آپ حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ کی اولاد سے
آپ کا سلسلہ حضرت سید محمد گیسو دراز رحمہ اللہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والدین نہرہ میں تھے۔
ملازمت: آپ شاہی لشکر میں ملازم تھے۔

کایا پلٹ: ایک رات کا واقعہ ہے کہ آپ شاہی محل کا پہرہ دے رہے تھے۔
بیکایک آپ کے دل میں خیال آیا کہ "کسی ایسے شخص کی خدمت کرنی چاہئے جو میری
حفاظت کرے نہ ایسے کی جس کی میں حفاظت کروں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ آپ
ملازمت چھوڑ کر تماشق میں چل نکلے۔

اجمیر میں آمد: آپ اجمیر آئے اور حضرت خواجہ غریب نواز کے مزار کی زیارت سے
مشرف ہوئے اجمیر میں رہنے لگے۔

حضرت شیخ احمد مجدد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے بھی
مستفید ہوئے۔

اجمیر میں ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی۔ ان کا نام بیان تھا۔ ان سے
بھی نعمت و برکت پائی۔

واپسی: امیر سے واپس اپنے وطن تڑپ آئے۔ کچھ دنوں نہ رہیں رہے۔
 دوسروں میں قیام: تڑپ سے سکونت ترک کر کے آپ دوسرے تشریف لائے اور وہیں مستقل
 سکونت اختیار کی۔ آپ کے دوسروں میں رہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں جو سید رہتے تھے،
 ان کی اخلاقی حالت خراب تھی۔ آپ ان لوگوں کو سدھارنا چاہتے تھے۔ آپ نے ان
 کی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام فرمایا۔

وفات: آپ نے ۲۵ ربیع الثانی ۷۱۰ھ کو وفات پائی۔ یہ مزار دوسروں میں ہے۔
 سیرت: آپ عبادت و مجاہدات میں مشغول رہتے تھے۔ خاندانِ سادات کی بہت
 عزت گنتے تھے۔ ہر طرح سے ان کی امداد کرتے تھے۔ آپ کے پاس جو نذرانے آتے
 آپ سب خرچ کر دیتے تھے۔ بیوی بچوں کے حصے میں جو آتا وہ ان کو دیتے۔ حصے سے
 زیادہ نہ دیتے۔ دنیا سے کنارہ کش ہو کر عزت میں دن گزارتے تھے۔ کسی دنیا دار کے
 گھر نہ جاتے تھے۔

فرمان: آپ فرماتے ہیں کہ:

”دنیا آگ کے مثل ہے، یہ اتنی ہی کافی ہے کہ جس سے کوئی چیز پکا
 کر کھالیں اور سردی میں گرم ہو جائیں۔ جب زیادہ ہو جاتی ہے تو
 جلا کر ہلاک کر دیتی ہے۔“

باب ۲۸ حضرت شیخ سلیم حشتی

حضرت شیخ سلیم حشتی نے اپنے سرچشمہ فیض و ارشاد سے ایک عالم کو
سیراب فرمایا۔

خاندانی حالات : آپ کے آبا و اجداد اجداد من سے ہجرت کر کے لدھیانہ آئے۔ کچھ
عرصہ لدھیانہ میں رہے، پھر دہلی میں سکونت اختیار کی آپ کے والدین دہلی سے ترک
سکونت کر کے فتح پور سیکری میں رہنے لگے۔

آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی اولاد سے ہیں۔

والد ماجد : آپ کے والد کا نام بہار الدین ہے۔

والدہ ماجدہ : آپ کی والدہ کا نام بی بی احد ہے۔

بھائی : شیخ موسیٰ آپ کے بڑے بھائی ہیں۔

نسب نامہ پدری : آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے۔

شیخ سلیم بن بہار الدین بن شیخ سلطان بن شیخ آدم بن شیخ موسیٰ بن شیخ

مودود بن شیخ بذر الدین بن شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر۔

ولادت مبارک : آپ دہلی کے اس وقت کے ایک محلہ - سرائے طار الدین
زندہ پیر میں - ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے سن ولادت میں اختلاف ہے بعض
نے آپ کا سن ولادت ۱۸۹۰ء لکھا ہے یہ
نام : آپ کا نام شیخ سلیم ہے۔

لقب : عرب میں آپ کو "شیخ الہند" کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔
بچپن کی کرامت : آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا۔ آپ کی پیشانی میں دھان کا
ایک دانہ چھب کیا۔ اس دانے کا نشان پیشانی پر تمام عمر رہا۔ ایک بار اس واقعہ کا ذکر کرتے
ہوئے آپ نے فرمایا کہ دھان کے دانے چھبنے سے کافی تکلیف ہوتی تھی اس کو نکالنا
چاہا۔ لیکن اس خیال سے نہیں نکالا کہ لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوگا۔
بچپن کا صدمہ : ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔
پرورش و تربیت : آپ کی پرورش آپ کے بڑے بھائی کے سایے میں ہوئی
آپ کے بڑے بھائی شیخ موسیٰ نے آپ کی تربیت پر کافی دھیان دیا۔

درخواست : سن بلوغ پر پہنچ کر آپ نے سفر کا ارادہ کیا۔ اپنے بڑے بھائی سے
اجازت مانگی۔ آپ کے بڑے بھائی نے آپ کو اجازت نہیں دی اور کہا کہ ان کے
اولاد نہیں ہے۔ وہ حضرت سلیم ہی ان کی اولاد ہیں اور انہوں نے ان کو اولاد کی طرح پالا ہے۔
یہ سن کر آپ نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ نا امید نہ ہونا چاہئے۔ ان کے
یہاں لڑکا پیدا ہوگا، ان کا گھر روشن ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نو مہینے کے بعد
شیخ موسیٰ کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔

تعلیم : آپ کے بڑے بھائی کے یہاں جب لڑکا پیدا ہوا تو آپ نے ذمت سنبھالنا
فتح پور سیکری سے سرہند تشریف لائے اور ملک العلماء شیخ مجدد الدین سے علوم
ظاہری کی تکمیل کی۔ جس زمانے میں آپ کا قیام سرہند میں تھا، آپ کبھی کبھی قصبہ
بدالی جاتے اور حضرت شیخ زین العابدین حشتی کے مزار سے فیوض و برکات حاصل کرتے۔
سیر و سیاحت : آپ نے ۱۹۰۰ء میں حرمین شریف کی زیارت کی۔ کچھ عرصہ

مکہ معظمہ میں قیام فرمایا پھر مدینہ منورہ میں پہنچ کر دربار رسالت پناہ میں رہنے لگے
پھر عرب، عجم، خراسان، بصرہ اور شام کی سیرو سیاحت فرمائی یہ بعد ازاں عسرب
واپس آئے

واپسی : آپ ہندوستان واپس آئے اور فتح پور سیکری میں گوشہ نشین ہو کر عبادت
مجاہدات اور ریاضات میں مشغول ہوئے۔ خاتواہ تیار کرائی، باغ لگایا اور کنوئیں
کھدوائے۔

بیعت خلافت : سیرو سیاحت کے دوران آپ بہت سے بزرگوں اور درویشوں
سے ملے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضرت شیخ ابراہیم حجتا کے دست
حق پرست پر آپ بیعت ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت پایا۔

سفر حرمین شریف : ہیوں بقال کی فتنہ پر دازی کی وجہ سے آپ کو دوبارہ وطن سے باہر جانا
پڑا۔ آپ ۹۶۲ھ میں بیت الشریعہ اور سیرو سیاحت کے بعد ۹۶۶ھ میں واپس ہوئے۔

علاوہ امرار کے سلاطین بھی آپ کے معتقد تھے۔ خواص خاں
سلاطین سے : جو امرائے کبار میں سے تھا۔ آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔
تعلقات کئی بادشاہ آپ کے معتقد تھے۔ شیر شاہ سلیم شاہ اور اکبر آپ
سے ارادت و عقیدت رکھتے تھے اور بہت خلوص، محبت اور حرمت اور تعظیم و تکریم سے
آپ سے پیش آتے تھے یہ

شاہی اور اولاد : پہلے سفر سے واپسی کے بعد جب فتح پور سیکری تشریف لائے تو
تپ نے شاہی کی۔ آپ کے تین لڑکے تھے۔ ساج الدین سب سے چھوٹے صاحبزادے
تھے یہ ان کا استعمال ڈھائی سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کے دو اور لڑکے تھے۔ شیخ
جد الدین، آپ کے وصال کے بعد آپ کے بچاؤ نشین ہوئے اور قطب الدین بہنشاہ
جہاں گیر کے عہد میں اونچے عہدے پر فائز ہوئے یہ

وفات : آپ نے ۲۹ رمضان ۹۷۹ھ کو وصال فرمایا۔ مزار فیض آثار فتح پور سیکری
میں مرجع خاص و عام ہے۔

لجہ تاریخ فرشتہ جلد دوم، قازق، صفحہ ۳۳۳ لہ تاریخ فرشتہ جلد دوم، سناری، صفحہ ۳۳۳

لہ معارج الولاہیت - لہ تاریخ فرشتہ جلد دوم، فارسی، صفحہ ۳۳۳

خلفاء : آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ بدال الدین آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ عرب میں جب آپ کا قیام ہوا تو آپ نے سید محمد ولی، شیخ محمود شامی اور شیخ رجب ملی کو خرقہ خلافت سے ممتاز فرمایا۔ ان کے علاوہ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں۔

شیخ عبدالواحد شیخ امام سرہندی۔ امام سید حسین، شیخ رکن الدین۔

شیخ یعقوب۔ شیخ تاج۔ شیخ محمد فوری۔ شیخ کبیر، شیخ محمد سناری۔ شیخ

کمال الدین، شیخ فتح اللہ وغیرہ۔

سیرت مقدس : آپ صاحب علم و فضل، جامع شریعت و طریقت بزرگ تھے۔ زہد و تقویٰ، ریاضت و باحداث، ترک و تجرید، تحمل و بردباری میں یگانہ مہر تھے۔ جب تک آپ بہت کمزور و ضعیف نہ ہو گئے، آپ نے طے کے روزے نہیں چھوڑے۔ آپ کو بڑا سسر کہ اور ٹھنڈی ترکاریاں بہت مرغوب تھیں۔ ٹھنڈے پانی سے روزانہ غسل فرماتے تھے

کیسی ہی سردی ہو۔ آپ کے لباس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی۔ جاڑے کے موسم میں بھی باریک کرتا زیب تن فرماتے تھے۔ نماز اول وقت پڑھتے تھے۔ لوگوں کو ان باتوں سے جو خلاف شریعت ہیں روکتے تھے۔ جب آپ محل میں رونق افروز ہوتے تو ہر شخص پر نگاہ رکھتے۔ کسی کو ڈانٹتے، کسی کو نصیحت فرماتے اور کسی کو تعلیم و تلقین فرماتے۔

فرمان : درویشوں کی ہڈیوں میں عشق الہی کے سبب بے شمار سوناخ ہوتے ہیں : کرامت : شہنشاہ اکبر کے کوئی لڑکانہ تھا۔ آپ سے دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے مراقبہ کیا اور شہنشاہ اکبر سے کہا۔

”افسوس ہے کہ تیری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے“

شہنشاہ اکبر نے یہ سن کر آپ سے عرض کیا :

”چونکہ میری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے اسی لئے تو آپ سے عرض

کیا ہے۔ آپ دعا کیجئے“

آپ شہنشاہ اکبر کے اس جواب سے خوش ہوئے۔ تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ اور پھر فرمایا۔

”اس ملک میں راجپوتوں کی حکومت بہت عرصے تک رہے گی۔

اچھا کل بادشاہ سلیم کو میری بیوی کے پاس بھیج دینا“

دوسرے دن جب بادشاہ سلیم آپ کے یہاں آئی تو آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کو رانی کی پشت پر ملا کر بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب آپ کی اہلیہ محترمہ رانی کی پشت پر ملا کر بیٹھیں تو آپ نے اپنی چادر دونوں پر ڈال دی۔ پھر اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ اپنا ہونے والا فرزند رانی کو دے دو۔ جب بادشاہ سلیم کے لڑکا پیدا ہوا تو اس لڑکے کا نام آپ نے اپنے نام پر "سلیم" رکھا۔ شہزادہ سلیم آپ کو "شیرخو بابا" کہا کرتا تھا۔ شہزادہ سلیم اپنے والد شہنشاہ اکبر کے انتقال کے بعد تخت و تاج کا مالک ہوا اور "جہاںگیر" کے لقب سے مشہور ہوا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ فجر سے نماز کے واسطے مسجد جا رہے تھے ایک فقیر کو دیکھا کہ سو رہا تھا۔ آپ نے اس کو جگایا اور اس سے فرمایا۔
 "فقیروں کو کسی سے لڑنا نہیں چاہئے۔"

وہ فقیر یہ سن کر شرمندہ ہوا اور اقرار کیا کہ واقعی وہ خواب میں لڑ رہا تھا۔ آپ نے فتحپور سیکری کے لوگوں سے شاہی عمارات تعمیر ہونے سے چند روز قبل فرمادیا تھا کہ لوگوں کو چاہئے کہ مکانات کشادہ بنالیں ورنہ پھر جگہ نہیں ملے گی۔

باب ۲۶

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری گوہر دریائے فضل و کمال ہیں
خاندانی حالات: آپ کا نسب نامہ پدری و مادری چند واسطوں سے امیر المومنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ کے آباؤ اجداد بلخ کے
رہنے والے تھے۔

والد: آپ کے والد ماجد کا نام قاضی محمود ہے۔

ولادت مبارک: آپ بلخ میں ۸۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام جلال الدین ہے۔

ہندوستان میں آمد: آپ اپنے والد کے ساتھ سات سال کی عمر میں ہندوستان
آئے اور تھانیسری سکونت اختیار کی۔

تعلیم و تربیت: آپ نے ہندوستان آئے سے قبل بلخ میں قرآن شریف حفظ کیا
ہندوستان آکر تحصیل علوم ظاہری میں مشغول ہوئے اور صرف و نحو، تفسیر، حدیث، فقہ
منطق وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی۔ سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر
درس اور وعظ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ فتویٰ بھی دیتے تھے۔

کایا پلٹ: آپ ایک عالم تھے علوم باطنی سے آپ کو کوئی لگاؤ نہ تھا۔ سماع کو ناجائز سمجھتے
تھے اور آپ کی زندگی میں کایا پلٹ اس طرح ہوئی کہ تھانیسیر کا حاکم حضرت عبدالقدوس

لے سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۲۱۸۔ اقتباس الانوار لے سیر الاقطاب (فارسی) صفحہ ۲۱۹۔

گنگوہی کامریڈ اور معتقد تھا۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی نے ایک مرتبہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے تھانیسہر کے حاکم سے فرمایا یہ

”ماشہدہ ایم کہ پیر شام آدہ است و برقص و سماع مشغول است
مائی خواہم کہ بوی ملاقاتی شدہ وجہ از کتاب این امور نہیہ پیرسم
انکوں آں پیر رقاص را سلام ما بگوئید“

ترجمہ : ہم نے سنا ہے کہ تمہارے پیر آئے ہیں اور وہ رقص و سماع میں مشغول ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان سے مل کر ان امور نہیہ کے ارتکاب کی وجہ دریافت کریں۔

اب تم ان پیر رقاص سے ہمارا سلام کہنا“
تھانیسہر کے حاکم نے آپ کا پیغام حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کو پہنچایا۔ انہوں نے
آپ کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ :

”آں پیر رقاص خودی رقصہ و دیگر آں رومی رقصہ“

روہ پیر رقاص خود رقص کرتا ہے، اور دوسروں کو بھی رقص کراتا ہے)

اس نامہ و پیغام کے بعد ایک دن حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی یاد الہی میں مشغول تھے کہ انہوں نے ایک آواز سنی کہ :

”ہم نے جلال کو تمہیں بخشا۔ اس کو اپنے حلقہ میں لاؤ۔ اور

ہم سے جہاں سے آشنا کرو“

ان کے لئے یہ اشارہ کافی تھا۔ وہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے آپ کے در سے

میں پہنچ کر اور آپ کو سلام کر کے ایک طرف خاموش بیٹھ گئے۔ آپ تدریس میں مشغول

ہے۔ آپ نے ان کی طرف کوئی التفات نہیں برتا۔ جب آپ پڑھا چکے اور طلباء بچے

گئے، تو آپ نے ان حضرت عبدالقدوس سے پوچھا :

”میاں فقیر! کہاں سے آئے ہو؟“

حضرت عبدالقدوس نے جواب دیا :

”میں وہی فقیر رقاص ہوں“

اُن کا یہی فرمانا تھا اور توجہ کا دینا تھا کہ از خود رفتہ ہو گئے۔ ظلمت دور ہوئی۔

تاریکی سے روشنی میں آئے۔ میرنیا حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے قدموں پر رکھا۔
بیعت و خلافت: آپ حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے دستِ حق پر بیعت ہوئے اُنہوں
نے کلاہ چارتر کی اپنے سر سے اتار کر آپ کے سہر رکھی۔ آپ کو شغلِ منی و اثباتِ تعلیم فرمایا
اس کے بعد دیگر افکار و اشغال مثلاً شغلِ ہوا۔ سلطان الاذکار، شغلِ سپاہیہ وغیرہ آپ کو
تعلیم فرمائے۔ بعد ازاں آپ کے پیروں تکلیف نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ نے ایک عرصے تک
پیر و مرشد: پیر و مرشد کی خدمت میں شاہ آباد رہ کر فیوض و برکات
کی خدمت حاصل کئے۔

آپ اپنے حالات و واقعات و ارادت کے متعلق
پیر و مرشد سے: اپنے پیر و مرشد کو لکھتے رہتے تھے۔ آپ کے پیروں
خط و کتابت منیر جمعی جواب میں لکھتے: لہ

”دیگ مرداں دیر بچتہ می شود و خوش و خرم باد“
(مردوں کی دیگ دیر میں بچتی ہے۔ خوش و خرم رہیں)
اور کبھی لکھتے:

”خون را بخود راه نہ بند۔ دلاور باشم“

(خون کو خود میں راہ نہ دیں۔ بہادور رہیں)

اور کبھی تحریر فرماتے۔

”مبارک باد“

اکبر کی باریابی: شہنشاہ اکبر بروز شنبہ بتایا ۲۔ عرم ۹۸۰ھ کو مرزا محمد حکیم کی
بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے پنجاب جاتے ہوئے تھانیر میں رکا اور اس نے آپ
کی خالقاہ پر حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں گل ہائے عقیدت میں پیش کئے۔ یہ اکبر کے
خاص خاص درباری بھی آپ کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے

لے انوار العارین (فارسی) ص ۲۱۱ لے انوار العارین (فارسی) ص ۲۱۱

مشاوی و اولاد: آپ کی ایک صاحبزادی کی مشاوی شیخ نظام الدین ۷ بلخی سے ہوئی۔ لہ

وفات: آپ نے ۲۴ رذی الحج ۹۸۹ھ کو اس جہان فانی سے سفر دارالآخرت فرمایا۔ لہ مزار تھا تیسریں واقع ہے۔

خلف نامہ: حضرت شیخ نظام الدین بلخی آپ کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ کے مشہور خلیفہ حسب ذیل ہیں یہ

حضرت شیخ نظام الدین بلخی۔ شیخ عبدالشکور۔ قاضی سالم کسیراوی شیخ موسیٰ۔ شیخ عیسیٰ۔ سید فاضل توبانہ۔

سیرت مبارک: آپ اپنے زمانے کے قطب و غوث تھے۔ ترک و تجرید میں یگانہ اور خلق سے بیگانہ تھے۔ زہد و تقویٰ بے مثال تھا، عبادت، ریاضت و مجاہدہ میں ساری عمر گزار دی۔ اسی سال کی عمر تک ایک قرآن روزانہ ختم کرنا آپ کا معمول تھا استغراق کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کے کان میں حق ہی کہا جاتا تو آپ ہوش میں آتے اور نماز ادا کرتے۔ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔

علمی ذوق: آپ کی کتاب ”ارشاد الطالبین“ آپ کی علمی یادگار ہے یہ آپ کے مکتوبات کو شہرت دوام حاصل ہے۔

تعلیمات: آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہے۔

عشاق: آپ فرماتے ہیں کہ: لہ

”عشاق کو چاہئے کہ کشف و کرامات کی منازل پر توقف کو روانہ

رکھیں، اس سے ترقی کریں اور کسی چیز میں مقید نہ ہوں۔۔۔ خون

پتیں اور کھو جائیں اور موت سے پہلے مر جائیں“

سوال اور جواب: فیضی آپ کی خدمت میں اکبر کے خاتقاہ سے چلے جانے کے بعد

حاضر ہوا۔ آپ محافل میں سوار ہوئے جا رہے تھے، فیضی کی خاطر وہیں آئے۔ فیضی

نے آپ سے سوال کیا کہ:

”انسان کی سواری کے لئے حیوانات پیدا کئے گئے ہیں۔ پھر کیا

بات کہ آپ آدمیوں پر سوار ہوتے ہیں؟“

آپ نے جواب دیا کہ :

”اصل بات یہ ہے کہ بعض آدمی مثل چار پاؤں کے ہیں ، بلکہ

حیوان اُن سے بہتر ہیں“

کشف و کرامات : آپ کے ایک مُرید کا واقعہ ہے کہ آپ کی خدمت میں چند

سال رہا لیکن اس کو حالتِ جذب و کیفیتِ محسوس نہ ہوئی۔ جب اُس نے کوئی فائدہ

نہیں دیکھا تو ایک روز دل میں کہنے لگا کہ پہلے زمانے میں نجم الدین کبریٰ ایسے صاحب

عظمت اور صاحبِ حال بزرگ تھے جو ذرا سی دیر میں مرتبہ ولایت پر پہنچا دیتے تھے اور

آج اس قسم کا کوئی بزرگ نہیں ہے۔

آپ بذریعہ کشف اس خطرے سے آگاہ ہوئے — آپ نے اس کی

طرف دیکھا اور فرمایا کہ : لے

”آج بھی ایسے لوگ ہیں کہ اُن کی ایک نگاہ سے مرتبہ ولایت حاصل

ہو جاتا ہے“

اسی وقت وہ مُرید بے خود ہوا اور اعلیٰ درجے پر پہنچا۔ تھوڑے دنوں میں اس

کا انتقال ہو گیا۔

آپ کو جب اس کے انتقال کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا :

”ہر شخص کو اس کام کے برداشت کی تاب نہیں ہے“

دلقت بچہ کار آید تسبیح و مرقع
خود را از عمل ہائے نکو ہمیدہ بری دار
حاجت بکلاه برکی داشتنت نیست
درویش صفت باش و کلاه تتری دار

حصہ ششم

باب ۵

حضرت مادھو لال حسین

حضرت مادھو لال حسین جمال معرفت اور کمال حقیقت سے آراستہ ہیں خاندانی حالات : آپ کے آبا و اجداد کا ستھ تھے۔

والد : آپ کے والد کا نام کلن رائے تھا۔ انھوں نے سلطان فیروز شاہ کے عہد میں اسلام قبول کیا اور ان کا نام شیخ عثمان رکھا گیا۔ وہ کپڑا بننے لگے۔
ولادت : آپ ۱۲۵ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔

نام : آپ کا نام شیخ حسین ہے۔ لیکن آپ مادھو لال حسین کے نام سے مشہور ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ایک برہمن لڑکے پر جس کا نام مادھو تھا، عاشق ہوئے عشق نے اپنا کام کیا۔ انتہائے عشق نے دونوں کے نام بھی یک جا کر دئے اور بجائے شیخ حسین کے آپ مادھو لال حسین کہلانے لگے۔

تعلیم و تربیت : آپ جب سات سال کے ہوئے، مکتب میں بھیجے گئے۔ حافظ ابو بکر سے چھ پائے حفظ کئے۔ آپ نے شیخ سعد اللہ سے تفسیر مدارک کا کچھ حصہ پڑھا۔ آپ تعلیم زیادہ دن جاری نہ رکھ سکے۔

حضرت بہلول : ایک دن آپ مکتب میں درس لے رہے تھے کہ حضرت بہلول مسجد سے ملاقات میں تشریف لائے۔ حضرت بہلول قطب زماں تھے۔ وہ حضرت امام علی موسیٰ کے مزار سے لاہور تشریف لائے تھے۔ ان کو حضرت امام رضا کے مزار سے حکم ہوا تھا کہ وہ لاہور جا کر آپ (حضرت حسین) کو توجہ دیں۔

چنانچہ وہ مسجد میں آئے اور حافظ ابو بکر سے آپ کا نام معلوم کر کے آپ سے دریا سے وضو کے لئے پانی لانے کو فرمایا، آپ نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت بہلول نے وضو کیا، اور دو رکعت نماز ادا کر کے آپ کے واسطے اس طرح دعا کی:

یا الہی! اس بچے پر کرم کر۔ اس کو عرفان کی دولت سے مالا مال کر اور اپنا سچا ماشق بنا۔

ختمِ شَرَّان : حضرت بہلول نے حافظ ابو بکر سے فرمایا کہ ماہِ رمضان قریب ہے اس سال رمضان میں شیخ حسین شَرَّان سنائیں گے۔ یہ سن کر آپ نے بہلول سے عرض کیا:

”یہ کیسے ممکن ہے! مجھے تو صرف چھ پارے حفظ ہیں“

حضرت بہلول نے فرمایا کہ:

”ٹھکر کی کوئی بات نہیں ہے تم ضرور قرآن سناؤ گے۔ دریا جاو،

اور وہاں سے ہالے لئے پانی لاؤ۔ اور ایک بات کا خیال رکھنا۔ وہاں

جو بزرگ تمہیں ملیں ان کی ہدایت پر عمل کرنا“

آپ دریا پر جو گئے تو دیکھا کہ ایک بزرگ وہاں آپ کے منتظر ہیں۔ ان بزرگ نے آپ سے فرمایا کہ لوٹے کا پانی ان کے ہاتھ پر ڈالیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا ان بزرگ نے خوش ہو کر آپ کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اس کی برکت سے آپ نے اُس سال رمضان المبارک میں پورا قرآن شریف سنایا حضرت شیخ بہلول نے آپ کو امام بنایا۔

رخصت : حضرت شیخ بہلول نے آپ کو مرید کیا اور خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اب ان کا کام پورا ہو چکا تھا وہ آپ سے رخصت ہوئے۔

ہدایت : رخصت ہونے سے قبل حضرت شیخ بہلول نے آپ کو اس امر کی ہدایت فرمائی کہ حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر انوار پر پابندی سے حاضر ہوا کریں۔

عبادت و ریاضت : آپ نے چھبیس سال عبادت، ریاضت اور مجاہدے میں گزارے۔ روزانہ ایک کلام پاک ختم کرنا۔ آپ کا معمول تھا۔ حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر نہایت پابندی سے حاضر ہوتے۔

معمولات : رات تلاوت کلام پاک اور عبادت میں گزارتے۔ دریا کے کنارے اور حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر سکون، یک سوئی پاتے۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مکتب میں تفسیر کا درس لینے جاتے۔ وہاں عصر تک رہتے۔ عصر کی نماز کے بعد ذکر و فکر پر مشغول ہوتے مغرب کی نماز ادا کر کے عشاء کی نماز تک نفل پڑھتے۔ بیماری کی حالت میں بھی آپ کے معمولات میں فرق نہیں آتا تھا۔

عطیہ : آپ نے بارہ برس تک نہایت پابندی سے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر حاضری دی۔ آخر اس حاضری کا صلہ آپ کو مل ہی گیا۔ ایک دن آپ حسب معمول مزار مبارک پر حاضر تھے کہ نورانی صورت نمودار ہوئی اور آپ سے فرمایا تم جانتے ہو میں کون ہوں۔ پھر خود ہی بتایا کہ :

”میں علی ہجویری ہوں“

آپ کے حال پر نہایت لطف و کرم فرمایا۔ آپ کو نعمت باطنی سے مالا مال کر دیا آپ کو ولایت عطا فرمائی اور شراب وحدت سے مدہوش و مہرشار کیا اور فرمایا کہ :

”یہ اس خدمت کا صلہ ہے جو تم نے بارہ سال کی ہے“

کایا پلٹ : ایک روز آپ شیخ سعد اللہ سے تفسیر مدارک کا درس لے رہے تھے۔ جب ایک آیت پر پہنچے جس کے معنی یہ ہوتے تھے کہ اس جہان کی زندگی لہو و لعب ہے تو آپ نے شیخ سعد اللہ سے اس کی وضاحت اور تشریح بیان کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے فلسفیانہ اور عالمانہ طور پر آپ کو سمجھایا اور اس بات پر زور دیا کہ یہ تمام دنیا ہی لہو و لعب ہے۔

یہ سن کر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ آپ اسی حالت میں رقص کرنے لگے اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے نکلے کہ جب خداوند تعالیٰ نے ساری دنیا کو بازی فرمایا ہے تو بس اس میں مصروف رہنا چاہئے۔ آپ نے کتابیں ایک کنوئیں میں ڈال دیں وارڈھی مونچھ کے بارے سبک دوش ہوتے۔ جام آپ کے ہاتھ میں ہوتا، اور آپ گلی کوچوں اور بازاروں میں نشے کی حالت میں پھرتے تھے۔ طوائفوں میں جاتے۔ ناچ گانے میں ہمہ تن مشغول رہتے اور محفل نشاط میں شریک ہوتے تھے۔ غرض آپ نے ”ملاقہ طریقہ اختیار کر لیا تھا“

امتحان : آپ کے پیر و شگیر حضرت شیخ بہلول کو چینوٹ میں معلوم ہوا کہ آپ (حضرت حسین) شراب پیتے ہیں، مدہوش رہتے ہیں اور جاوہ شریعت سے بھٹک گئے ہیں۔ وہ آپ کو دیکھنے کی غرض سے لاہور تشریف لائے۔ آپ کو دیکھا اور مطمئن ہو کر واپس تشریف لے گئے۔

پیر و مرشد کا وصال : کچھ ہی عرصے کے بعد آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ بہلول کا وصال ہو گیا۔ پیر و مرشد کے وصال کے بعد آپ مستان وار رباب پر ناپتے تھے۔

تیر عشق : ایک روز شاہدرہ سے گزرتے ہوئے آپ کی نگاہ ایک نوجوان مسکی مادھو پر پڑی، مادھو برہمن لڑکے تھے اس وقت ان کی عمر کوئی سولہ سال کی

تھی ان کی شادی ہو چکی تھی۔ مادھو کو دیکھنا تھا کہ آپ ان پر عاشق ہوئے۔ سولہ سال تک آپ نے مادھو کے مکان کا طواف کیا۔ مادھو نے کچھ التفات نہیں برتا۔

عشق کی فتح : آخر کار مادھو پر آپ کے سچے عشق کا اثر پڑا۔ مادھو آپ کی خدمت میں آنے جانے لگے اور آپ کے سنے ناب سے شغل فرمانے لگے۔ مادھو کے گھر والوں کو یہ بات سخت ناگوار تھی۔ رفتہ رفتہ مادھو آپ سے قریب ہونے لگے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کا نام میاں محبوب الحق رکھا گیا۔ لیکن وہ مشہور مادھو ہی کے نام سے ہیں۔

ایک واقعہ : ایک دفعہ بسنت کے تہوار کے موقع پر مادھو نے گلال لاکر آپ پر ڈالا۔ آپ پر وحبدانی کیفیت طاری ہوئی۔ آپ نپچنے لگے۔ بعد ازاں آپ یہ تہوار منانے لگے۔

قاضی کو جواب : ایک دن قاضی لاہور نے آپ کو ڈھول پر نپچتے دیکھا۔ مندم الملک کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ اس نے چاہا کہ آپ کو سزائیں کرے۔ آپ نے قاضی لاہور سے فرمایا :

”کیوں قاضی صاحب۔ ارکان اسلام کے پانچ ہیں۔
پہلا کلمہ توحید، اور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار۔ اس میں
توہم دونوں شریک ہیں:

دوسرا نماز اور تمیز روزہ۔ ان دونوں کو میں نے ترک کیا۔
چوتھا زکوٰۃ، پانچواں حج، ان دونوں کو تم نے ترک کیا۔
پھر کیا بات ہے کہ حسین ہی کو فقط مستوجب ہنر اقرار دیا جائے؟“

قاضی صاحب یہ سن کر مسکرائے اور چلے گئے۔
شاہی دربار میں: آپ کے قلندرانہ مشرب کی شکایت اکبر کے پاس پہنچی۔ اکبر نے
آپ کو دربار میں بلایا۔ اکبر نے آپ سے دریافت کیا:
”اے درویش! سنا ہے تم خدارسیدہ ہو۔“
آپ نے جواب دیا۔ اس میں کیا شک ہے۔

اکبر نے پوچھا:
”اچھا یہ تو بتائیے کہ آپ خدا تک کس طرح پہنچے؟“
آپ نے جواب دیا:

”اے بادشاہ! میں خدا تک نہیں پہنچا بلکہ خدا مجھ تک
پہنچا ہے۔“

ایک درباری نے اس کا ثبوت مانگا۔ آپ نے اکبر سے مخاطب ہو کر فرمایا:
”اے ہندوستان کے سیاہ و سپید کے مالک! مولیٰ سی بات ہے، اگر
آپ نہ چاہتے تو یہ گدا آپ تک کیسے پہنچتا؟“
اکبر آپ کا یہ جواب سن کر خوش ہوا اور آپ کو عزت و احترام سے رخصت کیا
شہزادہ سلیم جو ”جہاں گیر“ کے لقب سے تخت پر بیٹھا آپ کا معتقد تھا اس
نے آپ کا روزنامہ لکھنے کی خدمت بہادر خاں کے سپرد کی۔
وفات: آپ نے سن ۱۵۸۵ء میں وفات پائی۔ بوقت وفات آپ کی عمر تریسٹھ سال
کی تھی۔

مزار لاہور میں واقع ہے۔ ہر سال ’میلہ سپراناں‘، بڑی دھوم دھام

سے منایا جاتا ہے۔

خلفار: حضرت مادھو آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کے سولہ خلیفہ تھے۔
جس میں سے چار شاہ غریب کہلاتے تھے۔ چار دیوان کہلاتے ہیں۔ یعنی
مادھو دیوان۔ گورکھ دیوان۔ بخش دیوان۔ الہ دیوان۔
میں خاکی کہلاتے ہیں یعنی مولا بخش خاکی، خاکی شاہ وزیر آبادی۔
حیدر بخش خاکی۔

چار بلاول کہلاتے ہیں یعنی شاہ رنگ بلاول۔ بدھو بلاول۔ شاہ
بلاول اور شاہ بلاول دکنی۔

سیرت: آپ نے ملا متیہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ آپ کا مشرب قلندر امنہ
تھا۔ آپ کو ناچ گانے کا بہت شوق تھا۔ آپ لباس فقر میں اپنے آپ کو
پھپھاتے رکھتے تھے۔ روزانہ صبح کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ رات
بہنے اور رونے میں گزار دیتے تھے۔ آپ نیشلی چیزوں کا استعمال بھی
کرتے تھے۔

اقوال: جب علم کے ساتھ عمل نہ ہو تو اس علم سے ناچنا کو دنا بہتر ہے۔
میں نہ مقیم ہوں اور نہ مسافر، نہ مسلمان نہ کافر۔

کشف و کرامات: آپ نے جب مکتب چھوڑا تو ساری کتابیں کنوئیں میں
ڈال دیں۔ آپ کے ساتھیوں نے اپنی کتاب آپ سے طلب کی۔ آپ کنوئیں
کے پاس تشریف لے گئے اور کنوئیں سے کہا کتابیں واپس کرو۔ بیکانپور
پانی اوپر آیا۔ کتابیں پانی میں تیر رہی تھیں۔ کتابیں ذرا بھی نہیں بھیگی تھیں۔ آپ
نے کتابیں لے کر ساتھیوں کو دے دیں۔

حضرت مادھو کے والدین گنگا اشنان کے لئے گئے۔ وہ حضرت مادھو کو بھی
اپنے ہمراہ لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن آپ نے حضرت مادھو کو اجازت نہیں دی
آپ نے ان سے فرمایا کہ جس دن اشنان ہوتا تھا۔ جب حضرت مادھو نے
آپ کو وہ دن یاد دلایا تو آپ نے حضرت مادھو سے آنکھیں بند کرنے اور ان کے
پاؤں پر پاؤں رکھنے کو کہا انہوں نے ایسا ہی کیا آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ گنگا کے

کنڈے کھڑے ہیں۔ اپنے والدین کے ساتھ اشنان کر کے اسی طرح لاہور واپس آتے۔ حضرت مادھو کے والدین جب اشنان سے لاہور واپس آتے تو انہوں نے اس کا ذکر کیا۔

ایک مرتبہ موضع منڈیا کے لمبردار نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ایک کمرے میں بند کر دیا اور کہا جب تک بارش نہ ہوگی رہائی ناممکن ہے۔ آپ نے لمبردار سے فرمایا، کہ اچھی بات ہے لیکن نان اور مرغ کھلاؤ۔ پھر دعا کریں گے۔ نان اور مرغ کھانے کے بعد آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا: ”اب کیا دیر ہے“ آپ کا یہ کہنا تھا کہ اب گھر کر آیا، اور خوب بارش ہوئی۔

باب ۵

حضرت شاہ ابوالمعالی

حضرت شاہ ابوالمعالی زبدۃ العارفین ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت موسیٰ المرقد بن حضرت امام محمد متقی الجواد علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے

آپ کے آبا و اجداد سادات کرمان سے تھے۔ آپ کے دادا کے دادا سید فیض اللہ اپنے لڑکے سید مبارک کرمانی کو ہمراہ لے کر کرمان سے ۹۶ھ میں ہندوستان آئے۔ اوچے میں قیام فرمایا یہ اوچے سے سکونت ترک کر کے اوڈجال میں جو ملتان کے قریب ہے اقامت گزری ہوئے۔

والد : آپ کے والد سید رمت اللہ اوڈجال سے سکونت ترک کر کے سنگمہ میں رونق افروز ہوئے پھر سنگمہ سے شیرگڑھ میں آکر سکونت اختیار کی۔

ولادت : آپ کی ولادت باسعادت شیرگڑھ میں ۱۰۔ ذوالحجہ ۹۲۰ھ کو واقع ہوئی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۰۔ ذوالحجہ ۹۲۰ھ کو پیدا ہوئے یہ

نام : آپ کا نام المعالی ہے۔ آپ شاہ ابوالمعالی کے نام سے مشہور ہیں۔

القاب : آپ کے القاب "اسد الدین" اور "شاہ خیر الدین" ہیں۔

تعلیم و تربیت : آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے والد کے سایہ عاطفت میں ہوئی آپ کے والد نے علوم ظاہری آپ کو پڑھائے۔ علوم ظاہری سے جلد ہی فارغ ہوئے۔

۱۵ مقامات داؤدیہ۔ روضۃ النوادر۔ ۱۵ سفینۃ الاولیاء (فارسی) صفحہ ۱۹۶۔

تلاشِ حق : آپ کو علومِ باطنی حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ آپ کو ایسی طریقے پر غوث الاعظم محی الدین حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے عشق پیدا ہوا۔ شہر کو چھوڑ کر جنگل کی راہ لی۔ کئی سال تک جنگلوں میں پھرتے رہے۔

کایا پلٹ : آپ ۹۸۰ء میں دہلی پہنچے، دہلی کے قیام کے دوران ایک روز آپ کی ایک مجذوب سے سرائے میں ملاقات ہوئی۔ وہ مجذوب آپ کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور یہ الفاظ زبان پر لایا۔

”عالمیاں امروز برائے کسبِ سلوکِ طریقت و حصولِ دولت
بر در بابِ شیخِ داؤد می روند و ایشان آں چنان نعمت درون خانہ
گزاشتہ بیرون می روند“

ترجمہ آج لوگ سلوکِ طریقت و حصولِ دولت کے واسطے بابِ شیخ
داؤد کے در پر جاتے ہیں اور یہ ایسی نعمت کو گھر میں چھوڑ کر
باہر جاتے ہیں۔

بیعت و خلافت : یہ الفاظ آپ کے لئے کافی تھے۔ یہ اشارہ پا کر آپ
دہلی سے شیر گڑھ روانہ ہوئے۔ شیر گڑھ پہنچ کر آپ حضرت شیخ داؤد کی خدمت

میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ داؤد آپ کو دیکھتے ہی آپ سے اس طرح
مخاطب ہوئے

”معالیٰ! پیشِ بیا۔ بارے بگو آں مجذوب را چوں دیدی چہ گفتی
و چہ شنیدی“

ترجمہ : (معالیٰ! آگے آؤ۔ پھر بیان کرو کہ جب اس مجذوب کو دیکھا کیا
کہا اور کیا سنا)

آپ نے سارا واقعہ حضرت داؤد کے گوش گزار کیا۔

حضرت شیخ داؤد نے آپ سے فرمایا:

”ہمیشہ میرے پاس رہو تا کہ تم کو وہ حاصل ہو جو دوسری جگہ ساری عمر

میں بھی حاصل نہ ہو“

آپ حضرت شیخ داؤد کے مرید اور ممتاز خلیفہ ہیں۔

پیر و مرشد کی حقیقت : ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ حیران، پریشان اور رنجیدہ تھے۔ آپ کو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے دیدار کے شوق نے بھین کر رکھا تھا۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ داؤد کو بذریعہ کشف آپ کی حالت کی اطلاع ہوئی۔ آپ کو تسلی دیتے ہوئے آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا :
 ”معالیٰ ! امروزیاء فردا ترا بجانب جناب مقدس معلیٰ حاضر می
 کنم منتظر ساعد و وقت باش“

”آج یا کل میں تجھ کو مقدس معلیٰ کی جانب حاضر کرتا ہوں۔ اس گھڑی کا انتظار کرو“

آپ اس نیک ساعت کا نہایت بھینی سے انتظار کرنے لگے۔ ایک رات جبکہ آپ کچھ سوتے اور کچھ جاگتے تھے، آپ نے دیکھا کہ آپ کے پیر و مرشد تشریف لائے ہیں وہ آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر حضرت غوث الاعظم کی محفل میں حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت غوث الاعظم کے سیدھے طرف ابوالمعالی عرانی بیٹھے ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد وہاں پہنچ کر حضرت غوث الاعظم کے بائیں طرف بیٹھے۔ آپ کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ کیا ابوالمعالی عرانی جو حضرت غوث الاعظم کے سیدھی طرف بیٹھے ہیں آپ کے پیر و مرشد سے رتبے میں زیادہ ہیں آپ کے دل میں اس خطرے کا آنا تھا کہ حضرت غوث الاعظم نے آپ کی طرف دیکھا اور عربی میں فرمایا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :

”اے ابوالمعالی ! تیرا شیخ میرا دل ہے اور دل جہانہ چپ ہی ہوتا ہے“

لاہور میں سکونت : آپ ﷺ میں اپنے پیر و متگیر کے وصال کے بعد لاہور میں آکر رہنے لگے اور مخلوق کو رشد و ہدایت فرمانے لگے۔
 وفات : آپ ۱۶۔ ربیع الاول ۶۲۳ھ کو واصل بحق ہوئے بلکہ آپ کا مزار لاہور میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔
 سیرت : آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔ حضرت غوث الاعظم کے سچے عاشق

تھے اپنے پیرومرشد سے والہانہ عشق تھا۔ اور اپنے پیرومرشد کی عنایات و
الطاف و کرم کا اس طرح اعتراف کرتے ہیں کہ
بہ تحت نعتہ بشیمنم چو حاصل گشت مقصوم
سیلانی کنم کز زبان غلام شیخ داؤدم
آپ فنا فی الشیخ کے درجے پر فائز تھے۔

علمی ذوق : آپ ایک خدا رسیدہ بزرگ ہونے کے علاوہ ایک عالم بھی تھے
آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں۔
تحفۃ القادری۔ باغ ارم۔ زعفران زار۔ رسالہ مونس جاں۔
شعرو شاعری : آپ ایک خوش گوش شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص ”غزبتی“ ہے کہیں
آپ نے ”مسلمے“ اور کہیں ”معالی“ تخلص بھی استعمال کیا ہے۔

آپ صاحب دیوان تھے۔ ایک مشہور غزل کے چند اشعار حسب ذیل ہیں :
تشنہ لب گویاں سوتے آل بحر عرفاں می روم
سرزدہ چوں سیل اشک خود بانغاں می روم
حاجی بغداد گیلانم ز شوقِ خصرتش
کہ سوتے بغداد و گاہے سوتے گیلان می روم
ہم عرب شد ہم عجم صید تو اے ترکِ عجم
بر اسیر خویش رحمے کُن کہ حیراں می روم
غزبتی سرود قد خضرے مبارک پے کجاست
تا شود رہبر کہ سوتے آب حیراں می روم

آپ کی ایک مشہور رباعی حسب ذیل ہے :
یارب بحق جمال عبد القادر یارب بحق کمال عبد القادر
بر حال ابو المعالی زار و ضعیف رحمے کن دودہ وصال عبد القادر

تعلیمات : آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں :
محبت کا تعلق : آپ اس خیال سے متفق نہیں کہ مرنے کے بعد عشق و محبت کا

تعلق بے پکار ہے۔ آپ کے نزدیک ہر حالت میں عشق و محبت جائز اور روا ہے
مخالفتِ نفس: آپ فرماتے ہیں کہ نفس کی مخالفت کی پروا نہیں کرنا چاہئے۔
باوجود نفس کی مخالفت کے محنت و ریاضت میں لگا رہنا چاہئے۔ آپ کے نزدیک
نفس کی مخالفت نیک فال ہے جس طرح کہ کوٹھے پر زراغ کی آواز مہمان کے آنے کی
بشارت ہے۔ اسی طرح نفس کا پکارنا مراد پوری ہونے کی دلیل ہے۔

اقوال: جب میں دل و جان سے محبوب کا عاشق زار ہوں اور جناب کی بھی کمال
مہربانی میرے شامل حال ہے تو پھر مجھے کسی غیر کی کیا حاجت ہے۔

یا الہی! مجھے اپنے پیر کی محبت کی توفیق عطا فرماتا کہ میرا مقصود حاصل ہو۔
کشف و کرامات: ایک مرتبہ ملا شاہ ایک عالم و عامل ملا نعمت اللہ کے ہمراہ آپ
کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت
میں آیا اور آپ کو تسبیح نظر کی وہ تسبیح دیکھ کر اُن کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ آپ
کی کرامت ہوئی اگر آپ اُن کی خواہش سے بذریعے کشف مطلع ہوں اور وہ تسبیح
ان کو عطا کریں۔

وہ جب آپ سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے وہ تسبیح ان کو دی اور تاکید
فرمائی کہ ہر روز ستر بار صلوٰۃ پڑھا کریں یہ

ملا نعمت اللہ کو ایک دن یہ خیال آیا کہ ان کو جو اعتقاد، اور محبت
غوث الاعظم محی الدین حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ سے ہے اس کی خبر غوث الاعظم
کو بھی ہوگی یا نہیں۔

اُسی رات کو ملا نعمت اللہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ کسی کام میں درماذہ
ہیں، اور ننگے سر ہیں۔

حضرت غوث الاعظم وہاں تشریف لائے، اور سفید دستار ان کو مرحمت
فرمائی اور اُن سے فرمایا کہ: اے

”ملا نعمت! ما در جنین جاہ از شما خبر داریم“

”ملا نعمت! ہم اسی جگہ (حالت میں) تمہارے حال سے خبر دار ہیں“

دوسرے دن آپ نے ان کو بلایا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے

آپ نے ان کو سفید دستار عطا کی اور فرمایا کہ یہ وہی دستار ہے

باب ۵۲

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی مخزن شریعت، معدن طریقت و حقیقت ہیں
خاندانی حالات: آپ کا نسب نامہ پدری ستائیس واسطوں سے امیر المومنین حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر منتهی ہوتا ہے۔ پس آپ فاروقی ہیں۔
والد ماجد: آپ کے والد ماجد حضرت عبدالاحد نے مین عالم شباب میں حضرت شیخ
عبدالقدوس گنگوہی سے بیعت کی۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی وفات کے بعد
ان کے صاحبزادے حضرت شیخ زکین الدین نے ان کو فوائد و برکات سے مالا مال کر کے
طریقہ قادریہ اور چشتیہ صابریہ کا خرقہ خلافت سلمہ میں مرحمت فرمایا۔
انہوں نے حضرت شاہ کمال کیتلی سے سلوک طریقت اور یہ طے کیا، اور
حضرت شاہ کمال سے فوائد و برکات کے علاوہ نسبت فرودیت حاصل کی رہتاس
میں حضرت شیخ عبداللہ داو سے اور جون پور میں حضرت سید علی قوام نظامی سے
فیض روحانی حاصل کیا۔

آپ کی ولادت کے حضرت غوث الاعظم میراں می الدین جیلانی شیخ عبدالقادر متعلق پیشین گوئیاں : شیخ جام، حضرت داؤد قیسری، حضرت خلیل اللہ بدخشی، حضرت شیخ سلیم حشتی، حضرت نظام الدین تارلوی اور حضرت شیخ عبداللہ سہروردی نے آپ کی ولادت باسعادت کی خبر لوگوں کو دے دی تھی۔ لہ

ولادت مبارک : سرہند میں آپ نے جمعہ کی ۱۴۔ شوال ۱۹۱۹ء کو اپنے جمال جہاں آرا سے اس عالم کو روشن و منور فرمایا۔

ولادت کے بعد آپ کی ولادت کے بعد آپ کے والد ماجد نے سرور عالم کے واقعات : صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آں حضرت تشریف لائے ہیں اور آپ کے کانوں میں اذان و بکیر کہی۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ شیخ عبدالعزیز اس وقت سرہند میں مقیم تھے۔ انہوں نے ملائک کو دیکھا کہ سب آپ کے فضائل بیان کرنے میں مصروف ہیں۔

نام نامی : آپ کا نام 'احمد' ہے۔

لقب : آپ کا لقب بدر الدین ہے۔

کنیت : آپ کی کنیت "ابوالبرکات" ہے

خطابات : " خزینۃ الرحمت "، " قیوم الزماں "۔ اور مجدوالف ثانی، آپ کے خطابات ہیں۔

مجدوالف ثانی کہلانے آپ کے مجدوالف ثانی کہلانے کی وجہ تسمیہ کی وجہ تسمیہ : یہ ہے کہ آپ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ آپ دین کو نئے سرے سے تازگی بخشنے والے ہیں۔

بھائی : آپ کے چھ بھائی تھے جن میں شیخ شاہ محمد، شیخ مسعود، شیخ غلام محمد اور شیخ فواد مشہور ہیں۔ آپ اپنے والد کے چوتھے صاحبزادے تھے۔

بچپن : آپ مفتون پیدا ہوئے تھے۔ اور بچوں کی طرح روتے نہیں تھے۔ آپ کا بدن یا کپڑا کبھی ناپاک نہیں ہوتا تھا۔ آپ کو کسی نے برہنہ نہیں دیکھا۔

غلالت : ابھی آپ دودھ ہی پیتے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد نے

حضرت شاہ کمال کیتھلی کو آپ کی علالت کی اطلاع دی اور ان کو اپنے گھر لائے۔
 حضرت شاہ کمال کیتھلی نے آپ کو دیکھا، گود میں لیا اور آپ کے متعلق فرمایا یہ
 اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے۔ یہ عالم باعمل عارف کامل ہوگا، اور بہت
 سے بزرگ، آپ اور مجھ جیسے اس کے دامن مافیت میں تربیت سے مستفید ہوں گے
 تا قیامت اس کا نور روشن رہے گا۔ اکثر اولیائے اُمت اس کی ولادت باسوات
 کی خبر دے گئے ہیں۔ باخبر بزرگ اس کے ظہور کے منتظر اور چشم براہ تھے۔
 یہ فرما کر حضرت شاہ کمال کیتھلی نے اپنی زبان آپ کے منہ میں دے دی۔
 آپ نے اُس کو چوسنا شروع ہوا۔

حضرت کمال کیتھلی بہت خوش ہوئے اور خوشی کی حالت میں فرمایا:

”ہمارے طریقہ، قادریہ کی تو تمام نعمت اس کو پہنچ گئی“

تعلیم و تربیت : آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد کے سایہ کفایت
 میں ہوئی۔ آپ نے بہت جلد قرآن شریف حفظ کیا۔ اس کے بعد علم ظاہری کی
 تحصیل اپنے والد سے شروع کی۔ بہت سی درسی کتب پڑھ کر جلد ہی فارغ ہوئے
 پھر مولانا کمال کے پاس سیالکوٹ گئے۔ اور ان سے کچھ کتابیں پڑھیں جس میں تفسیر

واحدی مع دیگر مؤلفات واحدی، تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضا، صحیح
 بخاری مع متعلقات ثلاثیات وغیرہ، مشکوٰۃ المصابیح، ترمذی شریف مع شمائل جامع
 صغیر، قضیدہ بروہ قابل ذکر ہیں۔

سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر مستبد اہیت پر رونق افروز ہوئے۔
 درس و تدریس : بہت دُور سے طلباء آپ کی خدمت میں آنے لگے۔ آپ کا
 حلقہ حدیث و تفسیر روز بروز وسیع ہوتا گیا۔ درس و تدریس آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔
 آگرہ میں آمد : آپ دو مرتبہ آگرے تشریف لے گئے۔ ابوالفضل اور فیضی سے ملے
 آپ نے ان کو رشد و ہدایت اور تلقین فرمائی۔

والد کا وصال : آپ کے والد ماجد نے، ۱۰۔ رجب سن ۱۰۰۰ کو بعد اسی سال

وامی اسل کو لیک کہا۔

دہلی میں پہلی بار: اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد آپ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ سرور عالم صلعم کے خیال سے متناہ میں سرہند سے روانہ ہوئے، دہلی پہنچ کر آپ اپنے پرانے دوست مولانا حسن کشمیری سے ملے جو حضرت خواجہ باقی باللہ کے معتقد و منتقاد تھے انہوں نے حضرت خواجہ باقی باللہ کے کمالات و تصرفات کا ذکر آپ سے کیا۔ آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہ کی قدم بوسی کا شوق پیدا ہوا۔ آپ اپنے والد ماجد سے پہلے ہی سلسلہ نقشبندیہ کی تعریف سُن چکے تھے۔ مولانا حسن کے ساتھ آپ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے

بیعت و خلافت: سب سے پہلے آپ اپنے والد ماجد حضرت عبدالاحد سے بیعت ہوئے، اور ان سے پندرہ سلاسل میں خلافت پائی۔ جب آپ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت خواجہ باقی باللہ کی خواہش کے مطابق اُن کی خانقاہ میں مہمان ہوئے تو آپ دوسرے روز ہی حضرت خواجہ باقی باللہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے کچھ ہی عرصہ میں درجہ کمال کو پہنچے حضرت خواجہ باقی باللہ نے آپ کو حنفیہ خلافت سے سرفراز فرمایا اور سرہند جانے کی اجازت مرحمت فرمائی و پھر سلاسل: آپ نے حضرت شیخ یعقوب صرحی سے سلسلہ کبرویہ سہروردی میں خلافت پائی۔

آپ نے حضرت حاجی عبدالرحمن بخشی کابلی المعروف بہ حاجی رمزی سے مصافحہ کیا اور انہوں نے اپنے شیوخ سے۔

حضرت شاہ سکندر سے آپ نے خرقہ خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ ساتھ طریقہ قادریہ جدیدہ میں خلافت پائی۔

واپسی: اپنے پیر و مرشد سے رخصت ہو کر آپ سرہند تشریف لائے اور تربیت طالبین اور ہدایت ساکنین میں مشغول ہوئے

دہلی میں دوسری بار: شوق دیدارِ جمال باکمال مرشد حق آپ کو دوبارہ دہلی لایا۔ آپ نے پیر و مرشد کی خانقاہ میں قیام کیا۔ کچھ عرصہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہے۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو نعمت باطنی اور نسبت ہائے عالیہ سے مالا مال کر کے سرہند رخصت کیا۔

سرہند میں آمد: آپ سرہند واپس تشریف لائے اور کچھ عرصے سا لکین راہ چلے اور طالبین طریق و صدق و صفا کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہ کر رختِ سفر باندھا۔
 لاہور میں قیام: آپ سرہند سے لاہور تشریف لے گئے وہاں بہت لوگ آپ کی صحبتِ کیمیا خاصیت کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ حضرت مولانا جمال الدین تلوی اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی آپ کے حلقہ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے اور بہت سے مشائخ نے آپ سے فیوضِ باطنی حاصل کئے۔

خبر جاں کاہ: آپ جب لاہور میں مقیم تھے آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ کے وصال کی خبر وحشتِ اثر ملی۔ آپ خبر جاں کاہ کے ملتے ہی وہی روانہ ہوئے دہلی پہنچ کر آپ اپنے پیر و مرشد کے مزارِ پُر انوار کی زیارت سے مشرف ہوئے

وطن کو واپسی: کچھ دن دہلی میں قیام فرما کر آپ سرہند واپس تشریف لائے اور سرگرم حلقہ ذکر و فکر ہوئے۔ سرہند کو آپ نے اپنا مرکزِ رشد و ہدایت بنایا اور تعلیم و تلقین اور طالبان کی تربیت میں ہمہ تن مشغول ہوئے۔

سلاطین کے تعلقات: اکبر کے دینی عقاید سے آپ کو بنیادی اختلاف تھا جہاں گیر کو آپ کا بڑھتا ہوا اقتدار اور اثر پسند نہ آتا تھا۔ آپ کے خلیفہ بدیع الدین کے حلقہ ارادت میں بہت سے امراء سلطانی داخل ہو گئے تھے۔ خانخاناں، سید صدر جہاں خاں جہاں خان اعظم، مہابت خاں، تربیت خاں، اسلام خاں وغیرہ ان کے حلقہ بگوش تھے۔ بادشاہ نے اپنے وزیرِ عظم آصف خاں کی رائے پسند کرتے ہوئے ان امراء کو جو آپ سے عقیدت رکھتے تھے و دروازہ تقرر کر کے بھیج دیا۔

شاہی دربار میں: بادشاہ نے ایک فرمان سرہند کے حاکم کے نام روانہ کیا جس میں آپ سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا اور آپ کو دربار میں آنے کی دعوت دی آپ نے دعوت قبول فرمائی۔ آپ جب شاہی دربار میں تشریف لے گئے تو آپ نے آئین دربار کی پابندی نہ کی۔ نہ بادشاہ کو سلام کیا اور نہ سجدہ۔ درباریوں کو یہ دیکھ کر یہ حیرت ہوئی۔ آپ نے درباریوں کو حیرت زدہ دیکھ کر فرمایا اس وقت تک یہ پیشانی غیر امتد کے لئے نہیں جھکی، اور نہ آئندہ امید ہے۔

قید و بند: بادشاہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ وزیر نے مشورہ دیا کہ آپ کو نظر بند

کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو الیاء کے تمام میں نظر بند کر دیا گیا۔ آپ نے خندہ پیشانی سے قید و بند کی سزا کو نہیں برداشت کیا اور اپنے خلفاء مریدین و معتقدین کو تاکید فرمائی کہ وہ کسی قسم کی شورش نہ کریں۔

ربانی : آخر بار بادشاہ نے آپ کی ربانی حکم جاری کیا۔ آپ سرہند تشریف لے گئے۔

شادی و اولاد : آپ کے سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں۔
لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں :

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق (۲) حضرت خواجہ محمد سعید (۳) حضرت خواجہ محمد معصوم (۴) حضرت خواجہ محمد سرخ نے پندرہ سال کی عمر میں انتقال فرمایا (۵) حضرت خواجہ محمد عیسیٰ نے آٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (۶) حضرت خواجہ محمد اشرف نے دو سال کی عمر میں وفات پائی (۷) حضرت خواجہ شیخ محمد یحییٰ۔

آپ کی لڑکیوں کے نام حسب ذیل ہیں :

(۱) بی بی رفیعہ بانو (۲) بی بی خدیجہ بانو (۳) بی بی کلثوم۔ تینوں صاحبزادیوں کا بچپن میں انتقال ہوا

وصال : آپ ۲۸ صفر ۱۰۳۳ھ کو جواری رحمت میں داخل ہوئے۔ مزار فیض آثار سرہند میں مرجع خاص و عام ہے۔

خلفاء : آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم آپ کے سجادہ نشین ہیں آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں :

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ اور حضرت خواجہ محمد اشرف کے علاوہ آپ کے دیگر صاحبزادے آپ کے خلیفہ ہیں۔

مولانا میر محمد نعمان اکبر آبادی۔ مولانا شیخ عبدالہادی بدایونی۔
مولانا شیخ طاہر لاہوری۔ مولانا صادق کابلی۔ شیخ بدیع الدین

سہارن پوری۔ مولانا یوسف، مرقندی۔ شیخ احمد استنبولی
 سیرت پاک: آپ جامع علوم شریعت و طریقت تھے۔ آپ نے وقائع غیبیہ
 و احوال مرصیہ اور احوال شریفہ حاصل کئے۔ آپ کو نسبت مرادیت و محبوبیت
 حاصل تھی۔ آپ سنت رسول کے سخت پابند تھے۔ ترک و تجرید، عبادت و مجاہدہ
 صبر و شکر، علم و تواضع، زہد و ورع، توکل و قناعت، تسلیم و رضا میں یگانہ عصر
 تھے۔ نعمت حاصل ہونے پر شکر اور تکلیف پہنچنے پر صبر کرتے تھے۔ آدمی رات کو
 بیدار ہوتے اور عبادت میں مشغول ہوتے۔ نماز تہجد پابندی سے پڑھتے۔
 علمی ذوق: آپ ایک بڑے عالم بھی تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں
 آپ کی مشہور کتاب حسب ذیل ہیں:

اثبات النبوت۔ رسالہ رد و رد انقض۔ شرح رباعیات حضرت خواجہ
 باقی باللہ۔ تعلیقات عوارف۔ رسالہ علم حدیث۔ رسالہ خواجگان
 نقشبند۔ رسالہ تہلیلہ۔ رسالہ مکاشفات غیبیہ۔ رسالہ آداب
 المریدین۔ مبد و معاد، معارف لدنیہ۔

کتابوں کے علاوہ آپ کے خطوط ہیں جن کی تعداد چھ سو چونتیس بتائی جاتی ہے۔
 عقائد: آپ تعلیم دین کو تلقین سلوک کے مقابلہ میں بہتر سمجھتے تھے۔ نبوت کو ولایت
 سے افضل جانتے تھے۔ تمام اولیاء پر اصحاب کبار کو فضیلت دیتے۔ طریقہ نقشبندیہ کو
 اور طریق پر فوقیت دیتے تھے صوفیوں کو سکر سے بہتر جانتے تھے۔ ذکر جہر کو خلاف ادب
 سمجھتے تھے۔ چلہ کشی آپ کے نزدیک بے ضرورت اور خلاف سنت ہے۔ آپ قبروں کو
 سجدہ کرنا ناجائز سمجھتے تھے اور قبروں کا طواف کرنا اور بوسہ دینا آپ کے نزدیک مکروہ
 ہے۔ زیارت قبور کو مستحسن، اولیائے اللہ سے مدد چاہنے کو درست اور ایصالِ ثواب
 عبادات مالی اور بدنی کو جائز قرار دیتے تھے۔ سلع، قص، سندل اور چپر انماں
 عرس کو منع فرماتے تھے۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات حارناضہ ہیں۔

شرعیات۔ طریقت۔ حقیقت: آپ فرماتے ہیں: لہ

”حقیقت سے مراد شریعت کی حقیقت ہے، نہ یہ کہ حقیقت شریعت سے جدا ہے۔ طریقت سے مراد وہ راستہ ہے جو شریعت کی حقیقت تک پہنچانے والا ہے، نہ کہ شریعت اور حقیقت سے کوئی آگے امر ہے۔ پس شریعت کی حقیقت تک پہنچنے سے پہلے صرف شریعت کی صورت حاصل ہوتی ہے۔ شریعت کی حقیقت تب معلوم ہوتی ہے جب نفس اطمینان کے مقام پر پہنچ جائے، اور درجہ ولایت حاصل کر لے۔ نفس کے ولایت اور اطمینان کے درجے تک پہنچنے سے پہلے ایمان کی صورت حاصل ہوتی ہے اور اطمینان حاصل ہونے کے بعد ایمان کی حقیقت۔“

موجودیت: آپ فرماتے ہیں: لہ

طالب کو چاہئے کہ اندرونی و بیرونی باطل معبودوں کی نفی کی کوشش کرے اور معبود حقیقی کے اثبات کے لئے جو کچھ اس کے وہم و خیال میں آتے اور اُسے بھی برطرف کر دے۔ صرف اس کی موجودیت پر اکتفا کرے، اگرچہ اس مکان میں وجود کی بھی گنجائش نہیں۔ اُسے وجود کے علاوہ تلاش کرنا چاہئے۔

حرک دنیا: آپ فرماتے ہیں: لہ

”... سعادت مند وہ آدمی ہے جس کا دل دنیا سے سرد ہو گیا ہو اور حق سبحانہ کی محبت کی گری سے گرم ہو گیا ہو۔ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور اس کا ترک کرنا تمام عبادتوں کا سردار، کیوں کہ دنیا حق تعالیٰ کی منضوب ہے، اور جب سے اس کو پیدا کیا ہے اس کی طرف نہیں دیکھا۔ دنیا اور دنیا دار ظن و ملامت کے داغ سے داغ دار رہے۔“

... جب ذکر بلکہ اس کے وجود کا ہر ایک روگنا اللہ کے ذکر سے پڑھے تو وہ اس وعید سے خارج ہے، اور دنیا داروں کے شمار میں نہیں۔ کیوں کہ دنیا

لہ ساری لہزیہ (اردو ترجمہ) صفحہ ۲۱۰۔ لہ مبذوماد (اردو ترجمہ) صفحہ ۱۵۴۔ کتب ۱۹۵

وہ چیز ہے جو دل کو حق تعالیٰ کی طرف سے ہٹائے رکھتے اور اس کے غیر کے ساتھ مشغول کر دے۔ خواہ وہ مال و اسباب ہو، خواہ جاہ و ریاست، خواہ ننگ و ناموس... جو کچھ دنیا کی قسم سے ہے وہ بلائے جان ہے۔

اہل دنیا، دنیا میں ہمیشہ کے لئے تفرقے میں ہیں اور آخرت میں حسرت و ندامت والوں میں سے دنیا کے ترک کی حقیقت سے مراد اس میں رغبت کا ترک کرنا ہے اور رغبت کا ترک کرنا۔ اس وقت ثابت ہوتا ہے۔ جب اس کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہو جاتے۔

”اور اس مطلب کا حاصل ہونا جمعیت والے لوگوں کی صحبت

کے بغیر مشکل ہے...“

● اقوال ● یہ کس قدر بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جوانی میں توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر استقامت بخٹے۔

● فرصت، صحت اور فراغت کو نعمت جاننا چاہئے اور سبہ وقت ذکر الہی میں مشغول رہنا چاہئے۔

● اہل کرم کا طریقہ ایثار یعنی غیر کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم کرنا

● انسان مرکب ہے عالم خلق سے جو اس کا ظاہر ہے اور عالم امر سے جو اس کا باطن ہے۔

● کام کا مدار دل پر ہے اور اگر دل حق تعالیٰ کے غیر سے گرفتار ہے تو خراب اور اتر ہے۔ صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کچھ نہیں ہو سکتا۔

کشف و کرامات: آپ کے مرید کا ایک واقعہ ہے کہ اس کو ایک دن شیر نے جنگل میں گھیر لیا۔ اُس نے آپ کو یاد کیا اور آپ سے امداد چاہی۔ آپ وہیں ظاہر ہوئے عصا ہاتھ میں تھا۔ آپ نے شیر کو بھگا دیا اور پھر فاتح ہو گئے۔ اس کے ساتھیوں نے اُس شخص سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ تھے جو عصا لے کر آئے۔ اور شیر کو بھگا دیا۔ اُس شخص نے ان لوگوں کو بتایا کہ وہ اس کے پیر و مرشد حضرت

امام ربانی مجدد الف ثانی تھے۔

آپ نے اپنی وفات سے قبل اپنی وفات کے متعلق لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا وقت تک بتا دیا تھا۔

گو الیاء کے قلم میں اپنی نظر بندی کے متعلق فرما دیا تھا۔

ایک نجدی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دُعا کا طالب ہوا۔ آپ نے اس کی طرف توجہ فرمائی۔ وہ اسی وقت اچھا ہو گیا۔

ایک درویش نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا، حج بیت اللہ کا ارادہ ہے۔ آپ نے کچھ سوچا اور فرمایا:

”تو عرفات میں نظر نہیں آتا“

اس درویش نے انتہائی کوشش کی لیکن نہ جاسکا۔

باب ۵۳

حضرت میاں میر

حضرت میاں میر قطبِ زمن ہیں۔ واقفِ سر و علن ہیں۔

خانہ دانی حالات : آپ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے دادا قاضی قلندر فاروقی ایک صوفی منس بزرگ تھے۔

والد ماجد : آپ کے والد ماجد کا نام قاضی سائیں دتا ہے۔

والد ماجد : آپ کی والدہ ماجدہ قاطرہ قاضی قادن کی صاحبزادی تھیں۔

بھائی : آپ کے چار بھائی تھے جن کے نام حسب ذیل ہیں :
قاضی بولن، قاضی عثمان، قاضی ظاہر، قاضی محمد۔

بہنیں : آپ کی دو بہنیں تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں :
بی بی جمال خاتون، بی بی بادی۔

بی بی جمال خاتون رابعہ عصر تھیں۔ آپ سے بہت سی کرامات کا اظہار ہوا ہے
آپ کی ولادت باسعادت "سیوستان میں جو ٹھٹھا اور بھکر کے مابین واقع
ولادت : ہے اور آپ کے آباؤ اجداد کا اصلی وطن ہے ۱۹۳۸ء میں ہوئی ہے۔

۱۔ سکینہ اولیاء اور دوزخ (ص ۲۰) ۲۔ سکینہ اولیاء (ص ۲۱) ۳۔ سکینہ اولیاء (ص ۲۲) ۴۔ سکینہ اولیاء (ص ۲۳) ۵۔ سکینہ اولیاء (ص ۲۴) ۶۔ سکینہ اولیاء (ص ۲۵) ۷۔ سکینہ اولیاء (ص ۲۶) ۸۔ سکینہ اولیاء (ص ۲۷) ۹۔ سکینہ اولیاء (ص ۲۸) ۱۰۔ سکینہ اولیاء (ص ۲۹) ۱۱۔ سکینہ اولیاء (ص ۳۰) ۱۲۔ سکینہ اولیاء (ص ۳۱) ۱۳۔ سکینہ اولیاء (ص ۳۲) ۱۴۔ سکینہ اولیاء (ص ۳۳) ۱۵۔ سکینہ اولیاء (ص ۳۴) ۱۶۔ سکینہ اولیاء (ص ۳۵) ۱۷۔ سکینہ اولیاء (ص ۳۶) ۱۸۔ سکینہ اولیاء (ص ۳۷) ۱۹۔ سکینہ اولیاء (ص ۳۸) ۲۰۔ سکینہ اولیاء (ص ۳۹) ۲۱۔ سکینہ اولیاء (ص ۴۰) ۲۲۔ سکینہ اولیاء (ص ۴۱) ۲۳۔ سکینہ اولیاء (ص ۴۲) ۲۴۔ سکینہ اولیاء (ص ۴۳) ۲۵۔ سکینہ اولیاء (ص ۴۴) ۲۶۔ سکینہ اولیاء (ص ۴۵) ۲۷۔ سکینہ اولیاء (ص ۴۶) ۲۸۔ سکینہ اولیاء (ص ۴۷) ۲۹۔ سکینہ اولیاء (ص ۴۸) ۳۰۔ سکینہ اولیاء (ص ۴۹) ۳۱۔ سکینہ اولیاء (ص ۵۰) ۳۲۔ سکینہ اولیاء (ص ۵۱) ۳۳۔ سکینہ اولیاء (ص ۵۲) ۳۴۔ سکینہ اولیاء (ص ۵۳) ۳۵۔ سکینہ اولیاء (ص ۵۴) ۳۶۔ سکینہ اولیاء (ص ۵۵) ۳۷۔ سکینہ اولیاء (ص ۵۶) ۳۸۔ سکینہ اولیاء (ص ۵۷) ۳۹۔ سکینہ اولیاء (ص ۵۸) ۴۰۔ سکینہ اولیاء (ص ۵۹) ۴۱۔ سکینہ اولیاء (ص ۶۰) ۴۲۔ سکینہ اولیاء (ص ۶۱) ۴۳۔ سکینہ اولیاء (ص ۶۲) ۴۴۔ سکینہ اولیاء (ص ۶۳) ۴۵۔ سکینہ اولیاء (ص ۶۴) ۴۶۔ سکینہ اولیاء (ص ۶۵) ۴۷۔ سکینہ اولیاء (ص ۶۶) ۴۸۔ سکینہ اولیاء (ص ۶۷) ۴۹۔ سکینہ اولیاء (ص ۶۸) ۵۰۔ سکینہ اولیاء (ص ۶۹) ۵۱۔ سکینہ اولیاء (ص ۷۰) ۵۲۔ سکینہ اولیاء (ص ۷۱) ۵۳۔ سکینہ اولیاء (ص ۷۲) ۵۴۔ سکینہ اولیاء (ص ۷۳) ۵۵۔ سکینہ اولیاء (ص ۷۴) ۵۶۔ سکینہ اولیاء (ص ۷۵) ۵۷۔ سکینہ اولیاء (ص ۷۶) ۵۸۔ سکینہ اولیاء (ص ۷۷) ۵۹۔ سکینہ اولیاء (ص ۷۸) ۶۰۔ سکینہ اولیاء (ص ۷۹) ۶۱۔ سکینہ اولیاء (ص ۸۰) ۶۲۔ سکینہ اولیاء (ص ۸۱) ۶۳۔ سکینہ اولیاء (ص ۸۲) ۶۴۔ سکینہ اولیاء (ص ۸۳) ۶۵۔ سکینہ اولیاء (ص ۸۴) ۶۶۔ سکینہ اولیاء (ص ۸۵) ۶۷۔ سکینہ اولیاء (ص ۸۶) ۶۸۔ سکینہ اولیاء (ص ۸۷) ۶۹۔ سکینہ اولیاء (ص ۸۸) ۷۰۔ سکینہ اولیاء (ص ۸۹) ۷۱۔ سکینہ اولیاء (ص ۹۰) ۷۲۔ سکینہ اولیاء (ص ۹۱) ۷۳۔ سکینہ اولیاء (ص ۹۲) ۷۴۔ سکینہ اولیاء (ص ۹۳) ۷۵۔ سکینہ اولیاء (ص ۹۴) ۷۶۔ سکینہ اولیاء (ص ۹۵) ۷۷۔ سکینہ اولیاء (ص ۹۶) ۷۸۔ سکینہ اولیاء (ص ۹۷) ۷۹۔ سکینہ اولیاء (ص ۹۸) ۸۰۔ سکینہ اولیاء (ص ۹۹) ۸۱۔ سکینہ اولیاء (ص ۱۰۰)

نام : آپ کا نام میر محمد ہے۔

آپ "میاں میر"، "شاہ میر"، "میاں جیو" اور "بالاپیر" کے القاب : القاب سے پکارے جاتے ہیں۔

بچپن کا صدرمہ : سات سال کی عمر میں والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے علم باطنی حاصل کرنا تربیت : شروع کیا۔ اس سے فارغ ہو کر آپ دنیا اور دنیاوی تعلقات سے کنارہ کش ہو گئے۔

آپ والدہ سے رخصت ہو کر جنگلوں، بیابانوں اور باغوں میں گھوما تلاشِ حق : کرتے تھے۔ تلاشِ حق میں آپ بے چین رہتے تھے۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔

آپ سیوستان کے پہاڑوں میں گھومتے گھومتے ایک دن بیعت و خلافت : حضرت خضرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خضرؑ سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک بلند پایہ بزرگ تھے وہ بارہ مہینے پہاڑوں میں رہتے تھے مخلوق سے دور اور یاد الہی میں مصروف رہتے تھے۔ ان کے پاس ایک کوزہ اور ایک بوریا تھا اور اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ جاڑے کے موسم میں ایک تنور بنا کر اور لکڑیاں جمع کر کے اس تنور میں رات کو رہتے تھے۔

آپ حضرت خضرؑ سے اپنی ملاقات کا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں :
"..... جب میں والدہ ماجدہ سے رخصت لے کر بڑے شوق سے باہر نکلا تو بے اختیار جنگل کا رخ کیے جا رہا تھا، یہاں تک کہ میں سیوستان میں پہنچا۔ وہاں پر میں نے دیکھا کہ ایک گونے میں تنور ہے جس کا منہ ڈھکا ہوا تھا۔ جب کھول کر دیکھا تو اس میں پتھر دیکھا اور تنور گرم تھا۔ میں حیران رہ گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ کسی بزرگ کا مقام ہے..... اور میں نے عہد کیا کہ جب تک اس بزرگ کی زیارت نہ کر لوں گا، یہاں سے نہیں جاؤں گا..... تین روز کے

بعد حضرت خضر تشریف لائے۔ میں نے جا کر سلام کیا۔ آپ نے سلام
 کا جواب مع میرے نام کے دیا۔۔۔۔۔“
 بعد آپ حضرت خضر کے مرید ہوئے اور یاد الہی میں مشغول ہوئے اور
 فرقہ و خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت خضر نے آپ کو رخصت فرمایا اور آپ کو ہدایت
 پیروم رشد سے رخصت : فرمائی کہ ان کے پاس رہنے کی ضرورت نہیں۔ جہاں
 جی چاہے جائیں اور جہاں جی چاہے رہیں۔

آپ علوم ظاہری حاصل کرنے کے واسطے لاہور تشریف لائے۔
 لاہور میں آمد : بعض کا خیال ہے کہ آپ پیروم رشد کی وفات کے بعد لاہور میں
 رونق افروز ہوئے۔ لاہور میں مسجدوں میں قیام فرمایا۔ مولانا سعد اللہ کے حلقہ درس
 میں شامل ہوئے اور کچھ ہی مدت میں علوم معقول و منقول کلی تحصیل سے فارغ ہوئے۔
 مولانا نعمت اللہ سے بھی آپ نے علم حاصل کیا۔

آپ نے اپنی اصلی حالت کا کسی کو پتہ نہیں دیا۔ اس کے بعد سے آپ کا یہ
 طریقہ تھا کہ دن میں بزرگان دین کے مزارات پر جاتے اور مزارات سے فیوض و
 برکات حاصل کرتے۔ پھر باغوں، جنگلوں اور غیر آباد مقامات پر جا کر یاد حق میں
 مشغول ہوتے۔

لاہور میں کچھ عرصے رہ کر آپ سرہند تشریف لے گئے۔ سرہند میں
 سرہند میں قیام : آپ بیمار ہو گئے۔ گھٹنے کے درد کی شکایت پیدا ہوئی۔ حاجی
 نعمت اللہ سرہندی نے آپ کی بہت خدمت کی۔ آپ نے ان کی خدمت اور تیمارداری
 سے خوش ہو کر ان کو ایک ہی ہفتہ میں درجہ کمال کو پہنچا دیا۔

بیماری کی حالت میں آپ ایک دن غوث الاعظم میراں محی الدین حضرت شیخ
 عبدالقادر جیلانی کی رُوح پر فتوح کی طرف رجوع ہوئے۔ غوث الاعظم اور حضرت
 خضر آپ کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم سے صحت
 کی درخواست کی۔ حضرت غوث الاعظم نے اپنا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرا۔ اور پانی کا
 ایک پیالہ دے کر اس کے پینے کی تاکید فرمائی۔ آپ تندرست و توانا ہو کر خداوند تعالیٰ
 کا شکر بجا لائے۔

لاہور میں سکونت : ایک سال کے قریب سر ہند میں رہ کر آپ لاہور واپس تشریف لائے اور باغبانوں کے محلے میں مستقل سکونت اختیار کی۔ یہ آپ عبادت، ریاضت، مجاہدہ، تعلیم و تقویٰ اور رشد و ہدایت میں مشغول رہتے۔ لوگوں کو راہِ حق دکھاتے۔ آپ کا فیض عام تھا۔ بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

سلاطین کی باریابی : آپ کے کمالات کا شہرہ سن کر شہنشاہِ جہانگیر کو آپ سے شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیغام بھیجا کہ لاہور سے روانہ ہونے کے بعد اس کو آپ کا نام معلوم ہو سکا۔ اگر لاہور میں ہوتا تو وہ خود حاضر خدمت ہوتا۔ اب آپ خود ہی از راہ نوازش اس کے پاس تشریف لے آئیں۔

آپ نے جہانگیر کی درخواست منظور فرمائی۔ جہانگیر نے آپ کی بہت آؤ بھگت کی۔ بہت دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ جہانگیر آپ سے بہت متاثر ہوا اور اسی حالت میں آپ سے عرض کیا کہ

”جو کچھ سلطنت کا زرومان اور جو اہر وغیرہ ہے وہ میری نظر

میں اینٹ پتھر کے برابر ہے۔ اگر آپ توجہ فرمادیں تو میں دنیاوی

تعلقات کو چھوڑ دوں۔“

آپ نے یہ سن کر جہانگیر سے فرمایا:

”تم پہلے اپنے بیباختگی کی نگہبانی کے لیے کوئی شخص مہیا کر لو۔

پھر میں تمہیں اپنے ساتھ لے جا کر مشغول کروں گا۔“

جہانگیر یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اس نے آپ سے عرض کیا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت

ہو تو فرمائیں۔ آپ نے بادشاہ سے وعدہ لیا کہ جو طلب کریں گے وہ دے گا۔ جہانگیر نے کہا ”ہاں اضروردوں گا۔“

آپ نے فرمایا: ”تو بس یہی چاہتا ہوں کہ مجھے رخصت دو۔“ جہانگیر نے آپ کو

نہایت عزت و احترام سے رخصت کیا۔

شہنشاہ شاہجہاں دو مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے شاہجہاں کو نصیحت فرمائی کہ بے

”عادل بادشاہ کو اپنی رعیت اور سلطنت کی خبر گیری کرنی چاہیے۔ اور اپنی تمام ہمت اپنی تمام ولایت کو آباد کرنے میں صرف کرنی چاہیے۔ کیونکہ اگر رعیت آسودہ حال اور ملک آباد ہے تو سپاہ آسودہ اور خزانہ پُر ہوگا۔“

شاہجہاں آپ سے مل کر اتنا متاثر ہوا کہ اکثر کہا کرتا تھا کہ:

”ہم نے ترک و تجرید میں حضرت میاں جیو جیسا کوئی درویش نہیں دیکھا۔“
دوسری مرتبہ جب شاہجہاں آپ سے ملنے آپ کے در دولت پر گیا تو شمال کی دستار اور کھجوروں کی تسبیح اپنے ہمراہ لے گیا۔ جب اس نے وہ دونوں چیزیں آپ کو نذر کیں، تو آپ نے دستار واپس کر دی اور تسبیح قبول فرمائی۔ وہ تسبیح قبول تو کر لی لیکن بعد ازاں اپنے ایک مرید کو دبدی۔

آپ بادشاہ سے بات چیت کرتے جاتے تھے اور لوگ پکا کر پھینکتے جاتے تھے شیخ محمد لاہوری وہ لوگ اٹھا کر کھالیتے تھے۔ شیخ محمد لاہوری نے شاہجہاں کے جانے کے بعد آپ سے دریافت کیا کہ مجلس کیسی گزری۔ آپ نے جواب دیا کہ بے
”بادشاہ فردِ کامل اور مظہرِ خاص ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی آمد و رفت اور بات چیت سے مجھ میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا، کیونکہ میں جس کام میں مشغول تھا اسی میں مشغول رہا۔۔۔“

آپ اکثر فرمایا کرتے کہ بے

وصیت: ”وفات کے بعد مجھے شورہ زمین میں دفن کرنا، تاکہ میری ہڈیوں

تک کا نام و نشان باقی نہ رہے اور نہ ہی قبر کی صورت بنانا۔ کیوں کہ

صوتِ درقبر بعد از مرگ ویراں خوشتر است

نیستی مانند من با خاک یکساں خوشتر است

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ:

”میری ہڈیوں کو نہ بیچنا، اور میری قبر پر دوسروں کی طرح دوکان نہ بنالینا۔“

آپ نے، اربعہ الاول سنہ ۱۰۴۵ھ کو اس دارفانی سے عالم جاودانی کی طرف وفات کوچ فرمایا۔ مزار فیض آثار لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے مریدوں کی تعداد کافی ہے۔ خاص خاص حسب ذیل ہیں:

مرید: حاجی نعمت اللہ، میاں نتھاشاہ، حاجی مصطفیٰ سرہندی، ملاحامد

گجر، ملا روحی مسمی بہ ابراہیم، ملا خواجہ کلاں، حاجی صالح کشمیری،

ملا شاہ صاحب، شیخ عبدالغنی، میاں محمد مراد، میرزا مداری عبدالرحمن،

شیخ عبدالواحد، محمد شریف، ملا بابا بکر، ملا عیسیٰ سیالکوٹی، سید اشرف،

آپ تقویٰ، ورع، ترک تجرید، تفرید، سیر و سلوک، فتوح، کشائش،

سیرت: اوضاع و افعال و اقوال اور اشغال میں ممتاز تھے آپ شریعت حقیقت، اور

طریقت سے آراستہ تھے۔ آپ حقائق و معارف کی وہ باتیں بیان فرماتے جو پہلے نہیں

سنی گئی تھیں۔ آپ کل خوبیاں جو صلہ، استغراق، استغناء، فنا، وقت کی محافظت،

احوال کا چھپانا، توجید معارف، دلوں کو کھولنا، مریدوں پر مہربانی کرنا امتیازی

شان رکھتی تھیں۔

آپ کی تجرید کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ عصا لے کر دو تین قدم چلے ہوں گے، کہ

عصا پھینک دیا، اور فرمایا:

”وہ شخص عصا پر کیوں سہارا لے جس نے حق سبحانہ، تعلقے کا سہارا

لیا ہے۔“

آپ کے توکل کا یہ حال تھا کہ رات کے وقت کوزے کا پانی پھینک دیتے تھے

لوگوں سے الگ رہنا پسند فرماتے تھے۔ رات کو سوتے نہیں تھے۔ شروع شروع میں

ایک سانس لے کر رات گزار دیتے تھے۔ پھر جب ضعیف ہو گئے تو چار سانس لے کر

رات گزار دیتے تھے۔ آپ بہت کم لوگوں کو مرید کرتے تھے۔
 آپ کے فقر و فاقہ کا یہ حال تھا کہ کئی کئی روز تک بھوکے رہتے تیس سال تک
 آپ کے یہاں کچھ نہ پکا۔ آپ کی خوراک بہت کم تھی۔ ہر وقت استغراق کی حالت میں
 رہتے تھے۔

آپ کا لباس سادہ ہوتا تھا۔ خرقہ اور مرقع زیب تن نہیں فرماتے تھے ایک
 معمولی کپڑے کی پگڑی سر پر رکھتے تھے اور موٹے کپڑے کا کرتہ پہنتے تھے۔
 آپ کے گھر میں ایک پرانا بوریابچھا رہتا تھا۔ دنیا اور دنیاوی چیزوں سے
 کسی قسم کا لگاؤ نہیں تھا۔

فرائض، سنن مؤکدہ، اور تہجد پابندی سے ادا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ اور
 کوئی نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ اور کوئی روزہ نہیں
 رکھتے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں تسبیح نہیں ہوتی تھی۔

آپ کو سماع کا شوق تھا، لیکن سماع میں وجد اور رقص نہیں کرتے تھے۔
 تعلیمات: آپ کی تعلیمات حسب ذیل ہے،
 آپ فرماتے ہیں کہ بے

خطرہ: ”جس طرح ظاہر میں یہ بات ہے کہ جب تک مُنبی شخص کا ایک بال بھی خشک
 رہ جائے تو جنابت قائم رہتی ہے اور پاک نہیں ہوتا اسی طرح خواہ اس نے تمام
 تعلقات کو چھوڑ دیا ہو اگر اس کے دل میں ایک خطرہ بھی باقی ہے تو بھی وہ تعلقات
 سے پاک نہیں ہوا۔ اور جنابت باطنی ابھی باقی ہے۔“

ایک روز چند عالم آپ کی خدمت میں حاضر تھے التعظیم لہ مراد اللہ والشفقة
 نکتہ: علی خلق اللہ امر الہی کی تعظیم اور خلق خدا پر شفقت ضروری ہے، کا مسئلہ
 زیر بحث تھا، آپ نے اس کی وضاحت اس طرح کی کہ بے

”امر سے مراد روح ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے،

”قل الروح من امر ربی“

”پس اس کی تعظیم یہ ہے کہ اسے یاد انہی سے غافل نہ رکھا جائے اور
 خطرات کو دور کیا جائے اور خلق سے مراد خلقت ہے یعنی اپنے اعضاء
 پس ان پر شفقت یہ ہے کہ ان سے کوئی فعل ناجائز خلاف شرع ظہور
 میں نہ آئے اور دنیاوی لذتوں سے آسودہ نہ کرے، تاکہ وہ آخرت
 کے عذاب میں گرفتار نہ ہوں۔“

دو طریقے: آپ فرماتے ہیں کہ بڑے

”اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کے دو طریقے ہیں:

اول، جذبہ کہ اللہ تعالیٰ یکبارگی بندہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے،
 اور اس کو اصل بنا دیتا ہے۔ اور

دوسرا، سلوک، ریاضت، مجاہدے، اور کسی بزرگ کا دامن
 پکڑنے سے اللہ تعالیٰ تک پہنچے۔“

سالک: آپ فرماتے ہیں کہ بڑے

”سالک کے لیے سلوک میں پہلا مرتبہ شریعت ہے۔ طالب کے لیے ضروری

ہے کہ اس کے حفظ مراتب کی کوشش کرے اور جب کوشش سے

اس مرتبے کو قائم کرے گا تو شریعت کے ادائے حقوق کی برکت

سے اس کے دل میں طریقت کی خواہش خود بخود پیدا ہو جائے گی

اور جب طریقت کے حقوق کو بھی اچھی طرح سے ادا کرے گا تو اللہ

بشریت کے حجاب اس کی دلی آنکھوں سے دور کرے گا۔ اور حقیقت

کے معنی اس پر منکشف ہو جائیں گے جو روح کے متعلق ہے۔“

● حق کی طلب آسان نہیں۔ جب تک تم اس کی طلب میں یگانہ نہ ہو جاؤ گے
 اقوال: اسے نہیں پاسکو گے۔

● جس کا اللہ ہو وہ فقیر نہیں۔

● کامل صوفی وہ ہے کہ جس کی نظر میں پتھر اور جواہر یکساں ہوں۔

● صوفی جب کامل ہو جاتا ہے اور اس کا دل خطرے سے پاک ہو جاتا ہے، تو اسے کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی۔

● شریعت کے معاملات کی نگہداشت مرتبہ طریقت کے حصول کا سبب ہے اور طریقت بری خصلتوں سے باطن کو پاک کرنے اور مرتبہ حقیقت کے ادراک کا موجب ہے۔ اور حقیقت کیا ہے؟ وجود کو فال بنانا اور دل کو ماسوا اللہ سے خالی کرنا۔

● انسان تین چیزوں، نفس، دل اور روح کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اصلاح خاص چیز سے ہوتی ہے۔ چنانچہ نفس کی اصلاح شریعت سے، دل کی طریقت سے اور روح کی حقیقت سے۔

● صوفی وچھ کی حالت میں ہوتا ہے تو اپنی ہستی سے خالی ہوتا ہے اور بقائے حق سے باقی۔

● اولیاء کی موت ان کے نفس کا مرنا ہے اور جب ان کا نفس مرجاتا ہے تو پھر وہ ابد الابد تک زندہ ہی رہتے ہیں۔

● اولیاء اللہ کا تصرف زندگی میں اور موت کے بعد یکساں ہوتا ہے، بلکہ مرنے کے بعد زیادہ اور بہتر ہوتا ہے۔

کرامات: آپ فرماتے ہیں کہ

خوارق دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک اختیاری، دوسرے اضطراری۔ ایک روز آپ نو لکھ بارغ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ اپنے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ اس درخت سے پوچھو کہ کون سی تسبیح پڑھتا ہے، جب اس سرس کے درخت سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ "یا نافع" کہتا ہوں۔

آپ کے ایک خادم غیاث الدین کے یہاں کوئی بچہ نہیں ہوا۔ اس نے دوری شادی کرنا چاہی۔ آپ نے منع فرمایا اور اس کو یہ خوش خبری دی کہ اس کے یہاں کئی لڑکے پیدا ہوں گے۔

چنانچہ اسی بیوی سے دس بچے پیدا ہوئے۔

۱۰ سکینۃ الاولیاء ص ۱۰۱ ، ۱۰۲ سکینۃ الاولیاء ص ۱۰۱۔

باب ۵۲

حضرت شاہ بلاول

حضرت شاہ بلاول قبلاً اہل تحقیق ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کے آباؤ اجداد ہرات کے رہنے والے تھے شہنشاہ ہمایوں کے ہمراہ ہرات سے ہندوستان آئے۔ وہ شیخ پورہ میں آباد ہوئے۔ آپ کے دادا سید عیسیٰ ایک باکمال بزرگ تھے۔

والد : آپ کے والد کا نام سید عثمان ہے۔

ولادت : آپ ۹۶۶ھ میں شیخ پورہ میں پیدا ہوئے۔

نام : آپ کا نام سید بلاول ہے۔

تعلیم و تربیت : آپ کے دادا نے تعلیم حاصل کرنے کے واسطے آپ کو لاہور بھجا لاہور میں آپ نے شیخ فتح محمد سے تعلیم حاصل کی۔ تھوڑے عرصے میں آپ تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔

بیعت و خلافت : ایک دن دریا کے کنارے آپ کی حضرت شیخ شمس الدین سے ملاقات ہوئی انھوں نے فرط محبت سے آپ کا ہاتھ پکڑا

لے محبوب الواصلین۔

اور آپ کو ان کی صحبت میں رہنے کی تاکید کی، اور آپ سے فرمایا کہ:

”تمہارا حصہ میرے پاس ہے۔ وہ امانت ہے۔ اس کو مجھ سے لو۔“

آپ حضرت شیخ شمس الدین کے مرید ہوئے۔ وہ مرید اور خلیفہ حضرت شیخ ابوالکھتی کے تھے اور حضرت شیخ ابوالسحق مرید اور خلیفہ حضرت شیخ داؤد جہنی وال کے تھے کچھ دن بعد حرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ نے ۲۸ شعبان ۴۲۶ھ کو وفات پائی اور آپ کا مزار اسی موضع میں **وفات:** لاہور کے قریب ہے جس میں آپ رہتے تھے یہ

آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے اور زہد اور ورع میں امتیازی شان **سیرت:** رکتے تھے آپ کے چہرے سے آثارِ ریاضت نمایاں تھے۔ ابتدا میں آپ کو

جلال بہت تھا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کے پیرو مشد دریا کے کنارے ایک پٹر کے نیچے سو رہے تھے اور آپ برابر میں کھڑے تھے۔ ایک شخص آیا اور کھڑیاں توڑنے لگا۔

آپ نے منع کیا کہ جب ان کے پیرو مشد جاگ جائیں تب پٹر پر چڑھنا اور کھڑیاں توڑنا۔ وہ شخص نہ مانا۔ آپ کو اس کی حرکت پر غصہ آیا۔ آپ نے جو اس کی طرف بخور دیکھا وہ شخص پٹر پر سے نیچے گرا اور فوراً مر گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پیرو مشد بیدار ہوئے۔ اس شخص کو مرا ہوا دیکھ کر سب حال پوچھا۔ آپ نے جو کچھ ہوا تھا وہ سب اپنے پیرو مشد کے گوش گزار کیا۔

آپ کے پیرو مشد نے سن کر فرمایا کہ یہ اچھی بات نہیں کہ جو اپنے کو فقیر کہتے ہیں وہ غصہ کریں۔ جلالی کیفیت سے باز آنے کی یہ ترکیب ہے کہ ایک حجرے میں تن تنہا رہ کر قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہو۔ چنانچہ کئی سال آپ ایک حجرے میں رہے، اور تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہے۔

آپ کی پوشاک مکلف ہوتی تھی، آپ کا لنگر عام تھا۔ آپ کی مرغوب غذا چولائی کا ساگ تھا۔ رات کو تین قرآن ختم کرتے۔ لوگ پانی کا کوزہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ اس پر کچھ پڑھ کر دم کرتے۔ وہ پانی مریضوں کو پلایا جاتا بہت

سے مریض اس کی برکت سے اچھے ہوتے رہے

کرامات: ایک چور بنیت چوری آپ کے باورچی خانے میں داخل ہوا۔ داخل ہوتے ہی اندھا ہو گیا۔ صبح ہونے پر آپ نے داروغہ باورچی خانے سے فرمایا کہ ایک شخص باورچی خانے میں چھپا بیٹھا ہے، اس کو دو ناصتہ دو کہ وہ رات سے بھوکا ہے۔ جب وہ شخص آپ کے سامنے لایا گیا، معافی کا خواستگار ہوا۔ مرید ہوا اور اس کو دکھائی دینے لگا۔

ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید شیخ ابوطالب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ بارش نہ ہونے سے فصل خراب ہونے کا اندیشہ ہے وہ دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے دعا کی۔ اس کے علاقے میں خوب بارش ہوئی۔

باب ۵

حضرت سیدنا شاہ امیر ابوعلی

حضرت سیدنا شاہ امیر ابوعلی قطبِ دوراں تھے۔

خاندانی حالات: آپ کے دادا حضرت خواجہ امیر عبدالسلام مع اہل و عیال کے سمرقند سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے اور نریلہ میں جو دہلی سے کچھ دور واقع ہے قیام فرمایا۔ حرمین شریف کی زیارت کے قصد سے وہ نریلہ سے مع متعلقین فتح پور سیکری آئے۔ یہاں سے آگے جانا چاہتے تھے کہ شہنشاہ اکبر نے ان سے فتح پور سیکری میں رہنے کی درخواست کی۔ وہ راضی ہو گئے اور فتح پور سیکری میں رہنے لگے۔ کچھ عرصے فتح پور سیکری میں قیام فرما کر وہ حج کے لیے روانہ ہو گئے، وہیں ان کا وصال ہوا۔

والد ماجد: آپ کے پدر بزرگوار کا نام امیر ابو الوفا ہے۔ بعارضہ دردِ قلوب لہجہ ان کا وصال فتح پور سیکری میں ہوا اور دہلی میں ان کو سپردِ خاک کیا گیا۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ محمد فیض المعروف بہ خواجہ فیض کی دختر نیک اختر تھیں۔ حضرت خواجہ محمد فیض بردوان میں ناظم

۱۔ اسرار ابوعلی ص ۹

کے عہدہ پر فائز تھے۔

حسب و نسب: آپ والد ماجد کی طرف سے حسینی اور والدہ ماجد کی طرف سے احراری ہیں۔

پیدائش: آپ کی ولادت باسعادت نزیلہ میں سنہ ۱۹۹۰ھ میں ہوئی۔
نام: آپ کا نام نامی اسم گرامی امیر ابو اعلیٰ ہے۔

بچپن کے صدقات: ابھی کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ اپنے شفیق دادا حضرت امیر عبدالسلام کی شفقت سے بھی محروم ہوئے۔ آپ کے دادا احرارین شریف کی زیارت کے لیے گئے تھے۔ وہیں ان کا وصال ہوا۔

تعلیم و تربیت: آپ کے دادا نے بیت اللہ شریف جاتے وقت آپ کو حضرت خواجہ محمد فیض کے سپرد فرمایا تھا۔ حضرت فیض بردوان میں ناظم تھے۔ وہ آپ کو اپنے ہمراہ بردوان لے گئے۔ انہیں کی نگرانی میں آپ کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ آپ بہت جلد تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہوئے۔ جملہ علوم ظاہری و کمالات باطنی میں ماہر ہوئے۔ فن سپہ گری میں بے مثل ثابت ہوئے۔

نانا کا وصال: ابھی آپ جملہ علوم و فنون متداول سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپ کے نانا حضرت محمد فیض المعروف بہ خواجہ فیضی نے ایک ہم میں جاہ شہادت نوش فرمایا۔

عہدہ نظامت: آپ کے نانا حضرت خواجہ فیضی کے کوئی لڑکا نہیں تھا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کی بیگانگت، مناسبت، یاقوت و قابلیت دیکھ کر آپ کے نانا کے عہدے پر آپ کا تقرر کر کے بادشاہ سے پردانہ آئے۔ نانا کو لیا۔ اب آپ اپنے نانا کے بجائے عہدہ نظامت پر متمکن ہوئے منصب سربراہ دوسار سے ممتاز ہوئے۔

اشارت پر بشارت : ایک شب آپ نے تین بزرگوں کو خواب میں دیکھا کہ
فرماتے ہیں

”اے سید ابو اعلیٰ! یہ کیا وضع اختیار کی ہے، اس کو قطع کرو چھوڑو۔“

ہماری طرح اختیار کرو۔ اگر فکرِ معیشت ہے تو

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

(اللہ روشن کرنے والا ہے آسمان اور زمینوں کو)

کو سمجھو۔ کوئی خطرہ یا اندیشہ دل میں نہ لاؤ۔“

اس کے بعد ان بزرگوں میں سے ایک نے استرہ لیا اور آپ کے سر کے بال تراشے۔
دوسرے بزرگ نے آپ کو کفنی پہنائی اور تیسرے بزرگ نے آپ کے سر پر عمامہ
رکھا۔

دوسرے دن صبح کو آپ نے حجام کو بلا کر سر کے بال ترشوائے۔ پیرہن
کایا پلٹ : پہنا۔ دنیا سے اپنے آپ کو بیزار پایا۔ کسی کام میں آپ کا جی نہیں لگتا تھا۔
اب آپ نے عہدہ نظامت سے سبکدوش ہونا چاہا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کا
استعفیٰ منظور نہیں کیا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ سے کہا کہ چونکہ ایک مہم درپیش ہے
اس لیے ان کا استعفا اس کا حفظاً تقدم و پس و پیش ہے۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کو
یہ بھی یقین دلایا کہ اگر وہ ترقی چاہتے ہیں تو ترقی بھی ممکن ہے، اور اگر اضا فہ منصب
چاہتے ہیں تو وہ بھی کچھ دشوار نہیں۔

مہم میں شرکت : آپ راجہ مان سنگھ کا بہت خیال فرماتے تھے، چونکہ وہ آپ کے
نانا کے پرانے رفقاء و دوستوں میں سے تھے۔ آپ امیر لشکر
ہو کر جنگ میں شریک ہوئے۔ مینا پور کے میدان میں گھسان کی لڑائی ہوئی۔ آپ کی
فتح ہوئی۔

دوسرا خواب : کامیاب و کامراں آپ بردوان پہنچے۔ بردوان پہنچ کر آپ نے
ایک خواب دیکھا اس خواب میں آپ چار بزرگوں کی زیارت سے

مشرف ہوئے۔ ان چار بزرگوں میں تین بزرگ تو وہی تھے جن کو آپ نے پہلے خواب میں دیکھا تھا۔ چوتھے بزرگ جن کو اس مرتبہ آپ نے دیکھا پیکر نور تھے۔ ان کا چہرہ مبارک آفتاب سے زیادہ روشن، اور ماتہاب سے زیادہ منور تھا۔ ان بزرگوں نے آپ سے فرمایا کہ بلے

”اے فرزند دل بندہ نور بصر بلند اختر، اپنا طریقہ آسانی اختیار کرو۔
 آپ کو ان بزرگوں کے نام جن کو آپ نے پہلے اپنے سر سے خواب میں دیکھا تھا
 خاص لوگوں کے علاوہ اور کسی سے ظاہر نہیں کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ:
 ”جن کی زیارت پیشتر خواب میں حاصل ہوئی، میں ان سے بے علم تھا
 ہاں دوبارہ جب زیارت سے فیض یاب و مشرف ہوا تو آگاہ ہوا۔
 جن بزرگ کا چہرہ مبارک نورانی، آفتاب سے زیادہ معلیٰ اور ماتہاب
 سے زیادہ منور تھا، وہ لاریب جناب رسالت آب سرور عالم تھے
 اور وہ تین بزرگ جو خواب اول و دوم میں تشریف لائے، ان میں

سے جن بزرگ نے میرے سر کے بال تراشے وہ امام الاولیاء حضرت
 شیخ اکرم شہد تھے اور دو صاحبزادگان حضرت امام حسن مجتبیٰ اور
 حضرت امام حسین شہید کربلا تھے۔“

تبدیلی: اس خواب کے بعد آپ دنیا سے بہت دل برداشتہ ہو گئے۔ آپ عہدہ نفلت
 سے سبک دوش بنا چاہتے تھے اور دنیا سے کنارہ کش۔

آگرہ کو روانگی: ابھی آپ بردوان ہی میں تھے کہ شہنشاہ اکبر کے امتعال کی خبر
 پہنچی۔ جہانگیر نے تخت پر بیٹھے ہی یہ فرمان جاری کیا کہ سب
 امراء و ناظم دربار میں حاضر ہوں تاکہ ان کی قابلیت، یاقوت و وجاہت کا اندازہ ہو سکے
 آپ تو خود ہی بردوان سے جانا چاہتے تھے۔ اس شاہی فرمان کو تائید نہیں سمجھا
 اور آگرہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں مینٹر پڑا تھا۔ آپ نے مینٹر میں کچھ دن قیام کیا وہاں
 ایک بزرگ رہتے تھے جو حضرت شیخ عی مینری کی اولاد سے تھے۔ ان بزرگ نے

آپ کو دیکھتے ہی فرمایا:

”آؤ شاہِ اعلیٰ آؤ۔ مر جا۔ جزاک اللہ۔ یہ تم نے خوب کیا کہ دنیا کو چھوڑ دیا۔

الدَّٰنِیَ لِحَیٰفَہٗ وَمَطَالِبَہَا کَلَاب۔

(دنیا موار ہے اولاس کے طالب کتے)

پہلے توجیف پر گوشت بھی تیا اور اب سو لمی ہڈی باقی ہے۔“

مینر سے روانہ ہو کر آگرہ پہنچے۔ شہنشاہ جہانگیر سے ملاقات ہوئی۔ جہانگیر آپ کے جمال و کمال سے بہت متاثر ہوا۔ آپ بلا روک ٹوک شاہی دربار میں آنے جانے لگے۔ ایک واقعہ: ایک دن کا واقعہ ہے کہ ساتی نے شہنشاہ جہانگیر کو جام پیش کیا۔ جہانگیر نے اپنے ہاتھ سے وہ جام آپ کو دیا۔ آپ نے بہ پاس ادب جام لے تو یا لیکن وہیں پھینک دیا۔ جہانگیر نے دوسرا جام آپ کو دیا۔ آپ نے لے کر پھر پہلے کی طرح پھینک دیا۔ جہانگیر تاب نہ لاسکا۔ نشر کی حالت میں آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

”یہ خود نمائی۔ یہ بے اعتنائی۔ اُف وہ۔ کیا تم غضبِ سلطانی سے نہیں ڈرتے؟“

آپ نے شہنشاہ جہانگیر کو جواب دیا:

”غضبِ سلطانی سے نہیں ڈرتا۔ قہرِ بانی سے ڈرتا ہوں۔“

آپ اپنے مکان پر تشریف لائے۔ اپنا مال و متاع تقیم کر دیا۔ نقد و ترک دنیا: جنس میں سے اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔ جہانگیر نے ہر چند آپ کو بلایا۔ لیکن آپ نہیں گئے۔

اسی دن جب آپ مراقبہ میں تھے، آپ نے دیکھا کہ امام الاویاء حضرت شرفِ زیارت: علی کرم اللہ وجہہ بصورتِ مثالی تشریف لائے ہیں اور آپ سے فرماتے ہیں:

”اے فرزندِ ازمنہ! کشود کار تمہارا حضرت خواجہ معین الدین چشتی
اجمیری سے مقدر ہے۔ یہ تامل اس قدر کیوں ہے۔ اٹھو، امیر جاؤ۔
زیر نہ لگاؤ حصہ اپنا پاؤں۔“

لہ اسرار ابوالحسنی رضا لکھ اسرار ابوالحسنی رضا۔

در بار غریب نواز میں: اس فرمان کے پاتے ہی آپ نے جو کچھ باقی مال و متاع آپ کے پاس تھا اس کو بھی راہِ خدا میں ٹٹا دیا۔ چادر اوڑھ کر اور سفید تہہ بند باندھ کر اجیر روانہ ہوئے۔ دہلی پہنچ کر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت نظام الدین اولیاء کے مزارات پر حاضر ہوئے

اور ان بزرگان کے روحانی فیوض سے مستفید ہوئے۔ دہلی سے اجیر پہنچے۔ خواجہ غریب نواز کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مشالی آپ سے مخاطب ہوئے۔ آپ کو سامنے بٹھا کر آپ کو توجہ عینی فرمائی۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ مزار پُر انوار کا طواف کر رہے تھے کہ حضرت خواجہ غریب نواز بصورت مشالی جلوہ گر ہوئے اور آپ کو ایک سرخ رنگ کی گولی جو تسبیح کے دانے کی برابر تھی عطا فرمائی۔ وہ گولی کھاتے ہی آپ کا قلب روشن ہوا آپ کا کام پورا ہوا۔ خواجہ غریب نواز نے آپ کو آگرہ واپس جانے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے بیعت کی درخواست کی خواجہ غریب نواز نے فرمایا۔

”.... تمہارے چچا امیر عبداللہ ماشاء اللہ عبادت گزار... موجود ہیں انہیں

سے بیعت مناسب اور ان ہی کی صاحبزادی سے مناکحت واجب ہے۔“

بیعت و خلافت: حسب فرمان خواجہ غریب نواز آپ حضرت امیر عبداللہ سے بیعت ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت امیر عبداللہ نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر آپ کو پہنادی بعد ازاں آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ازواج و اولاد: خواجہ غریب نواز کے حکم کے مطابق آپ نے اپنے چچا اور پیر و مرشد حضرت امیر عبداللہ کی صاحبزادی سے شادی کی۔ آپ کے دونوں لڑکے، حضرت امیر فیض اللہ اور حضرت امیر نور العلازاہد، متقی و پیر ہیزگار اور صاحب مقامات عالیہ تھے۔

وفات: آپ ۹ صفر ۱۰۹۱ھ کو جو ارحمت میں داخل ہوئے یہ مزار فیض انار آگرہ میں مزاج خاص و عام ہے۔ بوقت وفات آپ کی عمر ۷۱ سال کی تھی۔

لے اسرار ابوالعلیٰ ص ۸۷،

خلفاء: سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت امیر نور العلاء آپ کے

آپ کے مقتدر خلفاء حسب ذیل ہیں:
آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت امیر فیض اللہ اور آپ کے چھوٹے
صاحبزادے حضرت امیر نور العلاء۔

حضرت خواجہ محمدی عرف خواجہ فولاد حضرت ملا ولی محمد۔ حضرت
لاڈھاں۔ حضرت میر سید کا پوری۔ حضرت سید دوست محمد
برہان پوری۔

آپ صاحبِ نسبت اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ عبادت،
سیرتِ مقدس، ریاضات، مجاہدات، ترک و تجرید، صبر و تحمل، فقر و فاقہ، عفو و
درگزر، قناعت و توکل میں یگانہ روزگار تھے۔ سخاوت، عطا و بخشش کے لیے مشہور تھے
کمالاتِ صوری سے آراستہ تھے۔ علم و ظاہر و باطن میں دستگاہ حاصل تھی۔ "رسالہ فنا و بقا"
آپ کی علمی یادگار ہے۔

تعلیمات؛ آپ کی تعلیمات تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔
فنائی الافعال؛ آپ فرماتے ہیں،

"سالک کا اپنے اختیار سے، تمام عالم کے اختیار سے باہر آنا ہے۔ اور اس سے
غرض یہ ہے کہ ایسے تمام حرکات و سکنات و افعال کہ جن کو وہ اس سے پہلے اپنے اور
دوسروں کی طرف نسبت کرتا تھا اور ان کو اپنی طرف سے اور نیز دوسروں کی طرف سے
جاتا تھا، ان سب کو وہ حق کی طرف نسبت کرے اور سب کو حق تعالیٰ کی طرف سے
جانے اور اپنے تمام افعال کو حق کی طرف ایسے خیال کرے جس طرح کبھی کی حرکت کو ہاتھ
کے ساتھ نسبت ہے اور مردہ کی جنبش کو فصل دینے والے کے ہاتھ کے ساتھ نسبت ہے۔"
"کسی شے اور کسی چیز کو کسی غیر حق کی طرف نسبت نہ کرے کہ صوفیہ عالیہ کے گروہ
کے نزدیک اس کا نام بھی شرک ہے۔"

فنائی الصفات : آپ فرماتے ہیں کہ پہلے

”فنائی الصفات سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنے تمام صفات کو نیز دوسروں کی تمام صفات کو صفات حق جانے اور اپنی ہر صفت اور دوسروں کی ہر صفت کو کہ جس سے مراد علم اور ارادت اور مشیت اور قدرت اور سمیع اور کلام وغیرہ ہے جس طرح اسے پہلے اپنی طرف اور دوسروں کی طرف نسبت کرتا تھا، اپنی ملکیت اور دوسروں کی ملکیت جانتا تھا سب کو حق کی طرف نسبت کرے اور حق کی صفات جانے پہچانے اپنی طرف نیز دوسروں کی طرف نسبت نہ کرے۔ کیونکہ یہ حالت بھی اس طالب کو برعالیہ کے نزدیک شرک عظیم ہے۔“

فنائی الذات : آپ فرماتے ہیں :

فنائی الذات سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی ذات اور تمام عالم کی ذات کو ذات حق جانے اور دیکھے۔ اس سے پہلے جس طرح کہ وہ اپنی ذات اور عالم کو عالم جانتا تھا اس مرتبہ پر پہنچ کر حقیقی طور پر جانے اور نظر کرے کہ وہ سب حق ہے اور یقین کھے اور خیال کرے کہ وہ حضرت حق تعالیٰ جل شانہ نے مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان مختلف صورتوں میں اور انواع انواع شکلوں میں ظہور فرمایا ہے۔ وہی وہ ہے، اور اس کا غیر موجود نہیں۔“

” اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حدیث :

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ.

کہ جو شخص اپنی حقیقت کو اس طرح پہچانے کہ میں میں نہیں ہوں بلکہ حق ہے جو اس صورت پر ظاہر ہوا ہے۔ پس ایسا شخص اپنے پروردگار کو پہچان لیتا ہے۔

اور دوسری جگہ فرمایا ہے :

عَرَفْتُ رَبِّي بِرَبِّي.

اس سے غرض یہ ہے کہ جب تک میں اپنے آپ کو نہیں جانتا تھا میں نے حق کو نہیں پہچانا تھا۔ اور جب میں نے اپنے آپ کو بعد فنا حق جانا میں

اپنی ہستی سے الگ ہو گیا، اس وقت میں نے حق کو حق جانا۔
 " اور جب تو خود فانی ہو جائے گا اس وقت خدا کا جلوہ تجھے نظر آئے گا
 لیکن اس مرتبہ عرفان اور اس درجہ فنا کے لیے ایک خاص ترتیب ہے
 ... اور وہ ترتیب یہ ہے۔

اول سالک کو چاہئے کہ وہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرے اور انوارِ
 جمالِ حق کو ہمیشہ آئینے میں دیکھتا رہے اور اس نسبت میں ایسا محو،
 منہک و مقید ہو جائے کہ یہ تصویر کسی لحظہ و لمحہ دل سے دور اور آنکھ سے
 اوجھل نہ ہو۔۔۔

" بعدہ سالک کو چاہئے کہ اس مرتبے سے ترقی کر کے مرتبہ اعلیٰ پہنچے اور
 تمام عالم کو حق دیکھے۔۔۔۔

" سالک کو چاہیے کہ وہ اس کے بعد اور ترقی کرے اور اس سے زیادہ اعلیٰ
 مرتبہ پر پہنچے اور اپنے آپ کو تمام باقی جمادات سے دور رکھ کر اپنے
 وجود کی نفی کرے اور وجودِ حق کے اثبات میں خاص کوشش کرے
 اور اس سے غرض یہ ہے کہ چشمِ ظاہر کو پوشیدہ کر کے یہ خیال کرے کہ
 جس سے خود کو میں جانتا تھا وہ میں نہیں ہوں، وہ حق ہے جو اس صورت
 میں ظاہر ہوا ہے اور اس صورت میں اس طرح کامل ہمیشگی و محویت
 پیدا کرے کہ وہ اپنے آپ اور تمام عالم کو قطعی فراموش کر کے محض ذاتِ
 حق دیکھے اور اسی کو حق جانے اور مانے۔۔۔

" سالک کو جاننا چاہیے کہ با خدا ہونے کے معنی اپنی ہستی سے گذر جانے
 اور نیست ہونے کا مطلب یہی ہے اور جملہ طالبانِ خدا کا مقصود و
 مطلوب یہی ہے و نیز تمام فقرائے کی انتہا اور اس مقام کے کمال پر
 پہنچ جانا فنا فی اللہ کا حاصل ہو جانا۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ دراصل صوفی
 ایسے شخص کو نہیں کہتے کہ وہ چلہ کشی کرے، خلوتوں میں دریاضتوں میں
 مشغول رہے۔ بلکہ صوفی وہ ہے کہ جو اپنے آپ کو فنا کر دے اور جب
 صوفی اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو ان ہر بر مقولات کے اثرات
 منکشف ہو جاتے ہیں۔۔۔

- اقوال : • قدرِ ولی کوئی نہیں جانتا، البتہ ولی اپنی قدر آپ ہی جانتا ہے۔“
- اہل دنیا پست ہمت بے عقل، نادان، انجان، زندگی ان کی زرو مال، تسبیح ان کی دولت، ثروت بجاہ و جلال، دنیا مقام عبرت و ذلت، دنیا شیطانِ امن کی میراث و ملکیت قابلِ نفرت، دنیا داڑھ مٹا، روپے پیسے کی ذکر و فکر میں مستغرق و غلطاں و پیچاں، فقراء و یدارِ الہی میں متجسس و پریشان۔
 - انسان کو چاہیے کہ اپنی بہتری و بھلائی کو دوسرے کے مقابلے میں ترجیح نہ دے۔
 - مشکلات کامل تقویٰ ہے۔
 - زندگی کا مقصد عبادتِ الہی ہے۔ یہی دنیا کی کمائی ہے۔
 - درویشی بادشاہی سے بدرجہا بہتر آگے رفتاری خلق مانع و مزاحم نہ ہو۔
 - صوفی وہ نہیں ہے جو چمکے کشتی کرے۔ خلوت میں بیٹھ کر ریاضت و مشقت اختیار کرے بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود باقی نہ رہے۔

اور ادو و طالب : آپ فرماتے ہیں کہ قلب کی صفائی کے لیے ذکر
 "كَلِمَةُ الْاَلَةِ"

مفید ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ آگاہی دوام بھی ضروری ہے یہ
 آپ فرماتے ہیں کہ مراقبے کے فوائد بہت ہیں۔

کرامات : امیر لوراء علاء سے فرمایا کہ "کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہاں بادشاہ کے دربار میں اس وقت خون ریزی ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد نواب صداقت خاں کے قتل کی خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔"

حضرت ملا عمر کو سماع میں کیفیت ہوئی، انہوں نے اسی حالت میں اپنی جان شیرین جان آفریں کے سپرد فرمائی۔ جب ان کو آپ (حضرت سیدنا) کی خدمت میں لایا گیا، تو آپ نے ان پر ایک نگاہ ڈالی۔ ملا عمر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور پھر حالت وجد میں رقص کرنے لگے۔ ایک بدست ہاتھی لوگوں کو پریشان کرتا تھا۔ اس کے خوف سے لوگ چھپ جاتے۔

تھے۔ ایک دن آپ جامع مسجد سے خانقاہ جا رہے تھے، آپ نے شور سننا پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے۔ مریدوں نے عرض کیا کہ ایک بدست ہاتھی آ رہا ہے۔ اس سے بچنے کی تدبیر ضروری ہے۔ کنسی گلی میں جانا مناسب ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا:

”بابا ابو العلاء اپنی راہ جاتا ہے۔ وہ اپنی راہ جائے“

جب وہ مست ہاتھی سامنے آیا۔ آپ نے اس کی طرف بغور دیکھا۔ ہاتھی ایک دم رک کر کھڑا ہو گیا۔ آپ اس بدست ہاتھی کے برابر سے نکلے چلے گئے۔

کچھ دن کے بعد آپ کو اطلاع ہوئی کہ وہ بدست ہاتھی خانقاہ کے دروانے پر کھڑا ہے۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے، اور اس سے فرمایا کہ مخلوق کو پریشان کرنا اچھا نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ راج گھاٹ جا کر لوگوں کو دریا پار کر دو۔ وہ ہاتھی راج گھاٹ گیا اور لوگوں کو اپنی بیٹھ پر بٹھا کر دریا پار اتارنے لگا۔ کچھ ہی دنوں میں وہ ہاتھی میر صاحب کا ہاتھی کہلایا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کی ملاقات ایک جوگی سے جتنا پار ہوئی اس جوگی نے ایک ڈبیا آپ کو پیش کی۔ آپ نے جوگی سے دریافت کیا کہ ڈبیا میں کیا ہے۔ جوگی نے جواب دیا کہ اکیر ہے اور اکیر کی صفت یہ ہے کہ ایک رتی بھرتا بنے پر ملنے سے تانا سونا ہو جاتا ہے۔ آپ نے وہ ڈبیا جتنا میں پھینک دی اور جوگی سے فرمایا:

سادھو جی! انسان تو خود اکیر ہے۔ ایسی صورت میں دوسری اکیر کی

تدبیر کرنا انسان کی تحقیر ہے“

جوگی کو رنج ہوا۔ آپ سے کہنے لگا کہ ”فسوس میری ساری عمر کی کمائی آپ نے جتنا میں ملانی“

آپ نے اس جوگی سے پوچھا: ”اچھا، یہ تو بتاؤ۔ اکیر کیسی ہوتی ہے۔ جوگی نے جواب

دیا: ”خاک سی“

پھر آپ نے جوگی سے فرمایا:

”خاک کی یہ دہاک سیہ افسوس اور یہ طال ادھر دیکھو، جتنا کی یہ ریت سب خاک ہے

جتنی پا ہے لوہ تو ایک چھوٹی سی ڈبیا تھی۔ بڑے شوق سے ڈبیا بھر لو، اور بے تکلف اس

سے سونا بنا لو۔“

سادھو کو یقین نہ آیا، پھر بھی اس نے تھوڑی سی ریت بطور آزمائش لے کر تانبے

پر ملی۔ تانا بازِ خالص ہو گیا۔ سادھو آپ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ کا معتقد ہوا۔

باب ۵۶

حضرت ملا شاہ

حضرت ملا شاہ عمدۃ الاسرار ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کے آباؤ اجداد کا وطن موضع ارکساء (علاقہ روستاق) بدخشاں ہے۔

والد ماجد : آپ کے والد ماجد کا نام ملا عبدی ہے۔ وہ موضع ارکساء کے قاضی تھے۔
ولادت : آپ موضع ارکساء میں پیدا ہوئے۔

نام : آپ کا نام شاہ محمد ہے۔

لقب : آپ کے پیر و مرشد حضرت میاں میر آپ کو "محمد شاہ" کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ آپ کے پیر بھائی آپ کو "اخوند" کہہ کر پکارتے تھے۔

خداوند تعالیٰ کی طرف سے آپ کا لقب "لسان اللہ" ہے۔

تعلیم و تربیت : آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت موضع ارکساء میں ہوئی۔ دینی علوم کے حاصل کرنے میں آپ نے سخت محنت کی۔

ہجرت : اپنے وطن ارکساء سے سکونت ترک کر کے آپ کشمیر آئے، اور وہاں تین سال

قیام کیا۔

تلاشِ حق: جب آپ کے دل میں طلبِ الہی کا جذبہ موجزن ہوا، کشمیر سے لاہور تشریف لائے۔ لاہور میں اپنی جستجو میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ناچار لاہور سے آگرہ روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ باتوں باتوں میں کامل و اکمل درویشوں کا ذکر آیا۔ اس شخص سے آپ کو حضرت میاں میر کا نام معلوم ہوا۔ آپ کو افسوس ہوا کہ لاہور میں حضرت میاں میر سے کیوں نہ ملے۔ ساتھ ہی ساتھ آپ کو خوشی بھی ہوئی۔ آپ نے سوچا کہ اب منزل دور نہیں ہے، لاہور واپس جانا چاہتے تھے کہ اس شخص نے آپ کو بتایا کہ آگرہ میں بھی ایک درویش ہیں، اُن سے ملنا چاہیے۔

آگرہ پہنچ کر آپ اس شخص کے ہمراہ ان بزرگ کے پاس گئے۔ لیکن آپ کی تسکین نہیں ہوئی۔

آگرہ سے لاہور تشریف لائے۔

بیعت و خلافت: لاہور پہنچ کر حضرت میاں میر کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت میاں میر نے تین سال تک آپ کی طرف کوئی التفات نہیں برتا۔ تین سال اسی طرح گزر گئے۔ تین سال کے بعد حضرت میاں میر نے آپ سے دریافت کیا کہ:

”کہاں رہتے ہو؟“

آپ نے جواب دیا کہ: ”مسجد میں رہتا ہوں۔“

یہ سن کر حضرت میاں میر نے آپ سے فرمایا کہ مسجد میں رہنا مناسب نہیں ہے حکم پاتے ہی آپ نے مسجد میں رہنا چھوڑ دیا۔

پھر حضرت میاں میر نے آپ سے پوچھا کہ:

”کیا کھاتے ہو؟“

آپ نے جواب دیا کہ ”بازار کی روٹی کھاتا ہوں۔“

حضرت میاں میر نے آپ سے فرمایا کہ بازار کی روٹی نہ کھانا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے

بازار کی روٹی کھانا چھوڑ دی۔ فاقہ کرنا شروع کیا۔
 آخر کار حضرت میاں میر نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور خرقہ خلافت
 عطا کیا۔

پیر و مرشد کی دعا: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کے پیر و مرشد نے دعا کی۔ حاضرین نے
 پوچھا کہ دعا کس کے واسطے کی، حضرت میاں نے فرمایا:
 ملا شاہ کے بارے میں جس سے میرا طریقہ روشن ہوگا۔

خدمت: آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں تیس سال رہے۔ عبادت، ریاضت
 اور مجاہدہ میں مشغول رہے۔ ایک دن آپ کے پیر و مرشد نے خوش ہو کر آپ سے
 فرمایا کہ:

”ملا شاہ! جو ریاضت کرنے کی ہے وہ مشائخ سابق میں سے کسی نے
 بھی نہیں کی۔“

جب آپ کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا تو آپ اپنے پیر و مرشد کی اجازت سے گری
 کے موسم میں کشمیر چلے جاتے تھے اور جاڑے کے موسم میں لاہور آ کر اپنے پیر و مرشد کی خدمت
 میں رہتے۔

وفات: آپ نے ۱۰۶۹ھ میں وصال فرمایا۔ مزار پُرانوار لاہور میں واقع ہے۔

خلیفہ: شہزادہ داراشکوہ آپ کے ممتاز خلیفہ ہیں۔
 آپ کامل و اکمل درویش تھے۔ قادری سلسلے کے بزرگوں میں آپ کو نمایاں درجہ
 سیرت: حاصل ہے۔ آپ نہایت عسرت سے گزارتے تھے۔ آپ کے گھر میں نہ کھانا پکنا
 تھا اور نہ چراغ روشن ہوتا تھا۔ آپ بچپن ہی سے نماز روزہ کے پابند تھے۔ کم کھاتے
 تھے اور کم بولتے تھے۔ آپ نے کبھی نماز قضا نہیں کی۔

شروع شروع میں آپ نے سات سال تک اس طرح ذکر خفی کیا کہ عشاء کی
 نماز کے بعد صبح تک آپ جس نفس اور پھر ذکر میں مشغول ہوتے۔ پوری رات

۱۱۹ ۱۱۸ ۱۱۷ ۱۱۶ ۱۱۵ ۱۱۴ ۱۱۳ ۱۱۲ ۱۱۱ ۱۱۰ ۱۰۹ ۱۰۸ ۱۰۷ ۱۰۶ ۱۰۵ ۱۰۴ ۱۰۳ ۱۰۲ ۱۰۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰ ۸۹ ۸۸ ۸۷ ۸۶ ۸۵ ۸۴ ۸۳ ۸۲ ۸۱ ۸۰ ۷۹ ۷۸ ۷۷ ۷۶ ۷۵ ۷۴ ۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰ ۶۹ ۶۸ ۶۷ ۶۶ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ۵۹ ۵۸ ۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱ ۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵ ۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰ ۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

۱۱۹ ۱۱۸ ۱۱۷ ۱۱۶ ۱۱۵ ۱۱۴ ۱۱۳ ۱۱۲ ۱۱۱ ۱۱۰ ۱۰۹ ۱۰۸ ۱۰۷ ۱۰۶ ۱۰۵ ۱۰۴ ۱۰۳ ۱۰۲ ۱۰۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۸ ۹۷ ۹۶ ۹۵ ۹۴ ۹۳ ۹۲ ۹۱ ۹۰ ۸۹ ۸۸ ۸۷ ۸۶ ۸۵ ۸۴ ۸۳ ۸۲ ۸۱ ۸۰ ۷۹ ۷۸ ۷۷ ۷۶ ۷۵ ۷۴ ۷۳ ۷۲ ۷۱ ۷۰ ۶۹ ۶۸ ۶۷ ۶۶ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ۵۹ ۵۸ ۵۷ ۵۶ ۵۵ ۵۴ ۵۳ ۵۲ ۵۱ ۵۰ ۴۹ ۴۸ ۴۷ ۴۶ ۴۵ ۴۴ ۴۳ ۴۲ ۴۱ ۴۰ ۳۹ ۳۸ ۳۷ ۳۶ ۳۵ ۳۴ ۳۳ ۳۲ ۳۱ ۳۰ ۲۹ ۲۸ ۲۷ ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ ۲۰ ۱۹ ۱۸ ۱۷ ۱۶ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

دو سانس میں گزار دیتے تھے۔ تیس سال تک آپ مطلق نہیں سوئے۔
 آپ ترک و تجرید، فقر، استقلال، قناعت و توکل، تسلیم و رقتا، عبادت و ریاضت
 اور مجاہدہ میں اپنی مثال آپ تھے۔

آپ شاعر بھی تھے، آپ کا تخلص "شاہ" ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔
 شعر و شاعری: آپ کی ایک غزل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

غزل

نہ چراغیست دریں خانہ ویرانہ ما	روشن از آتش عشق تو شدہ خانہ ما
آرے این راست کہ مرغیم وے سیم مرغیم	دام ما تا چہ بود، تا چہ بود دانہ ما
در پئے خانہ جانانہ ما شد ہمہ عمر	بودہ خانہ ما، خانہ جانانہ ما
صدق دیوانگی مانگر اعجاز نمود	شدہ جانانہ ما، عاشق دیوانہ ما
نگند تا بہ ابدیاری ہرشیاری ہیج	گر بسہو آنکہ رسد بردر میخانہ ما
مدعی در پئے افسون گرفتاری خلق	آتش پنبہ گوشش شود افسانہ ما

رہ دیوانہ کیش شاہ نزدیک غلط

کیست دیوانہ ما عاقل و فرزانیہ ما

تعلیمات: آپ فرماتے ہیں:۔

"... امید ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے آشناؤں کو اپنے سے دور

نہیں کرے گا، جب کہ خود فرماتا ہے:

من تقرب الی شئبة فقد تقرب الیہ مصرولة"

جو شخص میری طرف بڑھے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں....

پس خاطر جمع رکھو، کہ پہچان لینے کے بعد نہ پہچانا محال ہے.... لیکن

پھر بھی اپنی کوشش نہیں چھوڑ دینی چاہیے اور اس میں کسی قسم کی

کو تاہی نہیں کرنی چاہیے، انسان کی طاقت اور قوت بھی اسی دن

کے لیے ہے اور اسی کام کے لیے ہے۔ طاقت و قوت اسی طرح صرف

سے مکتوب بنام شہزادہ داراشکوہ۔

کرنی چاہیے خصوصاً اس شخص کے لیے یہ بات ضروری ہے، جسے راہ
 مل گئی ہو۔ اگر وہ نہ کرے گا تو اس پر افسوس ہے کہ وہ دلوئے
 عاشقی کرے۔“

آپ فرماتے ہیں: بلکہ

”... طلب کا انجام یا علتِ غائی سلوک ہے اور سلوک کی انتہا
 معرفت لیکن معرفت کی کوئی انتہا نہیں۔ معرفت کا دروازہ ہمیشہ
 کھلا ہے اور غارت کے لیے اس کا عبور ہر وقت جائز ہے... تجلی
 ہر وقت نئی سے نئی ہوتی ہے اور یہ تازگی اندازے سے باہر ہے۔ اس کا
 سمجھ لینا بڑے اعلیٰ درجے کی بات ہے۔“

” مبارک سفر باطنی سفر ہے۔ سو عمدہ طور پر سرانجام ہو چکا۔ رہا دنیا کا
 ظاہری سفر سو اس کے سرانجام ہونے میں کس کو کلام ہے۔ جس کو وجوہ
 اعظم کا یقین ہوگا، حاصل ہوگا، یقیناً اس کے اغیار کا لشکر بھی شکست
 کھائے گا۔ تمام کمالات عارف کے مسخر ہیں اور یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ
 اسے موزونیت بھی حاصل ہوتی ہے۔“

اقوال: ہر ایک فرد بشر میں عرفان کی استعداد ہے۔

● وحدت کا کام دید ہے جس کی برکت سے نظری علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ لوگ جو
 طالبانِ خدا کے لیے وحدت کی دور دراز راہ ایک ہی نظریں طے کر دیتے ہیں
 ان کو اللہ کی طرف سے وحدت کا علم حاصل ہے۔

مرید ہونے سے قبل شہزادہ داراشکوہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ
 کشف و کرامت: جب آپ کی خدمت میں جائیں گے تو آپ سے عرض کریں گے کہ
 چونکہ دنیا میں آپ کے ہمسایہ ہونے کا شرف حاصل ہے اس لیے یہ امید کرنا بے جا
 نہ ہوگا کہ آپ مہربانی فرما کر اور توجہ کر کے آخرت میں بھی ایسا ہم سایہ بنائیں گے۔

لہ مکتوب۔

شہزادہ داراشکوہ جب خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بغیر ان کے کچھ کہے
ہوئے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان سے فرمایا کہ بلو
”اے عزیز! میں نے اپنے کسی مرید اور دوست سے اس قسم کا مصافحہ نہیں کیا،
اور میں کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی تیری مدد کروں گا...“

باب ۵۷

حضرت سرمد شہیدؒ

حضرت سرمد شہیدؒ فرید پور تھے اور وحید عصر۔
شیرخان لودی کا خیال ہے کہ "اصلش از قزقستان دارمنی بود" لہٰذا وہ قومیت: ایران کے کسی خاندان سے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ عیسائی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ یہودی تھے۔
آپ کا وطن "کاشان" تھا۔ ایران میں ارمینوں کی کافی تعداد تھی، جس میں وطن: سے کچھ عیسائی تھے اور کچھ یہودی۔
مذہب میں تبدیلی: آپ نے اسلام قبول کیا۔
آپ سرمد ہی کے نام سے مشہور ہیں۔ بعض کتابوں میں آپ کو "سیدائے سرمد" نام: کے نام سے پکارا جاتا ہے۔
آپ کے رقصات اور آپ کی رباعیات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علم و فضل میں تعلیم: درجہ کمال رکھتے تھے۔ فارسی زبان پر قدرت ماحصل تھی۔ عربی زبان سے

لہٰذا حراة الخيال۔ از شیرخان لودی۔ محمد یاض الشراء دقلمی نسوا ایشیاک سوسائٹی آف
بنگال کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

بھی واقف تھے۔

پیشہ: آپ تجارت کرتے تھے۔

اس زمانے میں ایرانی مصنوعات کی ہندوستان میں بہت
زندگی میں کایا پلٹ: قدر تھی قیمت بھی اچھی ملتی تھی۔ حضرت سردار ایرانی مصنوعات
لے کر ہندوستان روانہ ہوئے۔ ان کا خیال تھا کہ ایرانی مصنوعات فروخت کر کے
ہندوستان میں قیمتی جواہرات خریدیں گے اور ان جواہرات کو ایران میں فروخت
کریں گے۔ اس زمانے میں ایران سے سیاح سندھ ہو کر ہندوستان آتے تھے آپ
بھی اسی راستے سے آئے۔ جب ٹھٹھ پہنچے ایک ہندو لڑکے پر عاشق ہوئے ایسے از
خود رفتہ ہوئے کہ نہ اپنا ہوش تھا اور نہ تجارتی سامان کی کوئی پروا۔

تذکرہ نویسوں میں اختلاف ہے کہ یہ واقعہ کہاں ہوا۔

علی قلی خاں داغستانی نے اس واقعہ کا سورت میں ہونا لکھا ہے۔

آزاد بلگرامی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ عظیم آباد پٹنہ میں ہوا۔

شیر خاں لودھی لکھتے ہیں:

”در اثنائے تجارت بشہرتہ افتاد، بر ہندو پسر عاشق است۔“

ترجمہ: در اثنائے تجارت میں شہرتہ میں ہوا ہندو لڑکے پر عاشق ہوا۔

عشق نے آپ کی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کی۔ تجارتی مال سے بے نیاز
ہو گئے۔ دنیا سے دل سرد ہو گیا۔ راحت و آرام کا نخیل دل سے جاتا رہا۔ اب آپ حیران
سرگرداں پھرتے تھے۔ کچھ دنوں بعد کپڑے بھی بوجھ معلوم ہونے لگے۔ ان کو بھی اتار
پھینکا۔ اب ننگے پھرتے تھے۔

اس حالت میں آپ دہلی میں تشریف لائے۔ شہزادہ داراشکوہ صوفی
دہلی میں آمد: منش اور فقیر دوست تھا۔ جب اس کو آپ کے دہلی آنے کا حال معلوم

ہوا اس نے بہت ہی جلد آپ سے میل جول بڑھایا۔ جب آپ کو قریب سے دیکھا آپ کی
روحانی قوت سے سخت متاثر ہوا۔ آپ کی بہت عزت اور احترام کیا گیا۔ شہزادہ
داراشکوہ آپ کا معتقد تھا۔ غرض شاہی دربار میں آپ کا کافی اثر تھا۔

سے ریاض الشعراء از علی قلی خاں داغستانی۔

حکومت میں تبدیلی: اورنگ زیب نے داراشکوہ کو شکست دی اور شاہجہاں
 صحرابستی بستی پھرنے لگا۔ داراشکوہ کے ہمدردوں، ساتھیوں اور ہم نشینوں کے لیے
 یہ زمانہ صبر آزما تھا۔ حضرت سرمد بھی ان میں سے ایک تھے کچھ لوگ تو داراشکوہ کے
 ساتھ چلے گئے تھے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ اپنے آپ کو خطرے میں پاتے تھے۔ حضرت
 سرمد نے باہر جانا پسند نہیں کیا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دہلی ان کا مدفن ہوگا۔
 آپ پر الزامات: آپ پر جو ذمہ جرم لگائی گئی وہ سیاسی آمیزش سے خالی نہ تھی۔
 (۱) پہلا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ نے اپنی حسب ذیل رباعی میں معراجِ جسمانی
 سے انکار کیا ہے۔

ہر کس کہ سر حقیقتش پادشہ اوپن تراز سپہر پینا در شد
 ملا گوید کہ بر فلک شد احمد سرمد گوید فلک بہ احمد در شد

- (۲) دوسرا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ داراشکوہ کے ہمدرد اور وہی خواہ تھے۔
 (۳) تیسرا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ نئے رہتے تھے جو رسم شرع کے خلاف ہے۔
 (۴) چوتھا الزام آپ پر یہ تھا کہ آپ پورا کلمہ نہیں پڑھتے تھے آپ لالہ سے زیادہ
 نہیں کہتے تھے۔

آپ کا بیان: اورنگ زیب نے قاضی القضاة ملا قوی کو آپ کے پاس بھیجا کہ وہ معلوم
 کریں کہ نئے کیوں رہتے ہیں۔ ملا قوی نے جب نئے رہنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے
 حسب ذیل رباعی پڑھی:

خوش بانائے کردہ جنیں پست مرا چشمے بدو جام بردہ از دست مرا
 اور بغل من است زمن در طلبش دزدے عجبے برہنہ کردہ است مرا

علیہا رک مجلس: آپ کو ایک مجلس کے سامنے بلایا گیا۔ اس مجلس میں علاوہ اورنگ زیب
 کے علماء و فضلاء عصر بھی موجود تھے۔ اورنگ زیب نے آپ سے
 ویراٹن کیا کہ:

کہتے ہیں کہ تم نے داراشکوہ کو مژدہ سلطنت دیا تھا۔ کیا یہ سچ ہے؟

”ہاں سچ ہے۔ اور وہ مردہ درست نکلا کر اُسے ابدی سلطنت کی تاج
پوشی نصیب ہوئی۔“

علماء نے پوچھا کہ:

”تم نئے کیوں رہتے ہو۔“

اس کا جواب وہی دیا جو پہلے ملا قوی کو دیا تھا۔ علماء نے آپ سے کپڑے پہننے کو
کہا لیکن آپ نے کچھ پرواہ نہ کی یہ اورنگ زیب نے علماء کو مخاطب کر کے کہا:

”محض برائی و جہنم نہیں ہو سکتی۔ اس سے کہو کہ کلر ٹیبہ پڑھے۔“

آپ سے کلر ٹیبہ پڑھنے کو کہا گیا۔ آپ نے عادت کے موافق کالانہ پڑھا۔ جب علماء نے
یہ جملہ نفی سنا تو سخت برہم ہوئے آپ نے جواب دیا کہ:

”ابھی تو میں نفی میں مستغرق ہوں۔ مرتبہ اثبات تک نہیں پہنچا ہوں! اگر

إلا اللہ کہوں گا تو جھوٹ ہوگا۔“

علماء نے آپ پر عیب کیا کہ آپ کا یہ فعل کفر ہے، اس فعل سے توبہ لازمی ہے۔
آپ نے توبہ نہ کی۔

فیصلہ: علماء نے فتوے دیا کہ قتل جائز ہے۔

دوسرے دن آپ قتل گاہ میں لے جائے گئے۔ جب جلاو حکمتی تلوار لے کر
شہادت: آپ کے پاس آیا۔ آپ اسے دیکھ کر مسکرائے نظر اٹھائی اور نظر ملائی اور
یہ تازخی الفاظ فرمائے:

”فدا ہے تو شوم۔ بیا۔ بیا کہ تو بہر صورتی کہی آئی من ترا خوب می شناسم۔“

ترجمہ: میں تیرے قربان ہوں۔ آ۔ آ کہ تو جس صورت میں بھی آئے میں تجھ کو خوب
پہچانتا ہوں۔

پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

شعر

شورے شد و از خوابِ عدم چشم کشودیم
دیریم کہ باقیست شبِ فتنہ غنودیم

محمیانہ الشراء۔ سے مرآة الخیال۔

ترجمہ اثنور ہوا، اور ہم نے خوابِ عدم سے آنکھ کھولی۔ دیکھا کہ شبِ فتنہ باقی ہے
سو گئے۔

یہ شعر پڑھ کر سر تسلیم خم کر دیا، اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ کی شہادت سننے میں
ہوئی۔ آپ کا مزار دہلی جامع مسجد کے نیچے فیوض و برکات کا رچھتر ہے۔

سیرتِ پاک: آپ ایک دینِ محذوب تھے۔ علم اور فضل میں ثانی نہیں رکھتے تھے بہت
لوگ آپ کے منقاد اور معتقد تھے۔

علمی ذوق: یادگار ہیں۔ آپ کے رقعات، جو رقعاتِ سرمد کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی علمی
یادگار ہیں۔

شعر و شاعری: آپ نے فارسی میں بہت سی رباعیات لکھی ہیں، جو رباعیاتِ سرمد
کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ رباعیات شائع ہو چکی ہیں۔

ذیل کی دو رباعیات آپ کے افکار و خیالات کی آئینہ دار ہیں۔
سرمد غمِ عشق بواہوس رازد دہند سوز دل پروانہ مگس رازد دہند
مگرے باید کہ یار آید بہ کنار این دولت سرمد ہر کس رازد دہند
ترجمہ: اے سرمد غمِ عشق بواہوس کو نہیں دیتے ہیں پروانے کے دل کا سوز شہد کی مکھی
کو نہیں دیتے۔ ایک مگر چاہیے کہ دوست کا وصل حاصل ہو۔ یہ دولت سرمد
ہر ایک کو نہیں دیتے۔

از منصب عشق سرفرازم کروند وز منت خلق بے نیازم کردند
چوں شمع دریں بزم گدازم کروند از سوختگی محرم رازم کردند
ترجمہ: مجھ کو منصبِ عشق سے سرفراز کیا اور لوگوں کی منت سے بے نیاز کیا۔ شمع کی مانند اس
بزم میں مجھ کو پگھلایا۔ جلنے کی وجہ سے مجھ کو راز دار بنایا۔

شہادت کے بعد آپ کے سر سے تین بار **لا الہ الا اللہ** کی آواز سنائی دی۔
گرامت: آپ کے سر سے صرف کلمہ ہی نہیں پڑھا بلکہ کچھ دیر محمد باری تعالیٰ میں بھی مودت رہا۔
ازنگ زریب نے آپ کی شہادت کے بعد قریب اڑتالیس سال حکومت کی لیکن کبھی
چین و سکون میسر نہ ہوا۔ وگرنہ میں لڑائیوں میں کافی وقت گزارا اور وہیں انتقال کیا۔

یہ رباعیات سرمد کا انگریزی میں ترجمہ ڈاکٹر فہرہ الحسن شارب نے کیا ہے۔ انہوں نے انسٹی ٹیوٹ آف آرٹس
پشاور میں اس سلسلہ مطبوعات غیر منظمہ سے اس کا پبلیکیشن۔ اجمیر و آگرہ نے شائع کیا ہے۔

باب ۵

حضرت میر سید محمد کاپروی

حضرت میر سید محمد کاپروی ابو العلاء فیہ سلسلہ کے بلند پایہ بزرگ ہیں۔

خاندانی حالات: آپ ترمذی سادات سے ہیں۔

آپ نے مولانا عمر جاجوئی سے کتب و دروس پڑھیں۔ حضرت جمال باکمال کے
تعلیم: درس میں شریک ہوئے، اور تعلیم مکمل کی۔ علم ظاہر میں آپ درجہ فضیلت
کو پہنچے۔

بشارت: ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ نقشبند آپ سے
فرماتے ہیں: بلہ

”اے میر سید محمد! فی زمانہ ایک شیخ اپنے سلسلے کا صاحب مقامات
عالیات اکبر آباد (آگرہ) میں ایسا فیض بخش عالم ہے کہ کسی سو برس سے
اس مرتبہ و پایہ کا بزرگ پیدا نہیں ہوا۔ اب تم اکبر آباد جاؤ۔ اس
سلسلہ کو بھی اخذ کرو۔“ حضرت خواجہ نقشبند نے اُن بزرگ کا نام
نہیں بتایا۔

آگرہ میں آمد: معلوم ہوا کہ آگرہ میں اس وقت دو بزرگ ہیں جن سے مخلوق فیضیاب ہو رہی ہے۔ ایک بزرگ کا نام میر نعمان تھا جو حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے خلیفہ تھے۔ دوسرے بزرگ جو آگرہ میں اس وقت رونق افروز تھے ان کا نام امیر ابو العالی تھا۔ آگرہ پہنچ کر آپ نے حضرت میر نعمانؒ کی خانقاہ میں جانا چاہا۔ پانکی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے اور کہا روں کو حضرت نعمان کی خانقاہ پر چلنے کی تاکید فرمائی۔

کہا آپ کو بجائے حضرت نعمان کی خانقاہ پر لے جانے کے حضرت امیر ابو العالیؒ کی خانقاہ پر لے گئے۔ آپ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابو العالی کی خانقاہ ہے تو آپ پانکی سے نہیں اترے، اور بیٹھے ہی بیٹھے پھر کہا روں کو تاکید فرمائی کہ وہ حضرت نعمان کی خانقاہ پر پانکی لے چلیں۔ کہا روں نے ہونے لیا۔ حضرت نعمان کی خانقاہ پر پہنچنے کے وہ پھر حضرت امیر ابو العالی کی خانقاہ پر پہنچے، پانکی پھر واپس ہوئی، اسی طرح چند مرتبہ ہوا۔ اب آپ پانکی سے اترے۔ آپ نے سوچا کہ خداوند تعالیٰ کی مرضی یہی ہے۔ پانکی سے اتر کر آپ خانقاہ میں داخل ہوئے۔ حضرت امیر ابو العالی اس وقت خانقاہ کے صحن میں تشریف رکھتے تھے۔

حضرت امیر ابو العالیؒ نے آپ کو دیکھ کر ایک نعرہ لگایا۔ اس نعرے سے بیعت و خلافت: آپ کے جسم میں حرکت نہیں ہوئی۔ اس کے بعد حضرت امیر ابو العالیؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑا، اور ایک نعرہ لگایا۔ اس وقت آپ ضبط نہ کر سکے۔ بدن میں جنبش ہاتھ میں لغزش اور قلب میں حرکت پیدا ہوئی۔ قلب کی اس حرکت کے ساتھ آپ میں نسبت ابو العالیؒ پیوست ہوئی۔ آپ کئی ماہ حضرت امیر ابو العالیؒ کی صحبت بابرکت میں رہے۔ بیعت ہے مشرف ہوئے اور خرقہ و خلافت سے مفتخر ہوئے۔

اس سے قبل آپ حضرت مولانا عمر جاوہری کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور خاندانِ چشت میں منسلک ہوئے تھے۔

اب حضرت امیر ابو العالیؒ سے خرقہ و خلافت پا کر اور تکمیل طریقہ سنی نقشبندیہ ابو العالیؒ کے کاپی روانہ ہوئے۔

پیر و مرشد کا عطیہ: آپ کے پیر و مرشد حضرت سید امیر ابو العلی نے آپ کو کاپی رخصت
کیا اور بوقت روانگی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی
ایک تسبیح آپ کو عطا فرمائی۔

اپنے پیر و مرشد سے رخصت ہو کر آپ کاپی تشریف لائے اور سند
کاپی سے آمد: ہدایت و ارشاد پر متکون ہوئے۔

وفات: آپ کا وصال ۲۶ شعبان ۱۱۲۷ھ کو ہوا۔ مزار شریف کاپی میں واقع ہے۔
آپ کے صاحبزادے حضرت سید احمد آپ کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں۔
خلفاء: اور آپ کے دوسرے خلیفہ شیخ محمد افضل ولی کامل تھے۔

آپ سلاسل اربعہ کے فیوض باطنی سے مستفید و مستفیض تھے۔ آپ علوم ظاہری
سیرت: و باطنی سے آراستہ تھے۔ آپ جامع شریعت تھے۔

حضرت سید دوست محمد

حضرت سید دوست محمد شاہیراویا سے ہیں۔
 ولادت: آپ نے ۱۹۶۶ء میں اس عالم کو رونق بخشی۔
 آپ نے دہلی میں تعلیم پائی۔ تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر آپ تلاش حق
 تعلیم: میں نگری نگری، بستی بستی پھرنے لگے۔
 بنگال میں قیام: اسی تلاش میں آپ بنگال پہنچے، اور ایک مدت تک بنگال میں
 قیام فرمایا۔ لیکن مقصد برآری نہیں ہوئی۔
 مشرکہ: ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ کی ایک اجنبی شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس شخص
 نے آپ کو بتایا کہ اکبر آباد (آگرہ) حضرت سید امیر ابو العالیؒ ایک بلند پایہ
 بزرگ رشد و ہدایت میں مشغول ہیں۔ جو ان کے پاس جاتا ہے رنگ جاتا ہے۔
 آگرہ میں آمد: آپ کے لیے اتنا پتہ کافی تھا۔ بنگال سے آگرہ روانہ ہوئے۔ آگرہ
 پہنچ کر ایک کوزہ مصری لیا۔ والہانہ انداز میں حضرت امیر ابو العالیؒ
 کی خانقاہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی یہ خوش قسمتی تھی کہ آپ کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا
 حضرت سید امیر ابو العالیؒ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد کے صحن میں مع مریدین و معتقدین
 رونق افروز تھے۔ آپ حضرت سیدنا کے قریب پہنچ کر قدموں سے بوس ہوئے۔ کوزہ مصری پیش کیا

اور پھر ایک طرف بیٹھ گئے۔ حضرت سیدناؑ نے کوزہ مصری قبول فرمایا۔ پھر آپ سے
 آپ کا نام و پتہ دریافت فرمایا۔ آپ نے عرض کیا: ”دوست محمد میرا نام ہے۔ حضور کا شہرہ تاب فلک ہے۔ انبیا سے
 ملک بنگال سے آیا ہوں۔ مئے وحدت کا پیاسا ہوں۔“
 حضرت سیدنا یسن کر مسکرائے۔ کوزہ مصری میں سے تھوڑا خود کھایا اور باقی
 حاضرین کو تقسیم کیا۔ پھر آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا:
 ”دوست محمد! تم نے ہمارا امنہ میٹھا کیا۔ ہم کو تمہارا امنہ میٹھا کرنا واجب
 ہے۔ آؤ۔ آگے آؤ۔ مجھ سے نظر ملاؤ۔“
 نظر کا ملنا تھا کہ بے ہوش ہو گئے۔ حجابات سب دور ہو گئے۔
 اتنے میں عصر کی اذان ہوئی۔ حاضرین نے آپ کو ہوشیار کرنا چاہا۔ حضرت سیدنا
 نے منع کیا اور فرمایا:

”نہیں نہیں۔ یوں ہی رہنے دو۔ اس وقت دوست محمد

”لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى“

کے مصداق ہیں۔“

عشا کی نماز کے وقت آپ ہوش میں آئے۔ عصر و مغرب کی نماز جو آپ سے قضا
 ہو گئی تھی، وہ ادا کی۔ عشاء کی نماز باجماعت پڑھی۔ اس رات کو مسجد ہی میں رہے۔
 دوسرے دن بعد نماز فجر حضرت سیدنا ابو العلیؑ نے آپ کو بیعت
 بیعت و خلافت: سے مشرف فرمایا اور اسی روز خرقہ و خلافت و اجازت و شجرہ طریقت
 سے آپ کو ممتاز فرمایا۔

پیر و مرشد کا حکم: حضرت سیدنا نے آپ کو برہانپور میں قیام کا حکم دیا۔
 آپ نے چند روز پیر و مرشد کی صحبت بابرکت میں رہنے کی اجازت چاہی۔
 درخواست: حضرت سیدنا نے آپ کی درخواست منظور فرمائی۔

برہان پور میں آمد: ایک سال تک آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہتے رہے
 اور فیوض باطنی سے مستفید ہوتے رہے۔ ایک سال کے بعد آپ

برہانپور تشریف لے گئے، اور مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز ہو کر لوگوں کو راہِ حق دکھلانے لگے۔

وفات: آپ نے ۲۶ جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ کو رحلت فرمائی۔ بوقت وفات آپ کی عمر چورانوے سال کی تھی۔ مزار مبارک اورنگ آباد میں مزع خاص و عام ہے۔ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں:

خلفاء: حضرت مسافر شاہ، حضرت محمود شاہ، حضرت شاہ محمد فریاد،
 آپ صاحب کمال، رفیع الحال، صاحب تخلیق و تصدیق بزرگ تھے۔ جب آپ پر سیرت جذبہ شوق غالب ہوتا، آپ جنگل میں نکل جاتے۔ آپ کے نعرہ کی آواز سے درندے اور پرندے رقص کرنے لگتے۔

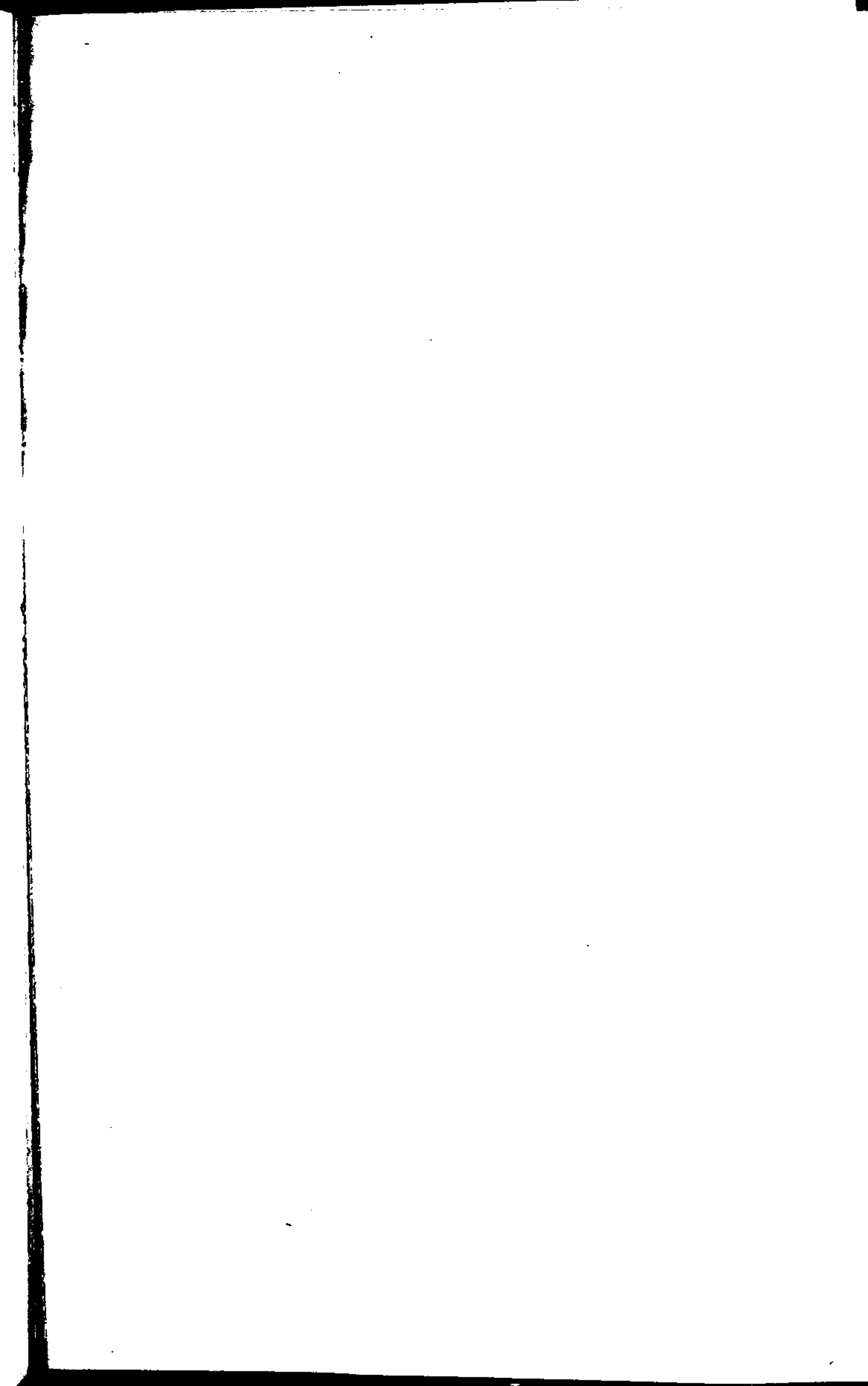
آپ کو اپنے پیرو مشد سے والہانہ عشق تھا۔ پیرو مشد کی جدائی آپ کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ اسی حالت بے قراری و اضطراب میں آپ نے ایک ”پیم کہانی“ لکھی ہے، جس کے چند شعر حسب ذیل ہیں:

پیم کہانی

پیم کہانی کہت ہوں سنو سکی تم آئے
 پیاد ہونڈھن کو ہوں گئی آئی آپ گنو آئے
 پیم کہانی بس بھری کوئے مت سینور آئے
 باتوں باتوں بس جھری دیکھت ہے گھر جائے
 پیم گلی ات ساٹری پی بن کچھ نہ سہائے
 تن من چھوڑ جو آسکے تو پیمہ ایجا جائے

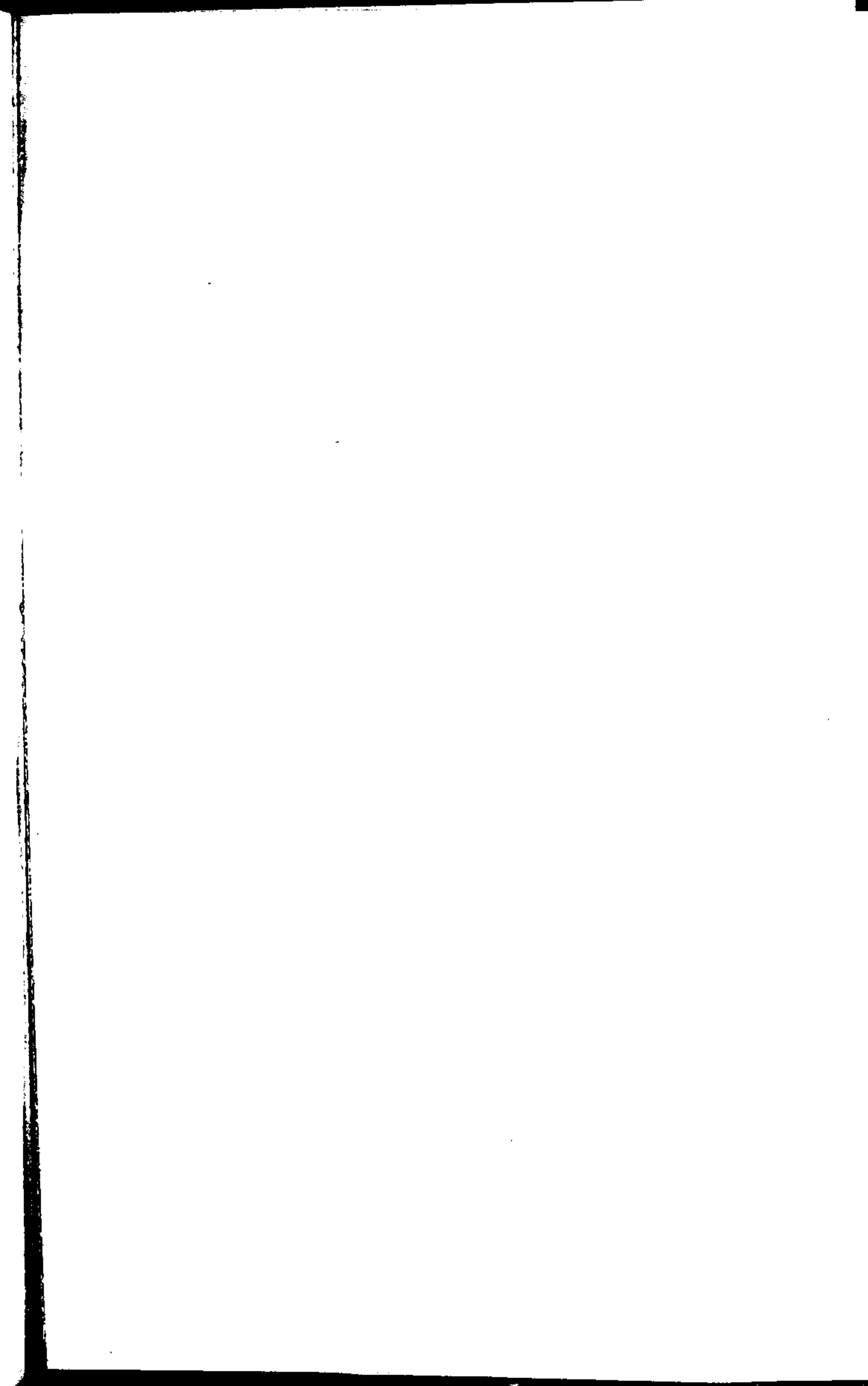
پیچ ٹکڑوں آئے کے سدھ بدھ سے رہی کون
سدھ بدھ یوں گھل جات ہے جیون بانہیں لوں
پیچ لگو موہے آئے کے جیورا نکسا جائے
اسے ری سکھی کچھ پیہ کی بات کہو ٹک آئے

آپ جب حالتِ ذوق و شوق میں جنگل میں نعرہ لگاتے تو آپ کے نعرے
کرامات : سے جنگل میں آگ لگ جاتی یہ



گر تو سنگِ خارهٔ مَرَمِ شوی
چون بصاحبِ دلِ رسی گوهر شوی

حصهٔ مفتاح



باب ۶۰

حضرت سلطان باہو

حضرت سلطان باہو منظور جناب کیریا ہیں۔

خاندانی حالات: آپ قبیلہ اعوان سے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب امنتیس واسطوں سے امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر منتهی ہوتا ہے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام بایزید محمد ہے۔ وہ شہنشاہ شاہجہاں کی طرف سے کوہستان میں منصب دار تھے۔ وہ حافظ قرآن تھے، اپنے زمانے کے ایک عالم تھے۔ شریعت کے سخت پابند تھے۔

کوہستان سے ملتان آکر اقامت گزین ہوئے۔ ان کو دوبارہ کوہستان بھیجے جانے کے احکام نافذ ہوئے لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ ملتان سے وہ شورکوٹ تشریف لائے اور وہاں سکونت اختیار کی۔ شورکوٹ میں ان کو جاگیر ملی اور وہیں وفات پائی۔

والد ماجد: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا۔ وہ اپنی بزرگی اور پرہیزگاری کے لئے مشہور ہیں۔

ولادت: آپ شورکوٹ میں ۹۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔

نام: آپ کا نام باہو ہے۔ آپ اپنے نام پر فخر کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے کہ آپ کے نام میں ہو آتا ہے۔ آپ اپنے نام پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ

کہ مناقب سلطانی کہ مناقب سلطانی کہ عین الفقر زبدة العارفين

”میری والدہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کہ انہوں نے میرا نام ”بابو“ رکھا۔

جو ایک ہی لفظ سے ”بابو“ ہو جاتا ہے۔“

بچپن : آیام طفولیت سے ہی آپ سے کرامات ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ شیر خوارگی کے زمانے میں رمضان میں آپ نے دن کو دو دو نہیں بیا۔ گویا دن کو روزہ رکھتے تھے۔
تعلیم و تربیت : آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کی والدہ کی نگرانی میں ہوئی۔

سرورِ عالم کی زیارت : سن رشد کو پہنچنے کے بعد ایک دن کا واقعہ ہے کہ امام الاویا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔ آپ خود اس کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ وہ مقامات اور درجات حاصل ہوئے جو بیان سے باہر ہیں۔ پھر غوث الاظم میران محی الدین حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے سپرد فرمایا۔

تلاشِ حق : اس کے بعد آپ میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔ ہر وقت خود مستغرق رہنے لگے۔ مشاہداتِ حق میں مست اور ذاتِ مطلق کے جمال میں غرق نظر آنے لگے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو کسی باکمال شیخ سے بیعت ہونے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہونے کے بعد کسی اور سے بیعت کرنا نہیں چاہیے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے اور اس دنیا میں بھی کسی کا مل شیخ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنا ضروری ہے۔

یہ سن کر آپ نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے تو ”پھر آپ میرے لیے مرشد کافی ہیں۔“

آپ کی والدہ نے آپ سے فرمایا کہ عورتوں کو اجازت نہیں کہ وہ کسی کو بیعت کریں آپ نے عرض کیا تو پھر مرشد کو کہاں تلاش کیا جائے اور کہاں جایا جائے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

اب آپ نے گھر چھوڑا اور تلاشِ مرشد میں نکل کھڑے ہوئے۔ آپ حضرت شاہ

حبیب اللہ کے کمالی صورتی و معنوی کا شہرہ سُن کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
 آپ نے جب حضرت شاہ حبیب اللہ سے اپنا مدعا ظاہر کیا تو انہوں نے آپ
 سے فرمایا کہ طالب حق کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کو یکسوئی و یکجہتی حاصل ہو۔ اگر اس
 کی دو طرف توجہ ہوگی تو مقصد برآری مشکل ہے۔ پس یہ ضروری ہے کہ طالب حق پہلے مال و
 متاع سے فارغ ہو لے، پھر اس راہ میں قدم رکھے۔

یہ سن کر آپ کافی متاثر ہوئے۔ گھر آئے۔ مال و متاع سے فارغ ہوئے۔ پھر
 حضرت شاہ حبیب اللہ نے بخوبی سمجھ لیا کہ آپ طالب صادق ہیں اور سچی طلب آپ کو لائی
 ہے۔ ایک دن انہوں نے آپ سے فرمایا کہ:

”جس نعمت کے تم مستحق ہو وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ البتہ ہم تم کو منزل کا نشان
 بتاتے دیتے ہیں۔ وہاں جاؤ گے مقصد پاؤ گے۔ تم میرے شیخ حضرت شیخ عبدالرحمن قادری
 کی خدمت بابرکت میں جاؤ اور ان کا دامن تھام لو۔ یہ تمہارے لیے کافی ہے۔“

حضرت شاہ حبیب اللہ کی ہدایت کے موافق آپ دہلی تشریف
 لائے۔ حضرت سید عبدالرحمن قادریؒ کو بذریعہ کشف آپ کی آمد
 کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے ایک شخص آپ کے لینے کے لیے روانہ کیا۔

آپ اس شخص کے ساتھ حضرت سید عبدالرحمن قادریؒ
بیعت و خلافت: کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ آپ کو خلوت میں لے
 گئے اور مدارج سلوک ذرا دیر میں طے کرادیے۔ بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقہ خلافت

سے سرفراز ہوئے۔ اور آپ کو وہ نعمت حاصل ہوئی جس کی آپ کو تلاش تھی۔

سوال اور جواب: اب آپ کا یہ طریقہ تھا کہ دہلی کے بازاروں میں گھومتے
 اور جس پر نگاہ ڈالتے اس کو ذرا دیر میں خدارسیدہ بنا دیتے

تھے۔ آپ کا فیض عام تھا۔ دہلی میں اس کا چرچا ہونے لگا۔ کسی نے آپ کے پیر و مرشد سے
 بھی اس بات کا ذکر کیا۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو طلب فرمایا۔ جب آپ حاضر ہوئے
 تو آپ کے پیر و مرشد نے آپ سے فرمایا:

”ہم نے تمہیں خاص نعمت عطا کی اور تم نے اس خاص نعمت کو عام
 کر دیا۔“

آپ نے جواب دیا:

”حضرت سے جو خاص نعمت مجھے حاصل ہوئی اس کی آزمائش منظور تھی کہ مجھے کس قدر نعمت گراں مایہ حاصل ہوئی اور اس کی ماہیت کیا ہے“

آپ کے پیرومرشد اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔ شفقت اور مزید نعمت: مہربانی سے پیش آئے اور مزید نعمت سے آپ کو مالا مال کیا۔

دہلی سے شورکوٹ تشریف لائے اور تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت واپسی: میں مشغول ہوئے۔

آپ کی چار بیویاں تھیں۔ ان چار بیویوں سے آٹھ لڑکے ازواج و اولاد: پیدا ہوئے۔ سب سے چھوٹے صاحبزادے سلطان حیات محمد نے سچپن میں انتقال فرمایا۔ آپ کے دیگر صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں:

سلطان نور محمد، سلطان ولی محمد، سلطان لطیف محمد، سلطان صالح محمد، سلطان اسحاق محمد، سلطان فتح محمد، سلطان شریف احمد۔

آپ یکم جمادی الثانی ۱۰۲۰ھ کو جو اررحمت میں داخل ہوئے آپ کا مزار و ذات: شورکوٹ میں واقع ہے۔

خلفاء: آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں:

حضرت نورنگ (کھتران)، حضرت ملا معانی بوچستانی۔ حضرت مومن شاہ گیلانی (سندھ) ان خلفاء سے آپ کا سلسلہ پھیلا۔

آپ کے طریقے کا نام ”قادریہ مسروریہ“ ہے جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔

سیرت: آپ مشاہدہ سستی میں مسرور، جمال دوست میں محو اور انوارِ انجلی

کی تجلیات میں مستغرق رہتے تھے۔ آپ معاش کی طرف سے بے پرواہ تھے۔ بظاہر آپ کا کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ دو مرتبہ جاگیر والی زمین پر کھیتی باڑی کی لیکن فصل نہیں کائی۔ کوئل پر گزارہ کرتے تھے۔

آپ کلمے پڑھے نہیں تھے۔ اس کے باوجود آپ بہت سی کتابوں
علمی ذوق : کے مصنف ہیں۔ آپ کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں :

عین الفقر۔ گنج الاسرار۔ کلید التوحید۔ نور الہدیٰ۔ محبت الاسرار۔
 شمس العارفین۔ اورنگ شاہی۔ سرار قادری۔ توفیق ہدایت۔
 مجالس النبی۔ محبت الاسرار۔ تیغ برہنہ۔ رسالہ روحی۔ قرب دیدار۔
 کلید جنت۔ محکم الفقر کبیر۔ محکم الفقر صغیر۔ مفتاح العاشقین۔
 کشف الاسرار۔ امیر الکونین۔ جامع الاسرار۔ عین النجات۔ قطب
 الاقطاب۔ محکم الفقراء۔ کلید التوحید۔ حجۃ الاسرار۔

آپ شاعر بھی تھے ”دیوان باہو اور“ ابیات باہو“ آپ کی
شعرو شاعری : یادگار ہیں۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی
 تعریف میں آپ کے چند اشعار حسب ذیل ہیں :

شاہ میراں ہمت ثانی شاہ امیر	شہسوار معرفت و روشن ضمیر
چوں نباشد سیدے قادر قوی	چوں نباشد سید اولاد علی
چوں نباشد سید پاک نسل	چوں نباشد سید اصل و اصل
ہر کراپد ریش بود عارف مقیم	چوں نباشد سید راہ سلیم
شرف زان لعل، بہا و ان وصال	لظہر قبرش بکن شوریدہ حال
تارک و فارغ ز نفس و دوز ہوا	دائما شومست و حدت با خدا
اصل جیلانی ز باطن مصطفیٰ	ایں مراتب قادری قدرت الٰہ

شو مرید از جان باہو بالیقین

خاکپائے شاہ میراں راہ دین

تعلیمات : آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں :

و نسیا : آپ فرماتے ہیں بلکہ

” ان لوگوں پر تعجب اور افسوس ہے کہ خدا فرماتا ہے ”فقیراؤ ایل اللہ“

لوگو خدا کی طرف آؤ، مگر انھیں خدا کی طرف آنا کیا معنی۔ وہ اس سے بھاگتے اور گریز کرتے ہیں۔ گوان پر معرفت الہی کی جھلک نہ پڑی ہو مگر وہ اپنے آپ کو عارف اور صاحب حضور جانتے ہیں۔ لیکن وہ درحقیقت بے معرفت اور مقام حضور سے کوسوں دور اپنی کشف و کرامات و بدعت و استدراج میں مغرور رہتے ہیں۔ دنیا سے دوں اور زر و سیم میں شبہ روز خراب اور پریشان ہوتے ہیں۔

مرشد کے اقسام: آپ فرماتے ہیں:

..... مرشد تین طرح کے ہوتے ہیں:

اول مرشد کامل۔ طالب کے حق میں رحمت۔

دوم مرشد ناقص۔ اس کے حق میں رحمت ہوتا ہے۔

سوم مرشد جو کہ دنیاوی مراتب و مناصب میں کمال حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنی اس ترقی سے مرتبہ فرعون کو پہنچتا ہے۔

اور جو مرشد کہ نہ مراتب دنیا ہی حاصل کرتا ہے اور نہ مقامات معرفت کو طے کرتا ہے وہ دونوں جہاں کی رسوائی اور ذلت اپنے سر لیتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

فقیر: "..... فقیر کو چاہیے کہ ان دونوں مقامات کو طے کر کے آگے

بڑھے، اور اطمینان اور دل جمعی حاصل کرے جو دانائی اور ہوشیاری

سے حاصل ہوتی ہے ہوشیار کی نظر ہمیشہ روز قیامت اور خدائے تعالیٰ

کے حساب و کتاب پر رہتی ہے، اس لیے وہ خلق الشکر کو نفع پہنچاتا اور

ان کی ضرر رسانی سے گریز کرتا اور دنیا سے دوں کے پیچھے ان کے حقوق

پر پانی نہیں بھیرتا۔"

آپ فرماتے ہیں:

سماع: "..... جو شخص کہ راگ سنتا ہے اس کا دل مردہ اور

نفس زندہ ہوتا ہے..... اہل سر و مردہ دل زندہ نفس ہوتے ہیں۔"

آپ فرماتے ہیں:

ذکرِ دوام : ” ذکرِ دوام سے ذکرِ خفی مراد ہے جو لفظاً ہر معلوم نہیں ہوتا اور اسم اللہ سے وجود میں اس طرح جاری ہوتا ہے جس طرح نمک ماکول و مشروب میں سرایت کر جاتا ہے اور لفظاً ہر معلوم نہیں ہوتا۔ مگر درحقیقت موجود ہوتا ہے، جو کھالے پینے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور ذکرِ خفی اس طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ صاحبِ ذکرِ خفی تصور برزخ اسم اللہ سے ایسی لذت اور حلاوت پاتا ہے کہ اس کا ایک ذرہ مشرق تک کل مخلوق کو ملے تو وہ ایسا بیہوش اور مست ہو جاتے کہ بجز قیامت کے دن کے وہ بیدار ہی نہ ہو۔۔۔۔ صاحبِ ذکرِ خفی دنیا و مافیہا سے کچھ خبر نہیں رکھتا۔۔۔۔“

آپ فرماتے ہیں: بلہ

فقر : ” فقر کے تین حروف ہیں: ف - ق - ہ۔

ف سے فنا سے نفس - ق سے قہر بر نفس - ہ سے راضی بہ خدا مراد ہے اور ف سے فقر - ق سے قرب اور ہ سے راز مراد ہے۔

یہ مراتب فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوتے ہیں نہیں توف سے فضیلت ق سے قہر خدا اور ہ سے راز ہے۔“

آپ فرماتے ہیں: بلہ

سرورِ عالم کی مطابعت : ” جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی متابعت کے بغیر اپنی شیخ زادگی کے بھروسے رہبری اور پیشوائی کرے گا وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔“

اقوال : • اگر اس کا ایک فعل بھی شرع محمدی کے خلاف ہے تو وہ صوفی نہیں بلکہ شیطان ہے۔ اس سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہئے۔

• سخاوت کرنے سے خالق اللہ کا حق ادا ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ مال کو خدا کے مقابلہ میں اپنے مال کی کہاں تک محبت ہے۔

لہ کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۱۰۱۔ لہ کشف الاسرار ص ۱۰۱۔

● فقر و معرفت الہی دریائے رحمت کی موجیں ہیں۔ اور سخاوت اور کرم ایسی صفتیں ہیں جو خدا سے تعالیٰ سے ملتی ہیں۔

● جو پیر و مرشد قوت باطنی نہ رکھے۔ ہر وقت مرید کی خبر گیری نہ کرے اسے گناہ و محبت سے روک نہ سکے اور مرید کی جاں کنی کے وقت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا اور عرض نہ کرے۔ اس نازک وقت سے صحیح و سالم پار نہ گزارے اسے پیر و مرشد نہ کہنا چاہیے۔ . . .

● پیری و مرشدی کوئی معمولی کام نہیں۔ وہ ایک راز و نیاز و ستر و اسرار ہے۔ حرص و حسد کا انجام آخر خواری و ذلت ہے۔

● اہل دنیا، دنیا اور سیم و زر کے غلام ہیں اور دنیا اور سیم و زر، فقیر عارف باللہ کے غلام ہیں۔

● چاروں نفسوں کے چاروں پرند ذبح کرے۔ یعنی شہوت کا مرغ، حرص کا کوا، زینت کا مور، اور حرص کا کبوتر۔

● اوراد و وظائف : بعض اوراد و وظائف حسب ذیل ہیں :

● سورۃ مزمل : آپ فرماتے ہیں : ”سورۃ مزمل کی دعوت کا علم مشکل ہے۔

● اگر تمام جہاں کی شکلوں کے لیے بالترتیب ایک مرتبہ پڑھے تو قیامت تک اس کا عمل باز نہیں رہتا بشرطیکہ پڑھنے والا مع علم ناظر ات اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنالے اور علم حضرات سے اپنے تئیں حضور میں پہنچاتے اور ختم قرآن دور مدور حفظ مع اللہ پڑھے۔

● ”سورۃ مزمل کے شروع میں اسم ذات کے تصور سے اپنے تئیں حضوری مجلس میں پہنچائے اور قرآن مجید دور مدور حفظ مع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھے۔ . . . جو شخص سورہ مزمل کو مندرجہ بالا طریق کے موافق پڑھتا ہے اس کے لیے وسیلہ شروع ہو جاتا ہے۔

● ”جو شخص اس طریقے کے موافق سورہ مزمل کو مع علم حضرات پڑھے گا اس کے تصرف میں دونوں جہاں آجائیں گے بشرطیکہ پڑھنے والا دم دردم، دل دردل،

نفس و رنفس، قلب و رقلب، اور امر و روح و رروح شریعت لطیف کے لباس
کی خلعت کا پر نور جام پہننے۔“

دُعائے سلیمی : آپ فرماتے ہیں بلکہ ”دُعائے سلیمی اور سورۃ مرتل کا صاحبِ حق
عرش و کرسی، لوح و قلم اور نور آسمان اور سات زمینیں اس طرح ہلا دیتا ہے کہ انبیاء
اور اولیاء کی رو میں عبرت کھاتی ہیں اور فرشتے حیران رہ جاتے ہیں۔“
کشف و کرامات : آپ کی وفات کے شرمال بعد جب چناب میں طغیانی آئی تو آپ
کا تابوت قبر سے نکالا گیا۔ سب لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ پورا جسم مبارک صحیح و سالم تھا۔
ایک شخص آپ سے کچھ لینے کی غرض سے آپ کے پاس آیا۔ آپ کو ہل چلائے
دیکھ کر واپس ہونے والا تھا کہ آپ نے اس کو آواز دی اور فرمایا کہ دو درازے تکلیف اٹھا کر
آئے ہو اور بغیر ملے جاتے ہو، یہ کیا بات ہے۔ جب وہ قریب آیا تو آپ نے اس سے ہل
چلائے کو فرمایا اور خود پیشاب کرنے چلے گئے۔ واپس آکر آپ نے وہ ڈھیلے جن سے طہارت
کی تھی، زمین پر دے مارے۔ زمین سونا ہو گئی۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا جتنا سونا چاہو
لے جاؤ۔ وہ بہت سونا لے کر کامیاب و کامران واپس ہوا۔

لے کشف الاسرار (اردو ترجمہ) ص ۱۱۱

حضرت میران سید شاہ بھیک

حضرت میران سید شاہ بھیک شیخ وقت تھے اور قطب زماں تھے
 آپ کا نسب نامہ پدیری کنی واسطوں سے حضرت امام حسین پر
 حسب و نسب : متہی ہوتا ہے بلکہ پس آپ حسینی ہیں۔ آپ کا سلسلہ مادری سید
 زید شکر سے جا ملتا ہے۔

سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو جو آپ کے اجداد
 خاندانی حالات : سے تھے ہندوستان جانے کی بشارت دی حسب اشارت پر بشارت
 حضرت زید مع متعلقین ترمذ سے ہندوستان آئے اور سیانا میں قیام فرمایا۔ سیانا
 کو ایک برہمن رئیس نے اپنے نام پر آباد کیا تھا اور وہ ہی اس شہر کا مالک تھا۔
 حضرت زید نے معرکہ جنگ میں وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد سید
 سلیمان نے سیانا پر چڑھائی کی۔ سیانا کو فتح کرنے کے بعد اس کا نام سیوانہ رکھا۔
 والد ماجد : آپ کے والد کا نام سید یوسف ہے۔ وہ سید قطب الدین کے
 صاحبزادے تھے۔

والدہ ماجدہ : آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی ملکو ہے بلکہ
 ولادت : آپ ۷۔ رجب ۸۰۰ھ کو پیدا ہوئے بلکہ

۷۰۰ھ کے انوار العارفین (فارسی) ص ۱۳۰ کے بستان معرفت ملتا

نام : آپ کا نام محمد سعید ہے۔

آپ کی کنیت ”میران سید شاہ بھیکہ“ ہے ، اور آپ اسی کنیت
کنیت سے مشہور ہیں۔

آپ کی عمر جب سات سال کی ہوئی ، آپ کے والد نے
بچپن کا صدمہ جام شہادت نوش فرمایا۔

آپ کے والد کے انتقال کے بعد خاندانی بھگڑوں اور اہل خاندان
ترک سکونت : کے حسد کے باعث آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ہمراہ لے کر سیوانہ
سے کہرام آئیں ، اور کہرام میں سکونت پذیر ہوئیں۔

آپ کی والدہ نے کہرام پہنچ کر آپ کو ایک مکتب میں داخل فرمایا۔ وہاں آپ
میر عشق : کو ایک ہندو لڑکے سے محبت ہو گئی۔ محبت چھپنے والی چیز نہیں۔ مکتب
میں چرچا ہونے لگا۔ ایک دن مکتب کے لڑکوں نے اس ہندو لڑکے کو ملامت کی اور
اس سے کہا کہ فقیر کے لڑکے سے محبت کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ جب آپ کو یہ معلوم ہوا
تو آپ کو ان کا یہ کہنا ناگوار گذرا۔ آپ نے ایک لڑکے کے جو سب کا سر غنہ تھا۔ ایسے زور
سے طمانچہ مارا کہ اس کے جبرے ٹوٹ گئے۔

سزا : معلم کے پاس آپ کی شکایت گئی۔ معلم نے آپ کو مکتب سے نکال دیا۔

مکتب سے نام کٹ جانے کے بعد آپ نے لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا۔ دن بھر
کھیل کود : لڑکوں کے ساتھ گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے تھے۔

آپ اسی طرح گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے تھے کہ ایک دن شاہ جلال
غیبی امداد : جو شاہ فاضل مجذوب کے بھائی تھے۔ مریدوں کی تعلیم و تربیت

کے واسطے کہرام میں تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر آپ کے متعلق دریافت فرمایا
جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ آپ سید یوسف کے فرزند ہیں تو ان کو آپ سے ہمدردی پیدا ہوئی۔
بہت محبت سے آپ سے پیش آئے۔

انہوں نے آپ کو سمجھاتے ہوئے فرمایا : بلکہ

”میاں صاحبزادے! یہ وقت کہیں کو دکا نہیں ہے۔ یہ زمانہ لکھنے
پڑھنے کا ہے۔“

آپ نے جواب دیا:
”اس سے قبل میں پڑھتا تھا، اب کیا کروں کہ معلم نے مجھ کو مکتب سے

نکال دیا۔“

حضرت شاہ جلال نے یسٹن کراپ کی تسلی و تشفی کی اور آپ سے فرمایا کہ گھبرانے
کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ ہر طرح کی سہولت پہنچانے کی کوشش کریں گے اور معلم کو بھی آپ
کی تعلیم کے متعلق ہدایت فرمائیں گے۔

اسی رات کو انہوں نے اپنے چار مریدوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ آپ کی ہر طرح
کی خبر گیری سے غافل نہ ہوں اور آپ کے خورد و نوش، پوشش اور خرچ کاغذ وغیرہ کا حصول
انتظام کریں اور آپ کی تعلیم سے کسی طرح کی غفلت نہ برہیں۔

آپ کو بلا کر حضرت شاہ جلال نے اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور تھوڑا کھانا آپ کو دیا کہ
اپنی والدہ کو جا کر دیں۔ اس پر آپ نے شاہ جلال سے کہا کہ:

”اُن کا رزاق حق تعالیٰ ہے۔“

دوسرے دن علی الصبح حضرت شاہ جلال مٹھائی، کاغذ اور پوشاک لے کر آپ کے
یہاں آئے۔ آپ سو رہے تھے۔ آپ کو جگایا۔ کپڑے پہنا کر آپ کو معلم کے پاس مکتب میں
لے گئے۔

وہاں پہنچ کر انہوں نے معلم سے فرمایا کہ:

سفارش: ”تمہارے پاس ایک سفارش لے کر آیا ہوں:

معلم سمجھ گیا کہ کس کی سفارش کے واسطے کشریف لائے ہیں۔ اس نے شاہ جلال

سے عرض کیا:

”جو کچھ آپ فرمائیں، دل و جان سے قبول ہے لیکن سید شاہ بھیکہ کے

بارے میں سفارش نہ کریں۔“

اس پر شاہ جلال کو غصہ آیا اور انہوں نے معلم سے فرمایا:

”تو مرد وہ ہے کہ پیر کے حکم سے سرتابی کرتا ہے۔“
 معلم نے معافی مانگی اور حضرت شاہ جلال کا حکم بجالانے پر آمادہ ہو گیا۔
 حضرت شاہ جلال نے معلم کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

”یہ تمہارے پاس قرآن مجید، ”گستاں“ اور ”بوستاں“ پڑھیں گے
 اور کچھ ہی دنوں میں خلیفہ مکتب ہو جائیں گے۔“

پھر انھوں نے معلم کے کان میں آہستہ سے کہا کہ:

”تم نہیں جانتے ہو کہ سیدزادہ قطب زماں ہے تم کو چاہیے کہ اس کی
 خدمت خوب کرو، اور اس کی تعلیم میں کسی قسم کی غفلت یا تغافل نہ برتو۔“

اسی روز سے معلم نے آپ کی تعلیم پر خاص توجہ دی۔ آپ نے چھ مہینے
 تسلیم : میں کلام اللہ، ”گستاں“ اور ”بوستاں“ ختم کر کے خلیفہ مکتب کے فرائض
 بحسن و خوبی انجام دیے۔ ۱۷

معلمی : کہرام کے ایک شخص کا عہدہ فوجداری پر تقرر ہوا۔ جب وہ اپنے عہدہ کا چارج لینے
 کی غرض سے کہرام سے روانہ ہوا تو اس نے اپنے لڑکے کی تعلیم کے واسطے آپ
 کو اپنے ہمراہ لیا۔ کچھ عرصے تک آپ اس لڑکے کو پڑھاتے رہے۔
 لیکن جب اس نے یہ دیکھا کہ آپ ہر مذہب و ملت کے فقروں کے پاس جاتے ہیں اور
 ان سے طالب ہوتے ہیں تو اس شخص کو یہ خیال ہوا کہ کہیں معرفت الہی کے شوق میں آپ
 ان فقروں میں سے کسی کے ساتھ نہ چلے جائیں اسلئے آپ کو آپ کی والدہ کے پاس کہرام
 پہنچا دیا۔

کہرام سے پندرہ کوس کے فاصلے پر موضع ملوی واقع ہے وہاں
 ملوی میں قیام : ایک درویش مستی بے نوا شاہ قائم رہتے تھے۔ آپ ان کے
 پاس موضع ملوی چلے گئے اور وہاں قریب ایک سال قیام فرمایا آپ کے سپرد یہ خدمت تھی کہ
 بھاڑ کے لیے لکڑیاں جمع کیا کریں۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ بے نوا شاہ قائم نے اپنے گھر کی چھت پانٹنے کے لیے شہتیر
 بنوایا۔ انھوں نے اپنے مریدوں سے اس شہتیر کے اٹھانے کے لیے فرمایا۔ وہ شہتیر اتنا

وزنی تھا کہ کسی سے نہیں اٹھا۔ سب زور کر کے رہ گئے۔ آپ نے اس شہتیر کو تنہا اٹھا کر دیوار پر رکھ دیا۔ وہ شہتیر کسی قدر چھوٹا تھا۔ آپ کا ہاتھ لگنے سے وہ پورا ہو گیا۔ یہ بات بے نواشاہ قاسم کے مریدوں کو ناگوار گزری۔ انہوں نے شکایت کی کہ وہ اتنے دنوں سے ہیں، انہیں کچھ حاصل نہیں ہوا، اور آپ کے متعلق کہا کہ اس شخص کو اتنی کم مدت میں صاحب تصرف کر دیا۔

حضرت شاہ قاسم نے ان لوگوں کو اس طرح سمجھایا کہ بلکہ
 ”قاسم حقیقی حق تعالیٰ ہے۔ یہ خود سیدزادہ ہیں۔ باپ دادا ان کے صاحب کمال تھے۔ مجھ کو کچھ دخل اس میں نہیں ہے۔“

الفاق سے بے نواشاہ قاسم کے پیر و مرشد بھی وہاں مقیم تھے۔ انہوں نے رخصت : بے نواشاہ قاسم سے فرمایا کہ:

”ہم اور تم مانند حوض صغیر کے ہیں اور میرا انجی مانند دریا ہے عظیم کے ہیں
 ان کی سیرابی ہم سے نہ ہوگی، ان کو رخصت کرو۔“
 بے نواشاہ قاسم نے اپنے پیر و مرشد کا اشارہ پا کر رخصت کیا۔

اب آپ کے سامنے یہ سوال تھا کہ کہاں جائیں۔ شاہ بھاؤل نے
 آپ کی رہنمائی کی، اور آپ سے حضرت شاہ ابو المعالی کے پاس چلنے کو کہا۔ آپ نے شاہ بھاؤل کا مشورہ قبول کیا اور آپ اور شاہ بھاؤل ایٹھہ روانہ ہوئے جہاں حضرت شاہ ابو المعالی رہتے تھے

جب ایٹھہ کے قریب پہنچے آپ ایک جگہ بیٹھ کر حقہ پینے لگے اور شاہ
 بیعت : بھاؤل آپ سے پہلے حضرت شاہ ابو المعالی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت شاہ ابو المعالی نے ان سے پوچھا :

”رفیق کو کہاں چھوڑا۔“

انہوں نے عرض کیا کہ پیچھے آئے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد شاہ بھاؤل آپ کو لینے کی غرض سے وہاں سے اٹھے
 آپ راستے میں مل گئے۔ دونوں باتیں کرتے ہوئے حضرت شاہ ابو المعالی کے پاس

روانہ ہوتے۔ راستے میں شاہ بجا اول نے آپ کو بتایا کہ حضرت شاہ ابو المعالی بہ طرف پائیں
چار پائی پر بیٹھے ہیں۔

آپ جب حضرت شاہ ابو المعالی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کو
دیکھتے ہی فرمایا:

”بیامیران من۔ رفیق تو کجا است یعنی حقہ۔“
”آؤ میرے میران۔ تمہارا رفیق کہاں ہے یعنی حقہ۔“
آپ نے عرض کیا کہ اس کو میں نے چھوڑ دیا۔ اس وقت سے آپ نے حق پینا چھوڑ دیا۔
بعد ازاں حضرت شاہ ابو المعالی نے آپ کو مرید کیا۔ آپ کو تعلیم فرمائی، اور ذکر کی
تلقین کی۔

آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو رخصت کیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر
واپسی : آپ طوی پہنچے اور وہاں تین دن بے ہوش رہے۔ آپ کے منہ
سے کف جاری تھا۔ تین دن کے بعد آپ کو ہوش آیا۔
وہاں سے روانہ ہو کر آپ کہرام پہنچے اور محمد فاضل قانوں گو کی مسجد میں رہنے لگے
کچھ عرصے اس میں قیام کیا۔ پھر ایک دوسری مسجد میں جو آپ کے مزار کے قریب ہے رہنا
شروع کیا۔

آپ نے ایک شخص سے کھانے کے واسطے فرمایا وہ روزانہ آپ کے واسطے کھانا
لا تا تھا۔ لیکن آپ چھ سات روز کے بعد ایک روٹی پانی میں تر کر کے تناول فرماتے تھے۔
کشف : ایک دن آپ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ آپ کے پیرو مرشد حضرت
شاہ ابو المعالی کی دارطہی کا ایک بال بلاریہ پر گرا ہے، آپ
اس بال کو لینے کی غرض سے اینٹھ آئے۔ تلاش کر کے وہ بال بوریہ پر سے اٹھا کر اپنے
پاس رکھا۔

آپ کے پیرو مرشد کو آپ کی اس بات سے یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ
اس قسم کی مکشوفات میں الجھ کر رہ جائیں اور مقصد حقیقی سے دور رہ جائیں۔ چنانچہ آپ

کے پیرومُشد نے آپ سے فرمایا کہ : سلہ

”میراں ! یہ فقر نہیں ہے۔ فقر دوسری چیز ہے۔“

آپ کے پیرومُشد نے آپ کو ایک مرغِ مرغین تین روز تک بھون کر کھلایا۔ اس کے کھانے سے آپ کو صفائی قلب حاصل ہوئی۔ پھر انھوں نے آپ کو رخصت کیا اور آپ کو خدا کے ساتھ مشغول رہنے کی ہدایت فرمائی۔

پس آپ کہرام آئے اور یاد حق میں مشغول ہوئے

چند دنوں کے بعد آپ کے پیرومُشد نے آپ کو ایک رقعہ بھیجا۔

طلبی : آپ کو اینٹھہ طلب فرمایا تھا۔ آپ کثرتِ مجاہدہ ریاضت اور کم کھانے اور کم سونے کی وجہ سے اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ آپ کا سفر کرنا دشوار تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے پیرومُشد کو یہی لکھا تھا کہ کمزوری اتنی ہے کہ سفر کی ہمت نہیں۔ البتہ جلد ہی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوں گے

آپ کے رقعہ کا جواب لے کر جب آدمی روانہ ہو گیا تو آپ کو خیال آیا کہ پیرومُشد کے بلائے پر ضرور جانا چاہیے تھا۔ اس خیال کے آتے ہی آپ اس آدمی کے پیچھے اینٹھہ روانہ ہو گئے، اور آفتاب غروب ہونے سے ذرا پہلے آپ اینٹھہ پہنچ کر اپنے پیرومُشد کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔

آپ کے پیرومُشد نے آپ سے دریافت فرمایا کہ کہرام سے کب چلے تھے۔ آپ نے سب قصہ بیان کیا اور عرض کیا کہ آج ہی دوپہر کہرام سے روانہ ہوتے تھے۔ پھر آپ کے پیرومُشد نے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ دریا کس طرح پار کیا؟ آپ نے عرض کیا۔

”پانی کے اوپر چلا آیا اور پاؤں میرے تر نہیں ہوئے۔“

سوال و جواب ختم ہوئے۔ آپ کے پیرومُشد نے آپ کو رخصت کیا اور آپ سے فرمایا : سلہ

”اسبابِ ظاہر کی رعایت ضروری ہے۔“

عبادت و مجاہدہ : اینٹھہ سے کہرام واپس ہوتے ہوئے کشتی سے دریا پار کیا۔ کہرام پہنچ کر عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔ رات کو کنوئیں پر ایک تختہ بچھا کر اس پر بیٹھ کر عبادت کرتے اور اپنے نفس کو آگاہ کرتے کہ اگر سویا تو کنوئیں میں گرے گا۔ پوشاک کا یہ حال تھا کہ پرانے کپڑے گلیوں میں سے اٹھا کر پانی سے دھو کر اور سی کر پہنتے تھے۔

خرقہ خلافت : آپ کے پیر و مرشد نے رخصت کر کے وقت آپ کو ہدایت فرمائی تھی کہ اینٹھہ نہ آئیں۔ جب مناسب ہو گا وہ خود ہی کہرام آئیں گے۔ کچھ عرصے کے بعد آپ کے پیر و مرشد نے رخصت کر کے وقت آپ کو ہدایت فرمائی، کلاہ، جامہ اور چادر عنایت فرمائی۔

آپ نے بعد عاجزی عرض کیا :
 ”بندہ کو اس لباس کے پہننے کی لیاقت نہیں ہے۔“
 آپ کے پیر و مرشد نے فرمایا کہ :
 ”میں کہتا ہوں اور تم عذر کرتے ہو۔“

بحکم پیر و مرشد آپ نے وہ لباس پہنا۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

شاہی و دربار سے تعلقات : محمد شاہ کے عہد میں ایک سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے مخلوق بہت پریشان تھی۔ بادشاہ کو آپ کا نام بتایا گیا کہ اگر آپ دعا کریں تو یقیناً بارش ہو۔ محمد شاہ نے سرسند کے حاکم کے نام ایک فرمان جاری کیا جس میں اس نے اپنے آپ کو دہلی لانے کی تاکید کی اور ایک عریضہ آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے معذرت چاہی۔ جس وقت آپ کو خط ملا وہاں خوب بارش ہوئی۔ محمد شاہ نے آپ کو نذرانہ بھیجا جو آپ نے مشکل قبول فرمایا۔

ایک مرتبہ ساہ لے نواب روشن الدولہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ کی خدمت میں کچھ مٹھائی اور کچھ کپڑے محتاجوں کو تقسیم کر لے کے لیے بھیجے اور آپ سے اس امر کی دعا چاہی کہ اس کی اور اس میں سے سب سے پہلے تقسیم ہو۔ آپ نے دعا قبول فرمائی اور اس کی دعا قبول ہوئی۔

لے نواب (میرزا غلام حسین) (مکمل)

حضرت نظام الدین اولیاء کی سفارش سے سلطنت ملی ہے اور حضرت نظام الدین اولیاء نے دو پشت کی سفارش کی تھی۔ اس میں کس کی مجال کہ دخل دے۔

آپ ۵۔ رمضان المبارک ۱۲۱۱ھ کو واصل بحق ہوئے مزار پوراوار کبرہام
وفات : میں حاجت روائے خلق ہے۔

خلفاء : آپ کے بیالیس خلیفہ تھے۔ آپ کے مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں : ۱۔

شاہ محمد باقر۔ شاہ نظام الدین۔ سید فاضل۔ سید عبدالمومن۔ شیخ نعمت اللہ

— میاں شاہ اورنگ۔ خواجہ مظفر۔ غلام محمد۔ میاں افضل

شاہ لطف اللہ جالندھری۔ سید محمد سالم ترمذی روپڑی۔

سیرت : آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔ عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ نذرانہ جو آتا اس میں سے خادموں کے خرچ کے واسطے نکال کر

باقی اپنے پیر و مرشد کو پیش کرتے۔ آپ کا لنگر عام تھا۔

ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں آیت کریمہ :

تعلیمات : لَا يَمْسُهَا الْمُطَهَّرُونَ

کے معنی و مضمون پر بحث شروع ہوئی۔ ایک عالم جو وہاں موجود تھا اس نے کہا کہ :

”اس جگہ معنی انشاء میں ہے یعنی یہ معنی ہیں ”چاہیے کہ زچھو میں قرآن

شریف کو لیکن پاک لوگ“ جو حدیث اکبر و صغریٰ سے پاک ہوں“

آپ نے سن کر فرمایا کہ ”کیا ضرورت ہے کہ انجیل کو معنی انشاء میں حمل کریں۔ یہ کیوں

نہیں کہتے جس نہیں کرتے قرآن و ادراک معنی و اسرار اس کے کو، مگر پاک لوگ کہ پاک ہوں

آلائش بشری سے۔“ ۱۔

آپ اپنے مریدوں کو آدمی رات سے زیادہ سولے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

فرمان : پیر کو مرید شناہی چاہیے۔

آپ اپنے مریدوں کو ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ کرنے کی تلقین کرتے

ورد وظیفہ : تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ :

”فقیر کو چاہیے کہ ایک لاکھ مرتبہ ذکر اہم ذات کیا کرے۔ اگر چالیس مرتبہ

ہر روز نہ کرے تو اس کو لغو درویشی و دلق حرام ہے۔“

آپ کے پیرو مشد کے مجرے کی چھت خراب ہو گئی۔ سب مریدوں نے
کشف و کرامات چھت کی مرمت کی، لیکن چھت ٹھیک نہیں ہوئی۔ آپ کے پیرو مشد
نے مسکرا کر فرمایا کہ میرا ان جی سے چھت درست ہوگی۔ آپ اس زمانے میں چلہ میں تھے۔ آپ کو
بلایا گیا۔ آپ چلہ سے باہر آئے اور چھت درست کرنے میں مصروف ہوئے۔ آپ نے گھاس
اکھاڑی۔ پھر مٹی اور پانی ڈال کر چھت کو کوٹنا شروع کیا۔ مٹی باڑ کوٹتے تھے ہر بار ہر ضرب پر ایک مقلم
ظاہر ہوتا تھا۔

آپ کا ایک مرید موضع نوندھن میں رہتا تھا۔ اس کا ایک لڑکا تھا جس کی عمر دس
سال کی تھی۔ ایک دن اس لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ اتفاق سے اسی دن آپ اس موضع
میں رونق افروز ہوئے۔ اس مرید کو جب یہ معلوم ہوا، آپ کو اپنے گھر لایا اور لڑکے کی نعش
کو ایک کوٹھری میں بند کر دیا۔ جب آپ کے سامنے کھانا لایا گیا تو آپ نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا،
جب تک اس کا لڑکا نہ آئے گا اور کھانا نہ کھائے گا، آپ بھی کھانا نہیں کھائیں گے۔ مرید
نے بہانہ کیا اور عرض کیا کہ لڑکا کہیں کھیلتا ہو گا معلوم نہیں کب آئے۔ اس کا انتظار بیکار
آپ نے فرمایا کہ وہ جب بھی آئے گا تب ہی کھانا کھائیں گے۔ اب اس مرید نے مجبور ہو کر
عرض کیا کہ ”لڑکا آپ کے آنے سے دو ساعت پہلے مر گیا۔ اس کی نعش کوٹھری میں رکھی
ہے۔“ آپ نے فرمایا ”لڑکا مرا نہیں ہے۔ جا کر دیکھو۔ اگر سوتا ہو تو جگا کر لاؤ۔“ وہ شخص
جب کوٹھری میں گیا تو دیکھا کہ لڑکا سانس لیتا ہے۔ اس کو ہلایا۔ وہ اٹھ بیٹھا اور اپنے باپ
کے ساتھ باہر آ کر آپ کا قدم بوس ہوا۔

حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی

حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی مصدرِ جوہرِ نیردانی ہیں
 خاندانی حالات : آپ کی نسبت نسبی بواسطہ حضرت شیخ شہاب الدین مہروردی
 کئی واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
 تک پہنچتی ہے۔ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں نے سلسلہ حدیث میں اپنے کو صدیق لکھا ہے۔
 آپ کا وطن مالوف قصبہ نگر اول (کاکوری) ہے۔ آپ کے خاندان کے بزرگ باہر
 سے تشریف لاکر وہاں سکونت پذیر ہوئے۔

ولادتِ باسعادت : آپ نے سن ۱۰۰۰ھ میں اس عالم کو زینت بخشی۔

نام : آپ کا نام نظام الدین ہے۔

تعلیم و تربیت : آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے وطن میں ہوئی۔

دہلی میں آمد : دہلی کے اہل کمال کا شہرہ سن کر آپ بقصد انصرام بقیہ تحصیل علم دہلی
 تشریف لائے۔

دہلی میں آپ نے حضرت شیخ شاہ جہاں آبادی کا شہرہ
 دربارِ کلیمی میں باریابی : فضل و کمال سنا۔ آپ نے چاہا کہ حضرت شیخ کلیم اللہ
 شاہ جہاں آبادی کی خدمتِ فیضِ درجات میں حاضر ہوں اور ان سے فیوض و برکات حاصل

۱۰۰۰ھ تکمیل سیر الاولیاء (فارسی) ص ۹۳

کریں۔ ایک دن آپ حضرت شیخ رح کی خالقاہ میں حاضر ہوئے دروازہ پر دستک دی۔ اس وقت مجلس سماع گرم تھی۔ دروازہ بند تھا۔ حضرت کا یہ دستور تھا کہ اجنبی شخص کو مجلس سماع میں شرکت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

دستک کی آواز سن کر حضرت شیخ نے حاضرین میں سے ایک کو حکم دیا کہ دروازہ پر جا کر دیکھے کہ کون ہے۔ اس شخص نے آپ کا نام نامی و احوال گرامی معلوم کر کے حضرت شیخ سے جا کر عرض کیا۔ حضرت شیخ نے آپ کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ حاضرین کو تعجب ہوا۔ انہوں نے حضرت شیخ سے عرض کیا بلکہ

”دخول اجنبی در مجلس سماع دستور حضور نیست“

(اجنبی کو مجلس سماع میں داخل کرنا حضور کا دستور نہیں ہے۔)

حضرت شیخ نے فرمایا کہ: سہ

”ایں مرد عزیز است اجنبی نیست۔“

(یہ شخص عزیز (آشنا) ہے، غیر نہیں ہے)

آپ جب حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آداب بجالائے۔ حضرت شیخ نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور آپ سے آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ آپ نے عرض کیا کہ ”تحصیل علم کی خواہش حضور کے قدموں میں لائی ہے۔“ حضرت شیخ نے آپ کی درخواست منظور فرمائی اور آپ کو خدمت عالی میں رہنے کی اجازت دی۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی کی خدمت میں رہ کر مستفید ہوتے رہے۔ اکثر آپ حضرت شیخ کے مریدوں کا ذوق و شوق، شغف و سکر و شورش دیکھتے تو آپ کو بڑا تعجب ہوتا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کا ایک مرید مدینہ منورہ سے آیا اور حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو حضرت شیخ کو دیکھتے ہی اس پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی اور وہ بیہوش ہو گیا۔

آپ کو اس کے اس حال سے حیرت ہوئی۔ آپ نے معلوم کیا کہ کیا بات تھی کہ جو یہ شخص اس طرح مست و بے خود ہوا۔ جب آپ کو اس کی تفصیل اور مضمرات سے

آگاہ کیا گیا تو آپ کے دل میں بھی اس راستے پر چلنے کا شوق موجزن ہوا۔ آپ کے افکار و خیالات میں تبدیلی پیدا ہوئی جس کا لازمی نتیجہ اعتقاد، اطوار ارادت اور آئین خدمت گذاری تھا۔

ایک دن حضرت شیخ رح جب مکان جانے کے لیے اٹھے تو آپ نے حضرت شیخ کے جوتے اٹھا کر ان کے سامنے رکھے۔ حضرت آپ کی اس بات سے خوش ہوئے اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

”توجہ بکسب علوم باطنی اولیٰ و احسن است۔“

(علوم باطنی حاصل کرنے کی طرف توجہ کرنا اعلیٰ اور بہتر ہے۔)

آپ نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ:

پیر دم بتو مایہ خویش را

تو دانی حساب کم و بیش را

حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی رح نے جب یہ شعر سنا تو آپ کو اپنے دستِ حق پرست پر بیعت کیا۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی رح جب اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح سے بیعت و خلافت و اجازت سے سرفراز ہو کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو حضرت شیخ یحییٰ مدنی نے حضرت شیخ سے فرمایا تھا کہ اس شکل و شباهت و صورت کا ایک شخص ان کے (حضرت شیخ کے) پاس آئے گا۔ اس کا نام نظام الدین ہوگا۔ اور وہ عین دعوتِ الی اللہ کے وقت مندرجہ بالا شعر پڑھے گا، اور ہماری ”بست“ کا مالک ہے۔

آپ کی حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی رح سے بیعت ہونے کی تفصیل اس طرح بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز آپ قطب حضرت شاہ جہاں آبادی کی خدمت میں حاضر تھے اور ایک کتاب جو اصول پر تھی پڑھ رہے تھے۔ ایک شخص جو حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کے مریدوں میں سے تھا، حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح کے وصال کے بعد مدینہ سے آیا اور حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی رح کو دیکھتے ہی وہ شخص ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس شخص کو ہوش آیا۔ آپ حیران تھے کہ یہ کیا ہوا۔ آپ نے حضرت شیخ سے اس کے متعلق عرض کیا۔

۱۔ مناقب فخریہ (فارسی) ص ۲۴ تکملہ سیرا اولیاء (فارسی) ص ۹۵ ۲۔ مناقب فخریہ (فارسی) ص ۲۴

۳۔ تکملہ سیرا اولیاء (فارسی) ص ۹۵۔

حضرت شیخ نے۔

”یہ بھی ایک علم ہے، اور یہ علم تم کو بھی تعلیم کیا جائے گا۔“

آپ کو اس علم کے حاصل کرنے کا شوق ہوا اور حضرت شیخ سے اس علم کے حاصل کرنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ آخر کار ذوق و شوق نے اپنا کام کیا۔ آپ نے اس علم کا پڑھنا شروع کیا۔ نہایت خلوص و صدق دل سے حضرت شیخ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے بلکہ حضرت شیخ نے آپ کو خزانہ خلافت سے سرفراز فرمایا

فرمانِ مرشد: آپ کچھ عرصہ تک حضرت شیخ شاہجہاں آبادیؒ کی خدمت میں رہ کر علوم ظاہری سے فارغ ہوئے پھر ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے اور بہت جلد درجہ کمال کو پہنچے۔ آپ کے پیروندہ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی نے دکن کی ولایت آپ کے سپرد فرمائی اور ہدایت فرمائی کہ اورنگ آباد میں جا کر مستقل سکونت اختیار کریں۔

اورنگ آباد میں قیام: آپ اورنگ آباد میں شریف لائے اور ذکر و فکر و مراقبہ میں مشغول رہے۔ تادم واپسیں رشد و ہدایت فرماتے رہے۔

شادی اور اولاد: آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان سے تھیں۔ آپ کے ایک لڑکی اور پانچ لڑکے تھے۔ آپ کے

صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں:

محمد اسمعیل - غلام معین الدین - غلام بہاؤ الدین - غلام کلیم اللہ
حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں -

وفات شریف: آپ ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۳۲ھ کو نماز عشاء کے بعد جو ار رحمت میں داخل ہوئے بوقت وفات آپ کی عمر بیاسی سال کی تھی۔ مزار اقدس اورنگ آباد میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

خلفاء: آپ کے ایک لاکھ سے زیادہ مرید تھے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں آپ کے سجادہ

۱۔ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں (فارسی) متا۔ ۲۔ محمد سیراہ (فارسی) متا۔ ۳۔ محمد سیراہ (فارسی) متا۔ ۴۔ محمد سیراہ (فارسی) متا۔ ۵۔ محمد سیراہ (فارسی) متا۔ ۶۔ محمد سیراہ (فارسی) متا۔ ۷۔ محمد سیراہ (فارسی) متا۔ ۸۔ محمد سیراہ (فارسی) متا۔ ۹۔ محمد سیراہ (فارسی) متا۔ ۱۰۔ محمد سیراہ (فارسی) متا۔

لشیں ہیں۔

آپ کے چند مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں :
حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں - خواجہ کامگار خاں - سید شاہ شریف -
شاہ عشق اللہ - شاہ محمد علی - خواجہ نور الدین - غلام قادر خاں - محمد یار بیگ -
محمد جعفر - شیر محمد - کرم علی شاہ -

سیرت پاک : آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ سنتِ رسول کے سخت
پابند تھے، ریاضت، مجاہدہ اور مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔

جب آپ استغراق میں ہوتے تھے تو کسی بھی بے شغل شخص کو چاہے وہ آپ کا مرید ہی کیوں
نہ ہو، نہیں پہچانتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ ہر آنے والے
کی کمٹے ہو کر تعظیم کرتے تھے۔

پلو شاک آپ کی معمولی ہوتی تھی قیمتی کپڑا زیب تن نہیں فرماتے تھے۔ اکثر کپڑوں میں
پیوند لگے ہوتے تھے۔ خوراک بہت کم تھی۔ معمولی غذا پر اکتفا کرتے تھے۔ ہر شخص کی جہانگ
ممکن ہوتا حاجت پوری کرتے تھے۔ چلتے وقت ہر شخص کو کچھ نہ کچھ دیتے۔ جمعہ کے علاوہ جو
نذرانہ آتا وہ آپ محتاجوں کو دیدیتے تھے۔

علمی ذوق : آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں "نظام القلوب" آپ کی مشہور
کتاب ہے۔

صحیح مہر : آپ کے ایک نگین پر یہ عبارت کنڈاں تھی بلکہ
ذکر مولیٰ از ہمہ اولیٰ

دوسرے نگین پر حسب ذیل عبارت تھی :

در رعایت دلہا بکوش نظام دین بدنیامفروش
تعلیمات : آپ کی کتاب "نظام القلوب" اذکار و اشغال کے متعلق ہے۔

ذکر مہر : آپ فرماتے ہیں :
"ذکر مہر کسی وقت بھی منع نہیں ہے، بلکہ ہر وقت مامور و ماجور ہے۔"

۱۰۰ نمبر سیرت اولیاء (فارسی) ص ۹۶ نظام القلوب -

آپ فرماتے ہیں کہ :
کمالِ عشق " اے عزیز! کمالِ عشق چاہیے تاکہ اس مقام پر پہنچے، کیوں یہ مقام
 عاشقوں کا ہے کہ بغیر کمالِ عشق کے ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ "

اقوال : ● جو فائدہ میں نے ذکرِ جہر میں دیکھا کسی چیز میں نہیں پایا۔
 ● ذکر یعنی پاسِ انفاس سے کسی وقت بھی غافل نہ رہنا چاہیے
 تاکہ غیر کا دل میں شائبہ نہ گزرے۔

● ذکرِ خلہ معدہ کے وقت کرنا چاہیے خصوصاً مبتدی کو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔
 جب پیر کلاہ مُرید کو عطا کرے۔ اس راہ میں صادق وہ ہے کہ جو تاقہ کی قدر
 جانے۔

اوراد و وظائف : آپ پاسِ انفاس کی بہت تاکید فرماتے ہیں۔
 آپ فرماتے ہیں کہ سوتے وقت سو مرتبہ تہلیل پڑھے اور اپنے اہل شجرہ کی ارواح
 پاک کو فاتحہ کا تحفہ پیش کرنا چاہیے۔

کشف و کرامات : ایک روز آپ کی خانقاہ میں عرس ہو رہا تھا۔ قوال عربی کے
 اشعار گارہے تھے اتنے میں ایک اجنبی شخص آیا اور آپ کے
 پاس بیٹھ گیا۔ اس نے ایک شعر پوچھنا شروع کیا۔ دو ایک جواب دے کر
 اپنے اس شخص سے فرمایا کہ وقت بخت کا نہیں ہے، سماع سننے کا ہے، جب آپ نے
 اس کا نام دریافت فرمایا تو اس شخص نے اپنا نام عبدالغنی بتایا۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ فقیروں سے جھوٹ بولنا اچھی بات نہیں۔ دوبارہ اس
 نے اپنا نام "عبدالشکر" بتلایا۔

تھوڑی دیر بیٹھ کر وہ شخص چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ شخص پھر آیا۔ آپ نے
 اس سے فرمایا کہ پچھلی مرتبہ جب وہ آیا تھا تو سماع ہو رہا تھا اور اس وجہ سے اس کی تسلی
 و تشفی نہ ہو سکی۔ اب جو کچھ اس کے شک و شبہات ہوں بیان کرے۔

اس شخص نے عرض کیا کہ اس کی تسلی اسی دن ہو گئی تھی اور اب تو معافی مانگنے
 کے لیے آیا ہے۔

آپ مسکرائے اور فرمایا کہ ”تمہارا نام عبدالشر ہے اور زید عبدالغنی“ پھر آپ نے اس کا اصلی نام، اور اس کی جائے رہائش اور اس کی تعلیم کے متعلق جو فرمایا تو وہ شخص شرمندہ اور حیران ہوا اور آپ کا معتقد و منقاد ہوا۔

نواب نظام الملک آصف جاہ کو دکن پہنچے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ مبارز خان نے بغاوت کر دی اور شکر کھڑہ پر فوج لے کر مقابلہ کے واسطے گیا۔ نواب آصف جاہ آپ کے پاس آئے اور دعا کے طالب ہوئے۔ آپ نے نواب آصف جاہ کو مژدہ فتح و کامرانی سنایا۔ لیکن نواب آصف جاہ کی تسکین نہیں ہوئی۔

انہوں نے آپ سے عرض کیا کہ اگر کوئی علامت بتائیں تو اطمینان و تسکین ہو۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور فرمایا کہ کل صبح بروز پنجشنبہ ان کے ڈیروں پر پنجبندل کا نشان ظاہر ہوگا۔ یہ اشارہ ان کے لیے کافی ہے۔ یہ فتح کی علامت ہے۔

ایسا ہی ہوا، اور نواب آصف جاہ فتح و کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔ آپ کے ایک مرید سعید بیگ ایک جوگن پر شیفہ و فریفتہ ہوئے۔ آپ کے پاس بھی آنا جانا کم کر دیا۔ کئی روز کے بعد جو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے غیر حاضری کی وجہ دریافت فرمائی۔ سعید بیگ نے سارا حال گوش گزار کیا کہ:

”حضور! ہنگام دستگیری وقت عنایت ست۔“

حضرت کے اور مریدوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ کسی بہانے سے آپ کو وہاں لے جائیں، جہاں جوگن مقیم ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ وہ جوگن آپ کے سامنے پیش کی گئی۔

آپ نے وہاں سے واپس آکر سعید بیگ کو دوسرے دن اس جوگن کے پاس جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ مقصد حاصل ہوگا۔ سعید بیگ دوسرے روز حسب الحکم اس جوگن کے پاس گئے۔ جوگن ان کے نزدیک آئی اور ان سے کہا کہ وہ حضرت کی خانقاہ جانا چاہتی ہے، سعید بیگ اس کو اپنے ہمراہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ جوگن آپ سے بیعت ہوئی، اور اس کی خواہش کے مطابق اس کا نکاح سعید بیگ سے کر دیا۔

باب ۶۳

حضرت بلہ شاہ

حضرت بلہ شاہ قدواۃ کاملان تھے۔

والد ماجد : آپ کے والد ماجد سید مخی درویش محمد اچ میں رہتے تھے۔ اچ سے سکونت ترک کر کے ملکوال میں تشریف لائے۔ پھر ملکوال سے پانڈو میں جا کر اقامت گزیرے ہوئے۔

نام : آپ کا نام عبداللہ شاہ ہے۔

کنیت : آپ کی کنیت بلہ شاہ ہے اور آپ کنیت سے مشہور ہیں۔

تعلیم و تربیت : آپ کے والد ماجد اپنے زمانے کے ایک عالم تھے۔ عربی و فارسی میں ان کو دستگاہ حال تھی۔ چنانچہ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد کی نگرانی میں ہوئی۔ پھر قصور پہنچ کر حافظ غلام مرتضیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے مزید تعلیم حاصل کی تحصیل علوم ظاہری سے جلد فارغ ہوئے۔

تلاشِ حق : تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو علوم باطنی حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ تحصیل علوم باطنی بغیر مرشد کامل کے ممکن نہیں۔ آپ اسی تنگ و دو میں رہتے تھے۔

جدِّ ماجد کی زیارت : ایک دن ایک درخت کے نیچے بیٹھے بیٹھے آپ کو منید آگئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ سید عبدالحمید جو

پانچویں پشت کے آپ کے جد امجد ہیں ایک تخت پر بیٹھے ہوتے ہو میں اُڑ رہے ہیں۔ ان کا تخت نیچے اترا۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر آپ سے دریافت فرمایا کہ ”تم کون ہو؟“ آپ نے جواب دیا کہ ”میں سید ہوں“ انہوں نے آپ کا حسب نسب دریافت فرمایا۔ آپ نے اپنا اور اپنے والد کا نام ان کو بتایا۔

انہوں نے آپ سے کہا کہ ”ہمیں پیاس لگی ہے۔“ آپ نے ان کو دودھ پیش کیا۔ انہوں نے وہ دودھ سے بھر اپنا لالے کر تھوڑا خود نوش فرمایا اور باقی آپ کو دیا۔

آپ نے باقی دودھ پی لیا۔ دودھ پیتے ہی آپ از خود رفتہ ہو گئے۔ آپ کا سینہ روشن ہو گیا۔

رخصت ہوتے وقت حضرت سید عبدالحکیم نے آپ سے فرمایا کہ: ”ہمارے پاس تمہاری امانت تھی جو آج ہم نے تمہارے سپرد کر دی۔ آج سے تم کو دس روپیہ روز ملا کر دیں گے۔ اب یہ ضروری ہے کہ تم مرشد کامل کی تلاش کرو تاکہ اس کی وساطت سے تم جلد ہی معرفت اور سلوک کے مقامات طے کر سکو۔“

والد کا مشورہ: گھر آکر اپنا خواب اپنے والد سے بیان کیا۔ آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ انہی بزرگ سے کہنا چاہیے تھا کہ وہ بیعت کر لیں۔

آپ نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ اب ان کو کہاں تلاش کیا جائے۔ آپ کے والد نے مراقبہ کر کے آپ کو بتایا کہ وہ بزرگ موضع ساندہ میں رولق افروز ہیں۔

ساندہ کو روانگی: آپ اسی وقت ساندہ روانہ ہوئے۔ ساندہ پہنچ کر حضرت سید عبدالحکیم کی زیارت سے

مشرف ہوئے اور ان سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے آپ سے فرمایا کہ ”جو تمہاری امانت ہمارے پاس تھی ہم نے تم کو دے دی۔ تمہارا حصہ حضرت شاہ عنایت اللہ قادری کے پاس ہے۔ ان کے پاس جاؤ اور اپنا حصہ لو۔“

آپ گھر واپس آئے اور اپنے والد کو سب حال سنایا اور لاہور میں آمد: حضرت عنایت اللہ قادری ج سے بیعت کی اجازت چاہی۔

آپ کے والد نے بخوشی آپ کو اجازت دی۔ کچھ روپیچے اور دستار آپ کو دی۔ حضرت
عنایت اللہ قادری کی خدمت میں پیش کریں۔

لاہور پہنچ کر آپ حضرت عنایت اللہ قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
بیعت سے مشرف ہونے کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت عنایت اللہ قادری نے آپ سے فرمایا کہ اس شرط پر بیعت
شرط : کریں گے کہ پہلے وہ پانسو روپیچے نقد، پانسو روپیچے کا ایک گھوڑا،
پانسو روپیچے کے طلائی کنگنوں کی ایک جوڑی اور پانسو روپیچے کی ایک پوشاک لے کر
آئیں۔

یہ شرط سن کر آپ کی امیدوں پر پانی پڑ گیا۔ آپ نے سوچا
غیبی امداد : کہ شرط کا پورا کرنا ان کے بس کی بات نہیں نا امید ہو کر دریا کی
راہ لی۔ راوی کے کنارے بیٹھے ہوئے اسی سوچ بچار میں تھے۔ آخر کار عالم
ناامیدی میں دریا میں ڈوب کر مر جانا طے کیا۔

ابھی آپ نے یہ طے کیا ہی تھا کہ ایک شخص نقاب ڈالے گھوڑے پر سوار وہاں
پہنچا، اس سوار نے آپ سے کہا کہ : ”میاں صاحب !۔ ایک کام کرو گے۔ میں دریا
میں نہانا چاہتا ہوں تمہیں تکلیف تو ہوگی۔ جب تک نہاؤں تم میرا گھوڑا اتھا مو اور
میرے سامان کی حفاظت کرو۔“

آپ نے ایسا کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اس شخص نے ایک تھیلی جس میں پانچ
سورویچے تھے، طلائی کنگنوں کی جوڑی، پوشاک اور گھوڑا آپ کے سپرد کیا اور خود دریا
میں نہانے چلا گیا۔

آپ اس شخص کے انتظار میں بہت دیر وہاں بیٹھے رہے۔ جب وہ دریا سے
باہر نہیں آیا تو آپ یہ سوچ کر کہ وہ شخص دریا میں ڈوب گیا۔ وہاں سے شہر روانہ ہوئے۔
شہر میں جب داخل ہوئے تو لوگ پوشاک اور گھوڑے کو دیکھ کر بے اختیار کہہ
اٹھے کہ یہ پوشاک اور گھوڑا تو حضرت شاہ عنایت اللہ کا ہے۔

آپ خوشی خوشی وہ سارا سامان لے کر حضرت شاہ
بیعت و خلافت : عنایت اللہ قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت شاہ عنایت اللہ آپ کو دیکھ کر مسکرائے۔ آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور بعدہ خرقہ خلافت عطا کیا۔ کچھ عرصہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہو کر چناب کے کنارے رہنے لگے، اور عبادت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔

قصور میں سکونت : آپ نے پھر قصور میں سکونت اختیار کی۔ تعلیم و تلقین و تبلیغ میں مصروف ہوئے۔ رشد و ہدایت فرماتے اور لوگوں کو راہ حق دکھاتے۔

گوالیار میں آمد : آپ کے پیر و مرشد آپ سے کسی بات پر خفا ہو گئے۔ انہوں نے آپ کی ولایت سلب کر لی۔ آپ گوالیار پہنچے۔ حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری کے مزار پر حاضر ہوئے اور روحانی فیوض حاصل کیے۔ فن موسیقی میں کمال حاصل کیا۔ کچھ دنوں کے بعد آپ کے پیر و مرشد آپ سے خوش ہو گئے اور ولایت آپ کو عطا کی۔

وفات : آپ کا وصال ۱۰۰۰ھ میں ہوا۔ مزار قصور میں واقع ہے۔

سیرت : آپ کو سماع کا بہت شوق تھا۔ فن موسیقی سے بخوبی واقف تھے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص بھی بلھے شاہ تھا۔ اپنے پیر و مرشد سے والہانہ عشق تھا۔

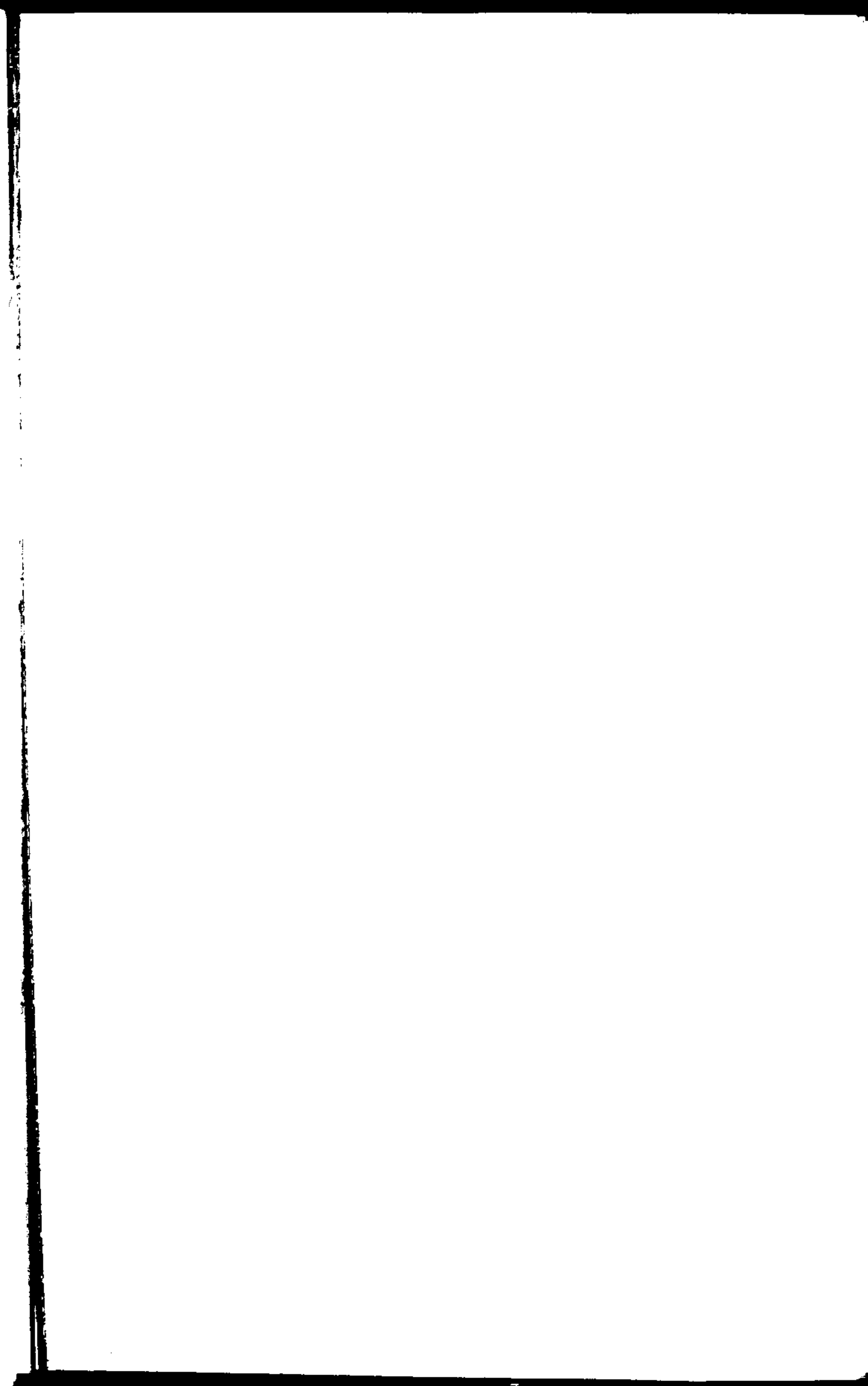
کرامت : آپ اپنے مولشیوں کو چرانے کے لیے جنگل لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ حسب دستور اپنے مولشیوں کو چرانے جنگل لے گئے۔ آپ ایک پٹر کے نیچے بیٹھ گئے۔ بیٹھے بیٹھے آپ کو نیند آگئی۔ مولشی چرے چرے ایک شخص کے کھیت میں چلے گئے۔ اتنے میں کھیت کا مالک وہاں آپ پہنچا۔ اس نے جب مولشیوں کو اپنے کھیت میں دکھا تو بے چین ہو کر آپ کو تلاش کرنے لگا۔ پٹر کے پاس آ کر دیکھا کہ آپ جو خواب ہیں اور ایک ناگ سانپ اپنے بھین کا سایہ کیے ہوئے آپ کے پاس کھڑا ہے۔

کھیت کا مالک حیوں خاں یہ دیکھ کر کچھ متعجب بھی ہوا اور پریشان بھی۔ وہ بھاگا

ہوا آپ کے والد کے پاس آیا اور کہا کہ :
 ” اُن کے مولیشیوں نے ان کا کھیت اجاڑ دیا ہے۔ ان کا لڑکا پیٹر کے نیچے مُردہ
 پڑا ہے اور سانپ ان کے برابر میں کھڑا ہے۔“
 آپ کے والد کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ کچھ آدمیوں کو لے کر فوراً وہاں پہنچے۔ سانپ
 غائب ہو گیا۔ آپ اٹھ بیٹھے، آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ لوگ شاکھی ہیں کہ تمہارے
 مولیشیوں نے کھیت اجاڑ دیا ہے
 یہ سن کر آپ نے اپنے والد سے کہا کہ ایسا تو نہیں ہے۔ آپ خود دیکھ کر رائے
 قائم کیجیے کہ کھیت اجڑا ہے یا نہیں
 واقعی کھیت پہلے سے زیادہ شاداب تھا۔ جیوں خاں نے وہ سارا کھیت
 آپ کے والد کو تندر کر دیا۔

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملِ پاتمال شو

حکمت هشتم



حضرت خواجہ نور محمد مہاروی

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی مقتدا کے اہل بصیرت ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کہل قوم سے ہیں۔
والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام ہندال ہے۔ انھوں نے مہار میں سکونت اختیار کی۔
ولادت: آپ ۱۰۰۱ھ رمضان ۱۰۰۱ھ کو چوتالیں پیدا ہوئے۔
نام : 'آپ کا نام 'ہیں' ہے یہ

لقب : آپ کا لقب "نور محمد" ہے۔ یہ لقب آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا فخر الدین نے آپ کو عطا کیا تھا۔

تعلیم و تربیت : آپ نے حافظ محمد مسعود مہاروی سے قرآن شریف حفظ کیا جب سن شعور کو پہنچے تو لاہور شریف لے گئے اور وہاں تعلیم حاصل کی۔ لاہور سے دہلی آئے اور تحصیل علم ظاہری میں مشغول ہوئے۔ حضرت مولانا فخر الدین کی دہلی میں آمد کی خبر سن کر آپ بہت خوش ہوئے۔ آپ حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کچھ مدت تک علم ظاہری حاصل کی۔

بیعت و خلافت : حضرت مولانا کی صحبت میں رہ کر آپ کو تحصیل علم باطنی کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ حضرت سلطان المشائخ

۱۲۱ھ تکمیر الاولیاء (فارسی) ص ۱۲۱۔ کہ انوار العارفین (فارسی) ص ۲۵۵ کہ مناقب المجتہدین تکمیر الاولیاء

کے عرس کے روز آپ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے یہ سب سے پہلے دہلی میں حضرت مولانا سے بیعت کرنے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہے۔

تحصیل و تکمیل کمالات باطنیہ کے حضرت مولانا نے خرقہ خلافت سے سرفراز کیا۔

پیر و مرشد کی خدمت : آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ حضرت مولانا نے چونتیس سال دہلی میں قیام فرمایا۔ آپ چھ ماہ اپنے وطن مہارویں اور چھ ماہ اپنے پیر و مرشد کے ساتھ دہلی میں رہتے تھے۔ حضرت مولانا کے ساتھ آپ پاک پٹن گئے تھے۔

شادی اور اولاد : آپ کے تین لڑکے تھے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں :
نور الصمد۔ نور احمد۔ نور حسن۔

وفات : آپ ۲۔ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ کو جو رحمت میں داخل ہوئے بلکہ مزار فیض آثار مہارویں واقع ہے۔

خلفاء : حضرت محمد عاقل صاحب کے علاوہ آپ کے دیگر ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں :

حضرت خواجہ محمد سلیمان۔ شیخ نور محمد نارو وال۔ حافظ محمد جمال ملتانی۔

مولوی خدا بخش جیو۔ حافظ غلام حسن جیو۔ مولوی محمد مسعود جیو۔ حافظ

غلام محمد جیو۔

سیرت : آپ جامع علوم ظاہری و باطنی ہیں۔ ترک و تجرید آپ کا شعار تھا۔ تحمل و بردباری، قناعت و توکل سے آراستہ

تھے۔ ریاضت، عبادت و مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ اپنے پیر و مرشد کی خدمت کو اپنے لیے سرمایہ افتخار سمجھتے تھے۔ آپ کے پیر و مرشد آپ پر بہت مہربانی فرماتے تھے

۱۔ انوار العارفین (فارسی) ص ۲۵۵۔ ۲۔ تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص ۱۲۹-۱۳۰۔ ۳۔ انوار العارفین (فارسی) ص ۲۵۶۔
تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص ۱۲۹۔ ۴۔ تکملہ سیر الاولیاء (فارسی) ص ۱۳۱-۱۳۲۔

چنانچہ حافظ شرف الدین کو اپنا مرید کر لیا اور فرمایا سہ

”بیعت ایصال بیعت من است۔“

(ان کی بیعت، میری بیعت ہے)

تعلیمات : آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں :

علماء اور اہل اللہ : ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ علماء کفار کی تعظیم نہیں کرتے اور اہل اللہ ہر مومن اور کافر کی تعظیم کرتے

ہیں۔ حالانکہ شریعت اور حقیقت میں اختلاف نہیں ہے۔ پھر ایسا کیوں؟

آپ نے جواب دیا۔

”وجہ یہ ہے کہ علماء کی نظر ان کے کفر پر پڑتی ہے اور اہل اللہ کی

نظر مظہریت اور حقیقت پر پڑتی ہے نہ کہ کفر پر۔“

مسئلہ نفی وجود : ایک دن مسئلہ نفی وجود پر بحث ہوئی۔ آپ نے سلطان باہو کے عشق کا قصہ بیان فرمایا کہ سلطان

باہو ابتدائے حال میں ایک زمیندار کے لڑکے پر عاشق ہوئے۔ اس کے مکان کے

دروازے پر ایک جھونپڑی میں رہنے لگے۔ ایک روز آدھی رات کے وقت سلطان

باہو اس لڑکے کو دیکھنے کے لیے بے چین ہوئے۔ لڑکا اپنے گھر میں سو رہا تھا۔ بظاہر

اس کو اس وقت دیکھنے کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آئی۔ سلطان باہو نے ایک تدبیر

سوچی کہ اگر جھونپڑی کو آگ لگا دی جائے تو لوگ آگ کو دیکھنے کے لیے جمع ہو جائیں گے

اور ممکن ہے کہ وہ لڑکا بھی گھر سے باہر نکل آئے۔ چنانچہ سلطان باہو نے ایسا ہی کیا۔

جب جھونپڑی میں آگ لگی تو لوگ جمع ہو گئے اور وہ لڑکا بھی گھر سے باہر نکل آیا اور سلطان

باہو نے اس بہالے سے اپنے محبوب کو دیکھ لیا۔

● جس کسی کو زن و فرزند و زراعت و تماشہ کے تعلقات

مزاحم ہوں اس کو چاہیے کہ خطرات کو ترک کرے۔

اقوال :

لہ کہ انوار المعرفین (فارسی) ص ۲۵۵

- کم کھانا، کم سونا، کم بولنا اور لوگوں سے کم ملنا جلنا اختیار کرے۔
- ولی کو احوال ماضی و مستقبل بشرط توجہ معلوم ہوتا ہے۔
- انسانِ کامل عالم کی جان ہے اور اس کی موت عالم کی فنا

کشف و کرامات : ہر آنے جانے والے کے مافی الضمیر کو آپ بتا دیتے تھے۔

آپ کے ایک مرید غلام حسین کا آپ سے سو کوس کے فاصلہ پر انتقال ہوا۔ آپ کو مولوی غلام حسین کے جنازہ کے ہمراہ لوگوں نے دیکھا۔

آبادانی، میران نالو اور میر فتح علی ایسے بزرگ اور بالکمال ہستیوں نے آپ کی انتہائی تعظیم و تکریم کی۔ آپ کی پالکی کو ان بزرگوں نے اپنے کاندھے پر رکھا۔

رام پور میں قیام : دہلی سے آپ رام پور میں رونق افروز ہوئے۔ نواب فیض اللہ خاں صاحب والی رامپور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہو کر انہوں نے اس بات کی کوشش کی کہ آپ رامپور ہی میں مستقل سکونت رکھیں۔ نواب صاحب کے اصرار پر آپ راضی ہو گئے۔ نواب صاحب نے آپ کو جاگیر پیش کی۔ آغا پور گاؤں آپ کو نذر کیا۔

مسجد کی تعمیر : رامپور میں آپ نے ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی۔ مسجد تعمیر ہو رہی تھی کہ ایک دن آپ کو الہام و مکاشفہ حضرت غوث الاعظم کی طرف سے اس بات کا ہوا کہ مسجد جو زیر تعمیر تھی گر جائے گی۔ آپ فوراً خلوت سے باہر آئے اور معماروں اور مزدوروں کو باہر آنے کی تاکید فرمائی۔ جب معمار اور مزدور باہر آ گئے مسجد گر گئی۔

آپ نے از سر نو مسجد کی تعمیر کی۔ نواب فیض اللہ صاحب نے مسجد کی تعمیر کے واسطے روپیہ نذر کرنا چاہا، لیکن آپ اس بات پر راضی نہ ہوئے، اور نواب صاحب کی نذر قبول نہیں فرمائی۔

وفات : آپ نے ۱۴ محرم ۱۰۲۸ھ کو عالم جاودانی کی طرف کوچ فرمایا۔ مزار فیض آثار رامپور میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے مزار مبارک کے دروازے پر آپ کی تاریخ وفات کندہ ہے۔

اشعار حسب ذیل ہیں: ۵

چراغ دو دمانِ غوثِ اعظم دروغِ حسرتِ اقطبِ معظم

کہ نامش سید عبداللہ مشہور گرامی گوہرِ دریائے پرنور

بروں زد خیمہ از آفاقِ عالم بیکشندہ و چار از محرم

طلب کردم ز دل تاریخِ رحلت دریں غم باہزاراں آہ و حسرت

جنال را روح پاکش داد رونق بدل گفتا سر و شش رحمتِ حق

۱۲۰ ہجری

آپ کی وصیت کے مطابق جو قدم شریف آپ بغداد سے اپنے ہمراہ لائے تھے وہ آپ کے مزار پر نصب کر دیا گیا۔

خلفاء : آپ کے تین خلیفہ تھے جو حسب ذیل ہیں :
مولوی امجد علی - حضرت نیاز احمد بریلوی شمس الضحیٰ اکبر آبادی۔

سیرت پاک : آپ قادری سلسلہ کے جلیل القدر بزرگ ہیں۔ حضرت غوث الاعظم کی روحانیت آپ کی معاون و مددگار تھی۔ آپ غوث پاک کے روحانی فیوض سے مستفید و مستفیض ہوتے تھے۔ امور دینی و دنیوی آپ پر منکشف ہوتے رہتے تھے۔ فتوحات بکثرت آتی تھیں۔ آپ اس میں کچھ نہیں بچاتے تھے، سب غریب، فقراء اور مساکین پر خرچ کر دیتے۔ آپ بزرگی اور عظمت کے مالک تھے۔ جس شہر میں آپ تشریف لے جاتے وہاں کے لوگ آپ کی پاکی کو کا نہھا دینا اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے تھے یہ آپ رام پور میں مسجد تعمیر کرا رہے تھے۔

کرامت : بظاہر آپ کے پاس کوئی مال و متاع نہ تھا۔ جس مصلے پر آپ بیٹھا کرتے تھے اس کے نیچے سے جب خرچ کی ضرورت ہوتی

نکال کر دیتے تھے۔ ایک مزدور کو خیال ہوا کہ شاہ صاحب کا سارا روپیہ مصلے کے نیچے دفن ہے۔ رات کو اس مزدور نے زمین کھودی۔ لیکن کچھ برآمد نہیں ہوا۔ زمین کو پھر اس نے برابر کر دیا اور کسی سے ذکر نہیں کیا۔ آپ نے دوسرے دن پھر مصلے کے نیچے سے نکال کر خرچ کیا۔ شام کو سب مزدوروں کا حساب کیا۔ اس مزدور کو دو گنی مزدوری یہ کہہ کر دی کہ آدمی مزدوری دن کی ہے اور آدھی مزدوری رات کی ہے۔

اس مزدور نے جب یہ سنا بہت شرمندہ ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔

باب ۶۶

حضرت شاہ نیاز احمد

حضرت شاہ نیاز احمد مخلوق سے بے نیاز ہیں
آپ والد کی طرف سے علوی سید ہیں اور والدہ کی طرف سے
حسب و نسب : حسینی رضوی ہیں

خاندانی حالات : آپ کے اجداد شاہان بخارا سے تھے۔ ان کا دارالخلافہ
انڈی جان تھا۔ آپ کے اجداد میں حضرت شاہ ایت
اللہ علوی تاج و تخت چھوڑ کر ملتان تشریف لائے۔ ان کے پوتے شاہ
عظمت اللہ ملتان سے سرہند میں آکر رہنے لگے۔ وہاں سے حضرت شاہ
رحمت اللہ علوی دہلی تشریف لائے
والد : آپ کے والد ماجد کا نام شاہ محمد رحمت اللہ ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی لاڈو ہے۔ ان کو بی بی غریب نواز
والدہ : کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ وہ صاحبزادی سید مولانا سعید الدین
کی تھیں، جو شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی کے خلیفہ تھے۔ وہ قادری سلسلہ میں حضرت
شیخ محی الدین کی مرید تھیں۔

ولادت : آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۳۲ھ میں سرہند میں ہوئی۔
نام نامی : آپ کا نام نامی رازا احمد ہے۔
لقب : آپ نیاز احمد کے لقب سے مشہور ہیں۔

تعلیم و تربیت : آپ کی تعلیم و تربیت میں آپ کی والدہ ماجدہ نے بہت دل چسپی لی۔ صغیر سنی میں آپ اپنے والدین کے ساتھ دہلی آئے اور دہلی میں آپ کی تعلیم باقاعدہ شروع ہوئی۔ سعید الدین رضوی نے آپ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ آپ کی تعلیم جاری رہی۔ پندرہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔ اور دستارِ فضیلت حاصل کی۔

بیعت و خلافت : آپ کی والدہ ماجدہ کی استدعا پر حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں نے آپ کو اپنی تربیت میں لیا۔ لیکن بیعت نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی بسم اللہ کے وقت آپ کے نانا مولانا سعید الدین رضوی نے آپ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا اور حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں آپ کے نانا مولانا سعید الدین رضوی کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپ نے جب بیعت ہونا چاہا اور بہت اصرار کیا تو حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں نے آپ کو اس طرح سے بیعت کیا کہ ہاتھ پر ہاتھ تو نہیں رکھا بلکہ اپنا دامن پکڑ کر بیعت فرمایا اور اس کا نام ”بیعت طالبی رکھا۔“

دہلی میں جب آپ کے کمال کا شہرہ ہوا تو لوگوں میں چرمیگوٹیاں ہونے لگیں بعض نے کہا کہ وہ کسی سے بیعت تو ہیں نہیں کمال کیا ہوگا۔ یہ سن کر آپ کو صدمہ ہوا اس کے کئی روز کے بعد حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں نے آپ سے فرمایا کہ :
 ”میاں! آج شب میں حضرت جناب پیران پیر قدس سرہ العزیز نے تمہاری بیعت اپنے دست مبارک پر قبول فرمائی اور مجھ کو ایک صورت دکھلائی ہے اور فرمایا کہ اپنی خاص اولاد میں سے ان کو بھیجتا ہوں

بظاہر ان کے ہاتھ پر تمہیں کرا دینا۔“

اس بات کو ہوتے عرصہ قریب چھ ماہ گزر گیا۔ لیکن وہ بزرگ کثرت شریف نہیں لائے ایک دن صبح حضرت مولانا فخر جہاں نے آپ کو یہ مژدہ سنایا کہ : لہ

حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ہمارے فرزند مرسلہ کو آج
تین روز دہلی پہنچے گزرے اور تم ان سے غافل ہو۔“

حضرت مولانا فخر جہاں نے ان بزرگ کی تلاش کے لیے لوگوں کو ہر طرف بھیجا۔
ایک شخص نے حضرت مولانا فخر جہاں کو ایک بزرگ کا پتہ دیا کہ وہ بغداد کے رہنے والے
ہیں اور جامع مسجد دہلی میں مقیم ہیں۔ دریافت کر لے پر اس شخص نے ان بزرگ کا جو علیہ
اور ان کی وضع و قطع بیان کی تو حضرت مولانا فخر جہاں کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں
جن کے متعلق حضرت غوث الاعظم نے عالم رویا میں فرمایا تھا۔

حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں نے مٹھائی لالے کا حکم دیا۔ مٹھائی کو خوان میں
رکھا۔ خوان کو اپنے سر پر رکھا اور داہنے ہاتھ سے آپ (حضرت شاہ نیاز احمد) کا ہاتھ
پکڑا۔ اس طرح سے جامع مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ایک نورانی صورت
بزرگ پیچ کے درمیں رونق افروز ہیں۔ حضرت مولانا فخر جہاں نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ
وہی بزرگ ہیں جن کی صورت آپ کو دکھلائی گئی تھی۔ ان بزرگ سید عبدالشہر بغدادی نے
آپ (حضرت شاہ نیاز احمد) کو دیکھتے ہی فرمایا۔

” انھیں کی صورت مجھے دکھلائی گئی تھی جن کے لیے میں بھیجا گیا ہوں۔“

حضرت مولانا فخر جہاں نے خوان سر سے اتار کر حضرت سید عبدالشہر بغدادی کے
سامنے رکھا اور انھوں نے (حضرت سید عبدالشہر بغدادی) آپ کو بیعت سے مشرف
فرمایا اور آپ کو تعلیم و تلقین فرمائی۔ ذکر لفظی و اثبات کے باون طریقے آپ کو بتائے۔
خلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا۔ عربی میں خلافت نامہ لکھ کر آپ کو دیا اور اپنی دستار آپ
کو مرحمت فرمائی۔

آپ کی پہلی شادی حضرت سید عبدالشہر بغدادی کی صاحبزادی
ازواج و اولاد : سے ہوئی جو اولاد فوت ہوئیں۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے
دوسری شادی کی۔ دوسری بیوی سے ایک لڑکی اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ لڑکی
کا انتقال صغریٰ میں ہو گیا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے کا نام نظام حسین ہے اور
چھوٹے صاحبزادے کا نام نصیر الدین حسین ہے۔

۱۔ کرامات نظامیہ ص ۲۰۔ ۲۔ کرامات نظامیہ ص ۲۱۔

آپ نے ۶ جمادی الثانی ۱۲۵۲ھ کو جان شیریں جان آفریں
وفات شریف: کے سپرد فرمائی۔ مزار فیض آتار بریلی میں فیروز برکات کا سرچشمہ ہے۔
خلفاء: آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ نظام حسینؒ آپ کے
 سجادہ نشین ہوتے۔ آپ کے مقتدر خلفاء حسب ذیل ہیں۔

آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ نظام الدین حسینؒ۔ مولوی
 عبداللطیف خاں علوم سمرقندی۔ مولوی نعمت خاں بخاری (کابل)،
 مولوی محمد حسین (مکہ معظمہ)۔ میر محمد سمیع بدخشانی۔ ملا عیوض محمد بدخشانی
 محمد فخر عالم شاہ جہاں پوری۔ مولوی عبدالرحمن خاں ساکن جاوہرہ۔
 مولوی مستان خاں شاہ جہاں پوری۔ شاہ شمس الحق۔ (مزار لکنؤ) مخدوم جی
 بدخشانی۔ شاہ نور حسین بریلیوی۔

سیرت پاک: آپ شاہیر اولیاء سے تھے۔ علوم ظاہری و
 باطنی میں کمال حاصل تھا۔ آپ بڑے عالم
 فاضل و کامل درویش تھے۔ صاحب مقامات و عالیات تھے۔ عشق الہی میں سرشار
 تھے۔ عجز و انکساری اور حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کے دالندگاہ سے لگاؤ اور
 محبت کی یہ حالت تھی کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا فخر جہاں کی پاکی اٹھانے والوں میں
 سے ایک کہار آپ کی خالقاہ میں آیا، آپ اس کو لینے کی غرض سے خالقاہ کے صحن
 تک تشریف لے گئے۔ اس کہار کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور نہایت عزت و احترام کے
 ساتھ اس کو اپنی مسند کے پاس بٹھایا۔ اس کو نذر پیش کی اور رخصت کیا۔
 آپ خاندان رسالت کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مجلس وعظ
 میں آپ رونق افروز تھے۔ آپ کی نگاہ ایک صاحب پر پڑی جو سید تھے۔ وہ نہایت
 شکستہ حال تھے اور سب سے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ان کو دیکھتے ہی اٹھے اور
 اپنا سر ان کے قدموں پر رکھ دیا۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ: ۱۵
 ”سب لوگ گواہ رہیں کہ اگر خدا کے یہاں مجھ سے یہ سوال ہو گا کہ تو اس
 مجلس وعظ میں گیا تھا تو میں ہی عرض کروں گا کہ میں نے وہاں بھی
 تیرے رسول کی اولاد کے قدموں پر سر رکھا تھا۔“

دستور العمل : آپ رات کو بارہ بجے کے قریب اٹھتے، وضو کرتے اور تہجد
 پڑھتے۔ تہجد سے فارغ ہو کر خاندانی وظیفہ پڑھتے بعد ازاں بارہ
 تسبیح ضرب کی ادا کرتے۔ صبح کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر آرام کرتے۔ سلا
 علمی ذوق : آپ ایک بلند پایہ عالم تھے۔ آپ صاحب تصنیف بھی تھے
 شعر و شاعری : آپ کو صوفی شعراء کی بزم میں ایک عام درجہ حاصل ہے۔ آپ کا
 تخلص ”نیاز“ ہے۔ دو دیوان، ایک فارسی کا، اور دو سرا، اردو
 کا۔ آپ کی شاعری کی یادگار ہیں۔ آپ کا کلام فصاحت و تینا حقائق و معارف کا آئینہ
 ہے۔ ایک مرتبہ جب آپ لے اپنی ایک غزل جس کا مطلع یہ ہے۔

امشب آنست کز دحلہ جہاں بردرما
 نسیں نور خدا کرد طلوع از برما
 حضرت مرزا جان جاناں مظہر شہید کو سنانی تو حضرت مرزا صاحب پر وجدانی
 کیفیت طاری ہوئی۔

آپ کے چند اشعار ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں :

چشم دل نیاز کہ تابان است چوں صدف
 از آب روشنی در بے بہائے اوست

اگر چہ میں سیربتاں دیکھتا ہوں دے جلوہ حق عیاں دیکھتا ہوں
 یہ جو کچھ کہ پیدا ہے سب عین حق ہے کہ اک بحر ہستی رواں دیکھتا ہوں
 ازل سے ابد تک جو کثرت ہے پیدا سو وحدت کا دریا عیاں دیکھتا ہوں

کشتہ شمس عشق از مرگ باشد در اماں زندہ جاوید باشد مردہ بے جان عشق
 آب حیواں مرگ باشد در مذاق عاشقاں زندہ جاوید مستند اس کساں از جان عشق
 چشم ادراک خرد را بہرہ نہ بود نیاز از تماشا سائے کہ بنید دیدہ حیران عشق

ایک مرتبہ جناب مولوی اکبر علی بریلی آئے اور آپ سے چند باتیں دریافت
 تعلیمات : کیں۔ ان کے سوالات اور آپ کے ہر سوال کا جواب حسب ذیل ہے :

پہلا سوال - سماع کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟
 آپ نے جواب دیا: ”ڈھولک کی آواز ایسی کان میں بھری ہے کہ دوسری بات سنائی
 نہیں دیتی۔“

دوسرا سوال - تعزیہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟
 آپ نے فرمایا کہ: ”اگر بنا نہیں ہوگا تو میں اجازت تعزیہ بنانے کی نہیں دوں گا۔
 اس واسطے کہ کماحقہ اس کی تعظیم نہ ہو سکے گی اور جو بن گیا ہوگا تو جتنا ممکن ہوگا
 تعظیم کروں گا۔“

تیسرا سوال - مزید کے لعن کے متعلق کیا خیال ہے۔
 آپ نے جواب دیا کہ: ”آج تک اللہ تعالیٰ نے میری زبان کو اس نام خبیث سے
 بچایا ہے۔ میری رائے میں ایک مرتبہ یہ نام زبان سے نکل جائے دن بھر زبان کی نجات
 نہیں جاتی۔ میں تو لعن یا غیر لعن اس کا نام ہی نہیں لیتا۔ اتنی دیر حسین حسین کیوں نہ کہوں
 کہ قلب کو نور ایمان سے ترقی ہو۔“

● موت کا وقت بہت سخت ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ خاردار درخت
 اقبال: پر باریک کپڑا ڈال کر ایک جانب سے کھینچا جائے اور اس کے تار تار
 ہو کر کھینچیں۔

● یہی حالت روح کی ہے کہ ہرگز ورثیہ بدن سے کھینچ کر آتی ہے۔
 مروجہ اذکار و اشغال کے علاوہ اور اذکار و اشغال آپ کو مشائخ
 اذکار و اشغال: سے پیچھے وہ حسب ذیل ہیں: ۱۔

- ذکر نفی اثبات ۵۱ طریقے سے
- (۱) اشغال خاندان قادریہ (۲) ذکر اثبات - ایک طریقے سے - (۳)
 - ذکر اسم ذات ایک طریقے سے (۴) ذکر سرہا - ایک طریقے سے (۵) پاں
 - انفاس کئی طریقوں سے (۶) ذکر جاردب - ایک طریقے سے (۷) ذکر راہ
 - ایک طریقے سے (۸) ذکر حدادی - ایک طریقے سے (۹) ذکر نشاری -
 - (۱۰) محو الجہات (۱۱) ذکر کلیت (۱۲) ذکر قربیت (۱۳) ذکر روح (۱۴)

ذکر محیط۔ ہر ایک ایک طریقے سے (۱۵) ذکر سلطان الاذکار۔ ایک
 طریقے سے (۱۶) ذکر جہر (۱۷) ذکر آورد و برد (۱۸) ذکر صنوبری (۱۹)
 ذکر صفات (۲۰) ذکر اقرب محیط (۲۱) ذکر ہو (۲۲) ذکر صرہ (۲۳) ذکر
 ضما تر (۲۴) ذکر سردی (۲۵) شغل غوثیہ (۲۶) شغل عینت (۲۷)
 شغل کشف القبور والقرآن (۲۸) شغل انا انسا (۲۹) شغل غوطہ (۳۰)
 شغل نوارہ (۳۱) شغل طاچی (۳۲) شغل سرگوشی (۳۳) شغل مہدہ و
 معاد (۳۴) شغل کاسہ (۳۵) شغل سفر در وطن (۳۶) شغل ادراک۔
 (۳۷) شغل بحر (۳۸) شغل جامع (۳۹) شغل بارش (۴۰) شغل عکس۔
 (۴۱) شغل آئینہ (۴۲) شغل لصیر (۴۳) شغل محمودہ (۴۴) شغل مطلق۔
 (۴۵) شغل مستی (۴۶) شغل وید (۴۷) شغل دریا (۴۸) شغل سپاہ۔
 (۴۹) ذکر احاطہ (۵۰) شغل خفی (۵۱) شغل حاضر (۵۲) شغل وصل
 (۵۳) شغل مظہری (۵۴) شغل حقیقت مطلقہ (۵۵) شغل اسراری۔
 (۵۶) شغل مدہوش — ہر ایک ایک طریقے سے۔ (۵۷) شغل
 آفتابی۔ چار طریقے سے (۵۸) شغل نقطہ مدوری۔ چند طریقوں سے۔

اشغالِ چشتیہ : (۱) مراقبات تحت اول و دوم تا ششم
 (۲) سیر تا ہفتم (۳) نقش بندہ قدیمیہ۔

(۴) لطائف ستہ (۵) لطائف عشرہ (۶) طرق موصل الی المطلوب ہر
 طرح سے (۷) ایک طریقہ کامل من اولہ آخرہ تراکیب نماز سے (۸)
 صرف وظائف سے (۹) ایک طریقہ روزہ سے (۱۰) ایک طریقہ ہر
 بازار و مجمع عام سے (۱۱) ایک طریقہ مشاہدہ عجائبات سے
 دیگر اشغال : (۱) انہد (۲) شغل ہوم شوم (۳) شغل ہنس۔

(۴) ذکر کرم (۵) شغل سوہن (۶) الک وند (۷) شغل انگلا پگلا (۸)
 شغل سکھنا (۹) چورای آسن (۱۰) شغل ادھی ہی (۱۱) اوام ہوا (۱۲)
 ذکر کاوتری (۱۳) ذکر کاوتی (۱۴) ذکر چہار برہم۔ (۱۵) ذکر شنب

۱۶۷ ذکر بریم (۱۶۷) چھایا درش (۱۸) شغل ترکیبی۔

ایک مرتبہ آپ چودھری لبنت رائے کے مکان پر تشریف کرامات : لے گئے۔ ان کا ایک رشتہ دار استقار کی بیماری میں مبتلا تھا۔ آپ نے اس مریض کی حالت دیکھ کر ایک ولایتی کو جو اس کے ہمراہ تھا۔ اس مریض کے پلنگ کے برابر زمین پر لیٹنے کا حکم دیا۔ اس ولایتی کا پیٹ اور جسم پھولنے لگا اور اس مریض کو آفاقہ ہونا شروع ہوا۔ اس مریض کو شفا ہوئی۔ اس نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا۔ اس ولایتی کا مرض بڑھتا گیا جب ولایتی اپنی خالقاہ میں آیا تو وہ بھی دو ایک روز میں اچھا ہو گیا۔ سلہ

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ بریلی میں آگ لگی۔ بہت سے مکان جل کر خاک ہو گئے آگ پھیلنے پھیلنے محلہ قطب میں نمودار ہوئی۔ اس وقت آپ کے بڑے صاحب زادے حضرت شاہ نظام الدین حسین آپ کے پاس گھبراتے ہوئے پہنچے اور آپ کو آگ لگنے کی اطلاع دی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ آپ آرام فرما رہے تھے۔ آپ بغیر کرتہ پہنے ویسے ہی باہر تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ امیر علی خاں رسالدار کے ساتیس گھوڑوں کو جو چھپر میں بندھے ہوئے تھے، نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ رسالدار نے جب آپ کو دیکھا جان میں جان آئی۔ انھوں نے اپنے ساتیسوں سے کہا کہ گھوڑوں کو نکالنے کی کوشش مت کرو۔ اگر بچانا ہوگا تو حضرت خود بچالیں گے ورنہ حضرت کے سامنے ان کو جلنے دو آپ نے نظر اٹھائی۔ آگ کا رخ بدل گیا چھپر کا ایک کونہ جلنے پایا تھا کہ وہ بھی

خود بخود بجھ گیا۔ دوسرے دن آپ کے صاحب زادے حضرت شاہ نظام الدین حسین نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا پڑھ کر پھونکا تھا کہ آگ یک دم بجھ گئی۔ آپ نے فرمایا کہ: ”پڑھنا کیا تھا۔ سمندر بن کر ایک چھینٹا مارا، فوراً بجھ گئی“

ایک ولایتی کابل سے آپ سے بیعت کرنے کی غرض سے بریلی آیا۔ شہر سے باہر دریا کے کنارے اس ولایتی کی ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ باتوں باتوں میں اس ولایتی نے اپنے آنے کی وجہ ظاہر کی۔ اس شخص نے یثن کر کہا کہ : ”جس شخص کے پاس تم جاتے ہو وہ نیاز احمد میں ہی ہوں۔“

وہ شخص وہیں بیعت سے مشرف ہوا۔ پھر اس شخص سے فرمایا کہ تم خانقاہ چلو۔ میں کہتی ہیں
آتا ہوں۔ وہ شخص جب خانقاہ میں آیا تو دیکھا کہ آپ کی محضرت شاہ نیاز حج سوم کی فاتح
ہو رہی ہے۔ اب اس شخص کو معلوم ہوا کہ آپ نے اس کو وصال کے بعد بیعت کیا۔ یہ

حضرت خواجہ محمد سلیمان

حضرت خواجہ محمد سلیمان مقتدا سے ارباب یقین ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کے پردادا ائمہ خاں اور آپ کے دادا عبدالوہاب افغانی جعفریہ قبیلہ سے تھے۔

والد ماجد : آپ کے والد ماجد کا نام زکریا خان ہے۔ سلہ ولادت مبارک : آپ نے گڑگوچی میں ۱۸۳۱ھ میں اس عالم کو زینت بخشی۔ نام : آپ کا نام محمد سلیمان ہے۔

بچپن کا صدمہ : چار سال کی عمر میں آپ کے والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

تعلیم و تربیت : آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت آپ کی والدہ ماجدہ کی نگرانی میں ہوئی۔ آپ نے قرآن شریف کے پندرہ پارہ مظاہر یوسف جعفر سے پڑھے۔ پھر باقی پندرہ پارہ میاں حسن علی سے پڑھے۔ اس طرح آپ نے قرآن مجید ختم کیا۔ حضرت فرید الدین عطار کا پند نامہ اور حضرت شیخ سعدی کی گلستاں اور بوستاں اور دیگر کتب انھیں سے پڑھیں۔

اس سے فارغ ہو کر آپ لاٹکھ گئے اور وہاں مولوی ولی محمد سے فارسی ادبیات کی اور کتابیں پڑھیں۔ لاٹکھ سے کوٹ مٹھن جا کر قاضی محمد عاقل کے مدرسے میں داخل ہوئے۔ کچھ ہی مدت میں عربی کی درسی کتابیں ختم کر کے تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔

۱۱۱۱ھ انوار العارفین (فارسی) ص ۱۱۱

بیعت و خلافت : آپ کا جب کوٹ مٹھن میں قیام تھا تو حضرت خواجہ نور محمد مہاروی اُج لشریف لائے۔ آپ کو جب

یہ معلوم ہوا، آپ اُج جا کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت خواجہ نور محمد مہاروی نے آپ کو بیعت سے مشرف ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر سولہ سال کی تھی بلکہ آپ اپنے پیر و مرشد کے پاس مہار آتے جاتے رہتے تھے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ پیدل ہی مہار روانہ ہو گئے۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو ریاضت و مجاہدات ذکرِ جہر اور پاس انفاس کی تعلیم فرمائی۔ اس کے علاوہ تصوف کی کتابیں بھی اپنے پیر و مرشد سے پڑھیں جن میں "آداب الطالبین" "عشرہ کاملہ" اور فصوص الحکم قابل ذکر ہیں۔ بلکہ کچھ عرصے کے بعد آپ کے پیر و مرشد نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر بائیس سال کی تھی۔

دہلی میں آمد : حضرت مولانا فخر الدین نیر جہاں کے دصال کے بعد آپ دہلی پہنچے اور چالیس روز تک ان کے مزار مبارک پر معتکف رہے چلو کی فاتحہ کے بعد مہار واپس آئے۔

پیر و مرشد کی ہدایت : آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو تونسہ میں رہنے کا حکم دیا۔

تونسہ میں سکونت : اپنے پیر و مرشد کے مطابق آپ نے تونسہ میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ایک جھونپڑی ڈال کر رہنے لگے۔

عبادت و ریاضت اور نجابت میں مشغول رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ تونسہ کو ترقی ہوئی۔ آپ نے تونسہ میں ایک دارالعلوم قائم کیا۔ علوم شریعت سے بہت لوگ تادائف تھے۔ دارالعلوم کا مشہور مشہور شہرت کی تعلیم تھا۔ آپ بھی اس دارالعلوم میں خاں بنائے، کونوٹک و احسان کی کتب کا درس دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ دارالعلوم بڑھتا گیا اور ایک اچھا خاصا اسلامی علوم کا مرکز بن گیا۔

شادی اور اولاد : آپ کے دونوں صاحبزادے، خواجہ گل محمد اور خواجہ درویش محمد آپ کی حیات میں وفات پا گئے۔

وفات: آپ، صفر ۲۶۶ھ کو جو رحمت میں داخل ہوئے۔ یہ آپ کا مزار
یرالوار تونسہ میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

خلفاء: آپ کی وفات کے بعد آپ کے پوتے حضرت الشیخش آپ کے سجادہ نشین
ہوئے۔ آپ کے خلفاء بہت ہیں، مشہور خلفاء حسب ذیل ہیں:

شیخ محمد یار۔ حافظ محمد علی خیر آبادی، مولوی محمد علی۔ میاں عبداللہ شاہ
آپ کو اپنے پیر و مرشد سے والہانہ عشق تھا۔ دوری گوارا نہ تھی۔ پیر و مرشد
سیرت: کی اطاعت، فرماں برداری اور خدمت کو اپنے لیے باعث سعادت
سمجھتے تھے۔ ترک و تجرید میں اپنی مثال آپ تھے۔ سوائے ایک لنگی کے آپ کے پاس
اور کچھ نہ تھا۔ حجرے میں ایک چٹائی بکھی ہوئی تھی جس پر بیٹھ کر آپ عبادت کرتے تھے۔
آپ اہل سماع و صاحب شوق و ذوق تھے بلکہ بعض اوقات حالت رقص و
وجد میں اشک بار ہوتے تھے بلکہ

آپ خداریدہ بزرگ ہونے کے علاوہ ایک عالم بھی تھے۔ قرآن، حدیث اور
فقہ میں دست گاہ حاصل تھی۔

معمولات: آپ اپنے معمولات کے سختی سے پابند تھے۔ کسی حالت
میں بھی اپنے معمولات میں فرق نہیں آنے دیتے تھے۔
آپ کا معمول تھا کہ تہجد سے فارغ ہو کر ذکر جہر میں مشغول ہوتے۔ فجر کی نماز کے بعد حجرہ میں جا کر
تھوڑا آرام فرماتے، پھر باہر لشریف لاکر رشد و ہدایت میں مصروف ہوتے۔ دوپہر کے کھانے
کے بعد قیلولہ کرنا آپ کا ہمیشہ کا معمول تھا۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر قرآن مجید کی تلاوت
فرماتے۔ پھر عصر کی نماز ادا کرتے۔ مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر ذکر و جہر میں ایک پہر گزارتے
رات کو کھانا کھا کر عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے۔ پھر حجرہ میں جا کر آرام کرتے۔

آپ کی ساری زندگی عبادت، ریاضت، رشد و ہدایت اور تعلیم و تلقین
تعلیمات میں گزری۔ آپ لوگوں کو راہ حق دکھاتے تھے۔ آپ اس بات پر زور دیتے
تھے کہ انسان کی زندگی کا مقصد خداوند تعالیٰ کی عبادت ہے۔ آپ اکثر یہ آیت پڑھا
کرتے تھے: **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِي**

۱۲۶۶

آپ آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو دینی و دنیاوی ترقی و کامیابی کے لیے از بس ضروری سمجھتے تھے۔

آپ کے نزدیک اچھی صفات حاصل کیے بغیر بھی زندگی گزارنا ممکن ہے۔ آپ جھوٹ، غیبت، بے ایمانی، لالچ، حسد، غرور اور تکبر سے بچنے کی تاکید فرماتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند تعالیٰ پر ہر حالت میں اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہیے دنیا کی محبت کی مذمت فرماتے تھے، فرماتے تھے کہ دنیا داروں کی صحبت میں سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں۔ جہانتک ممکن ہو سکے دنیا داروں کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ آپ عجز و عاجزی و انکساری پسند فرماتے تھے، اور لوگوں کو اسی امر کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے کو ادنیٰ اور سب سے بدتر سمجھنا چاہیے۔

اقوال : • کوئی شخص بھی ظاہر و باطن میں اتباع شریعت کے بغیر کبھی مقبول بارگاہ خداوندی نہیں ہو سکتا۔

• مسلمانوں کو غیر مشروع امور سے دور رہنا چاہیے۔

• صفائی قلب اور روحانی ترقی کے لیے اتباع شریعت از بس ضروری ہے۔

کشف و کرامات : ایک سوداگر آپ کا معتقد تھا۔ وہ ہندوستان آتا۔ مال فروخت کرتا اور پھر واپس چلا جاتا۔ جب واپس ہوتا تو آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا۔ نذرانہ پیش کرتا۔ دعا کا طالب ہوتا اور چلا جاتا، ایک مرتبہ وہ سوداگر آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس کے سامنے بہت کچھ فتوحات آئیں۔ اس کو یہ دیکھ کر خیال آیا کہ یہ سب لنگر اور داد و دہش دنیا داروں کے روپے سے ہے۔ اگر سامنے نذرانے نہیں آئیں گے تو یہ سب کام ختم ہو جائے گا۔

آپ اس سوداگر کے خطرے سے بذریعہ کشف آگاہ ہوئے۔ آپ نے وہ واقعہ بیان فرمایا کہ جب سلطان غیاث الدین کو حضرت نظام الدین اولیاء کے لنگر اور داد و دہش کے متعلق اسی قسم کا گمان ہوا تھا اور اس نے ممالعت کر دی تھی کہ اس کے دربار کا کوئی آدمی حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں نہ جائے اور نہ کوئی نذرانہ وغیرہ پیش کرے حضرت نظام الدین اولیاء کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے دونا خرچ کرنے کی تاکید فرمائی۔

خادم کو ہدایت فرمائی کہ حجرہ کے طاق میں سے ضرورت کے موافق لے لیا کرے۔
 اس کے بعد آپ نے اس سوداگر سے حجرہ میں سے مصلالانے کے لیے فرمایا
 وہ سوداگر حجرہ میں گیا، جب مصللا اٹھایا تو اس کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس کے نیچے ایک
 دریا ہے اور اس کی تین دھاریں ہیں۔ ایک دھارا شرفی کی، دوسری دھارا روہیوں کی،
 اور تیسری دھارا جواہرات کی۔ مصللا اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ حجرہ سے باہر آکر وہ سوداگر
 آپ سے معافی کا خواستگار ہوا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک ضعیف عورت آپ کے پاس جینتی چلاتی اور روتی
 ہوئی آئی۔ اس نے آکر عرض کیا کہ ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ مر گیا۔ اس کے حال پر آپ کے
 ایک خادم کو رحم آیا۔ اس نے آپ کو اس بڑھیا کے گھر پر جانے کے لیے آمادہ کیا۔ اور آپ
 سے عرض کیا کہ ممکن ہے کہ اس کو سکتہ ہو گیا ہو۔ آپ جب بڑھیا کے گھر پر تشریف لے گئے
 تو اس کے لڑکے کو مردہ پایا۔ اس خادم نے نبض دیکھنے کی استدعا کی۔ آپ نے نبض دیکھی
 تو نبض کا کہیں پتہ نہیں۔ پھر اس خادم نے آپ سے بغور دیکھنے کی درخواست کی۔ آپ
 نے درخواست منظور فرمائی۔ آپ نے بغور دیکھنا شروع کیا۔

آپ کی توجہ قلبی سے اس کی نبض میں حرکت ہوئی۔ دوبارہ دیکھنے پر نبض ابھی
 طرح چلنے لگی۔ وہ لڑکا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب اس بڑھیا کے آنسو رنج کے آنسو نہیں تھے
 بلکہ خوشی کے آنسو تھے۔

وہ اپنے لڑکے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ لڑکا آپ کی خدمت
 میں رہنے لگا۔ آپ نے پانی بھرنے کی خدمت اس کے سپرد فرمائی۔ اس واقعہ کے
 بہت دنوں بعد تک وہ لڑکا بقید حیات رہا۔

حضرت سید غوث علی شاہ

حضرت سید غوث علی شاہ قدوة السالکین ہیں۔

خاندانی حالات : آپ کا سلسلہ نسب بتیس واسطوں سے حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہوتا ہے۔ آپ حسنی و حسینی ہیں۔ سلسلہ

والد ماجد : آپ کے والد بزرگوار کا نام سید احمد علی ہے۔ انکو درجہ ولایت حاصل تھا۔

والدہ ماجدہ : آپ کی والدہ ماجدہ صاحبہ جذب و سکر تھیں۔

ولادت : آپ جمعہ کے دن رمضان کے مہینے میں ۱۲۱۹ھ میں موضع اتہاون میں پیدا ہوئے۔

نام نامی : آپ کا نام غوث علی ہے۔

تعلیم و تربیت : آپ کے والد ماجد نے آپ کو دہلی بلایا، اور آپ کی تعلیم دہلی میں

محدث دہلوی اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق سے پڑھیں۔ منقول و درسیات

کی تعلیم آپ نے مولوی فضل امام صاحب خیر آبادی سے حاصل کی۔ یمنوی مولانا روم

آپ نے مولوی قلندر علی جلال آبادی سے پڑھی۔ آپ نے علم ہیئت و دیگر علوم ظاہری

و باطنی میں دستگاہ حاصل کی۔

آپ کئی سلسلوں میں بیعت ہیں۔ آپ کئی سلسلے کے بزرگوں سے
بیعت و خلافت؛ خرقہ خلافت پاکر سرفراز ہوئے۔

سب سے پہلے آپ اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے۔ حضرت لعل شاہ کے
روحانی فیوض سے مستفید ہوئے۔ خاندان سہروردی میں آپ مرید و خلیفہ حضرت سید
قدحسین رسول شاہی کے ہیں۔

خاندان قادری میں آپ مرید و خلیفہ حضرت سید اعظم علی شاہ کے ہیں۔ نقشبندی
سلسلہ میں آپ مرید و خلیفہ حضرت حبیب اللہ شاہ کے ہیں۔ خاندان چشتیہ میں آپ مرید
و خلیفہ حضرت امیر الدین کے ہیں۔

آپ نے ہندوستان کی سیر و سیاحت فرمائی۔ مکہ معظمہ، مدینہ
سیر و سیاحت؛ منورہ، بغداد، نجف اشرف۔ بیت المقدس بھی حاضر ہوئے
اور روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ مصر، روم و شام کی سیر و سیاحت فرمائی۔
بہت سے درویشوں سے ملاقات ہوئی۔ آپ تو اسی بزرگوں سے ملے اور ان کے
باطنی فیض سے مستفید ہوئے۔ ان کے علاوہ آپ بہت سے جوگیوں، سانیوں اور
دیگر مذاہب کی بزرگ متنیوں سے ملے اور ان سے استفادہ حاصل کیا۔

آپ نے زندگی کے آخری ایام پانی پت میں گزارے۔
پانی پت میں سکونت؛ قلندر صاحب کے مزار کے ایک حجرے میں رہتے تھے۔
آپ نے ۲۶ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ کو اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔
وفات شریف؛ بوقت وفات آپ کی عمر اٹھتر سال کی تھی۔ مزار پر الوار پانی پت
میں واقع ہے۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ محمد یوسف آپ کے سجادہ نشین
خلفاء؛ ہوئے۔ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں؛
محمد یوسف۔ مولوی گل حسن۔

۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

سیرتِ پاک : آپ قطب ارشاد تھے۔ آپ کو مرتبہ غوثیت بھی حاصل تھا۔ آپ کمالات باطنی میں یکتا اور توحید میں لاثانی تھے۔ آپ کو نسبت جذب حاصل تھی۔ ترک و تجرید۔ قناعت و توکل، ریاضت و مجاہدہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آتا، اسی وقت محتاجوں اور مسکینوں کو تقسیم کر دیتے تھے۔ سائل آپ کے پاس سے کبھی خالی ہاتھ نہیں گیا خوراک آپ کی بہت کم تھی۔ کھانا سادہ پسند فرماتے تھے۔ لباس آپ کا سفید اور سادہ ہوتا تھا۔ رنگین کپڑے نہیں پہنتے تھے۔ آپ کو علم ظاہر اور علم باطن میں کمال حاصل تھا۔ آپ منبع شریعت و طریقت تھے۔ فصاحت، بلاغت اور متانت میں بے نظیر تھے۔

تعلیمات : آپ کی تعلیمات اہل ذوق و شوق، اہل تصوف اور اہل عرفان ہی کے لیے مفید نہیں ہیں بلکہ ہر شخص آپ کی تعلیمات سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

اسلام کی زندگی : آپ فرماتے ہیں : ^{۱۷} ”اسلام کی ترقی کا دار و مدار اتفاق، اولوالعزمی اور غیرت پر ہے“

غیر اللہ سے بے پرواہی : آپ طالب حق کو یہ ہدایت فرماتے تھے : ^{۱۸} ”غیر اللہ سے کبھی ملتی نہ ہونا۔ کسی حاجت کے واسطے سوال نہ کرنا، کیونکہ سوال کرنا اصول طریقت کے

بالکل خلاف ہے۔ اس لیے کہ حصول مقصد اصلی اسی پر منحصر ہے کہ طالب ماسوال اللہ سے بے سروکار ہو اور موجودات عالم سے قطع تعلق کرے۔ سوال کرنا فقر کی شان عظمت کے منافی ہے، اور سبب

تذلیل ہے۔ یہ رکیک فعل اعزاز فقراء کے پاک و شفاف دامن پر بڑھا دھبہ لگاتا ہے۔

توحیدؑ آپ فرماتے ہیں کہ: بلکہ
"توحید تین قسم کی ہے:

ایک توحید عامہ جس کو توحید شریعت کہتے ہیں۔

دوسری توحید خاص و توحید طریقت۔

تیسری خاص الخاص و توحید معرفت و حقیقت۔ توحید عالی بھی اسکا نام ہے۔

توحید عام میں جمہور خلاق شریک ہیں۔ اس توحید کا اصول احکام شرعی کی

اتباع پر منحصر ہے۔ اور توحید خاص و خاص الخاص از روئے فیوضات باطنی حاصل

ہوتی ہے۔ یہ توحید انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کا حصہ خاص ہے۔

"زبان سے لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ کہنا اور دل سے یکتائی حق پر

اعتقاد رکھنا توحید عام ہے۔"

"اور تجلیات ذات مطلق کا قلب سالک پر متجلی ہونا اور ذرہ آفتاب

میں بے امتیاز کمی و بیشی نور حق نظر آنا اور نور ذات کے سامنے

ذرات وجود عالم کا معدوم ہونا اور ایک ذات کا نور پیش نظر رہنا

توحید خاص ہے۔"

"موجد کا بحر ناپید کنار توحید میں شناوری کرتے کرتے قعر دریا سے

ذات اقدس میں غوطہ مارنا اور مجر مجر اور فنا در فنا ہو جانا اور کل کائنات

کو مع اپنی ہستی خاص کے محو کرنا توحید خاص الخاص ہے۔"

سلوک: آپ فرماتے ہیں کہ بے سلوک کے معنی لغت عربی میں چلنا ہے۔ خواہ

سفر ظاہر ہو خواہ سفر باطن۔ مگر اہل تصوف کے نزدیک سیر فی اللہ سے

مراد ہے۔ سیر فی اللہ میں منازل بہت ہیں اور اپنی ہستی سے گزر کر

خدا کی ہستی کی طرف ہمہ تن مائل ہونا بھی سلوک میں شامل ہے جس

وقت تزکیہ نفس ہو گیا اس وقت تزکیہ دل کرنا چاہیے تصنیف دل

بے "پاس انفاس" کے ہو نہیں سکتا۔"

سیرت غوثیہ ص ۱۰۱

اقوال : ● جب خدا کے ساتھ ہو گیا تو کسی دوسرے مددگار کی چنداں ضرورت نہیں۔

● صبر اگرچہ کڑوا ہے لیکن پھل اس کا میٹھا ہے الصبر مفتاح الفرج کی تصدیق بڑے بڑے تجربوں سے ہو چکی ہے۔ صبر کے بعد خوشی ضرور ہوتی ہے۔

● مال و دولت، حسن و جمال پر غرور کرنا لاجا حاصل ہے۔ ایک نہ ایک دن ان کو ضرور زوال ہوگا۔

● استقامت اور استقلال انسان کے واسطے بڑی بیش بہا نعمت ہے۔ ہر شخص نے اپنی خواہشات کے موافق جداگانہ قبلہ بنا رکھا ہے اور اسی خیال میں مستغرق اور منہمک ہے۔

● دنیا اور اس کی تمام اشیاء ہیچ ہیں۔ اس کی عارضی زیب و زینت پر مفتون ہونا ابدی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے۔

● دنیا فریاد ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتوں کی خاصیت رکھتے ہیں اولوالعزمی اور بلند ہمتی کی بدولت مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔ طمع سے ذلت اور قناعت سے عزت ہوتی ہے۔

● جس وقت تجلی ذات ہوتی ہے، ہر طرح سے اسرار کو حید و یکتائی منکشف ہوتے ہیں۔

● عشق سے انسان کو حیات ابدی حاصل ہوتی ہے۔

● صفائی بغیر مجاہدہ کے حاصل نہیں ہوتی اور جمال لایزال بغیر صفائی کے نہیں دکھائی دیتا۔

اوراد و وظائف : ذیل میں آپ کے چند اوراد و وظائف پیش کیے جاتے ہیں۔

اولاد کے واسطے : آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے اولاد نہ ہوتی ہو تو اس کو چاہیے کہ صبح کی نماز کے بعد اکیس بار درود شریف پڑھے اور

ایک سو اکیس بار رَبِّ لَا تَذِرْنِي فَوْداً وَاَنْتَ خَيْرُ الْوَادِئِينَ پڑھے پھر اکیس

بار درود شریف پڑھے اور اپنے اوپر دم کرے اور پانی پر دم کر کے خود بھی پئے اور

اپنی بیوی کو بھی پلاوے سے

آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو بخار آتا ہو تو
بخار سے اچھا ہونے کے واسطے: مریض کو چاہیے کہ صبح کی نماز کے بعد سات
مرتبہ درود شریف پڑھے پھر ایک سو اکیاون بار۔

قُلْنَا يَا خَلَّةُ كُوَيْتِي بِيْرُدْ أُمَّتًا مَعْلَى ابْنِ وَهَابٍ

پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے اور پانی پر یاد دہانی پر دم کر کے پئے سے
مصیبت سے نجات کے واسطے: آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مصیبت میں
گرفتار ہو تو اس کو چاہیے کہ بعد نماز عشاء، گیارہ مرتبہ

درود شریف پڑھے اور پھر اکیاون بار

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

پڑھے اور پھر گیارہ بار درود شریف پڑھ کر دعا مانگے۔ مصیبت سے نجات پائے۔
کشف و کرامات: ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ غسرت اور تنگی
معاش سے پریشان تھا آپ سے دعا کا خواستگار ہوا۔ آپ
نے اس کو ایک چمکی خاک دی اور تاکید فرمائی کہ اس کو سر ہانے رکھنا اور فجر کی نماز کے
بعد اکیس مرتبہ پڑھا کرنا۔

اے کریبے کہ از خزانہ غیب گبر و ترسا وظیفہ خورداری

دوستاں را کجا کتنی محسروم تو کہ بادشمنان نظر داری

اس شخص نے ایسا ہی کیا، اس کو پانچ روپیے روزانہ سر ہانے سے ملنے لگے
کچھ دنوں کے بعد اس شخص نے آپ کی ہدایت کے خلاف اس بات کا ذکر لوگوں
سے کیا، اسی روز سے روپیے ملنا بند ہو گئے یہ

عطا محمد کو دولت تو ملی تھی لیکن اولاد کی دولت سے محروم تھے ضعیف
ہو گئے تھے لیکن اولاد کی آرزو باقی تھی۔ عطا، محمد نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے
فرمایا کہ خدا نے چاہا تو بیٹا پیدا ہوگا۔ آپ کی دعا سے عطا محمد کا گھر روشن ہوا عطا محمد

۱۵ سیرت غوثیہ ص ۶۴ - ۶۵ سیرت غوثیہ ص ۶۴ - ۶۵

۱۶ سیرت غوثیہ ص ۶۶ - ۶۷ سیرت غوثیہ ص ۵۲ - ۵۳

اپنے بچے کو آپ کے پاس لاتے۔ آپ نے بچے کے سر پر اپنا ایک ہاتھ پھیرا، اور
دوسرا ہاتھ عطا، محمد کے سر پر رکھ کر فرمایا ہے

پیرے کے دم ز عشق زند بس غنیمت است از شاخ کہنہ میوہ نور س غنیمت است
ایک شخص جو پانی پت میں ناتب تحصیل دار تھا۔ آپ سے بہت عقیدت
رکھتا تھا۔ اس نے کوئی امتحان دیا تھا۔ ایک دن وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کیا
کہ امتحان دیا ہے کامیابی کے لیے دعا فرمائیے۔ اگر مستقل ہو جائے تو کیا اچھا ہو۔
آپ مسکرائے اور پھر اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”ایسی خوشخبری اول باپ دیا کرتا ہے۔“

وہ شخص جب واپس اپنے مکان پر گیا۔ اس کو اپنے والد کا خط ملا۔ اس وقت
وہی خوشخبری اس کے والد نے اس کو تحریر کی تھی

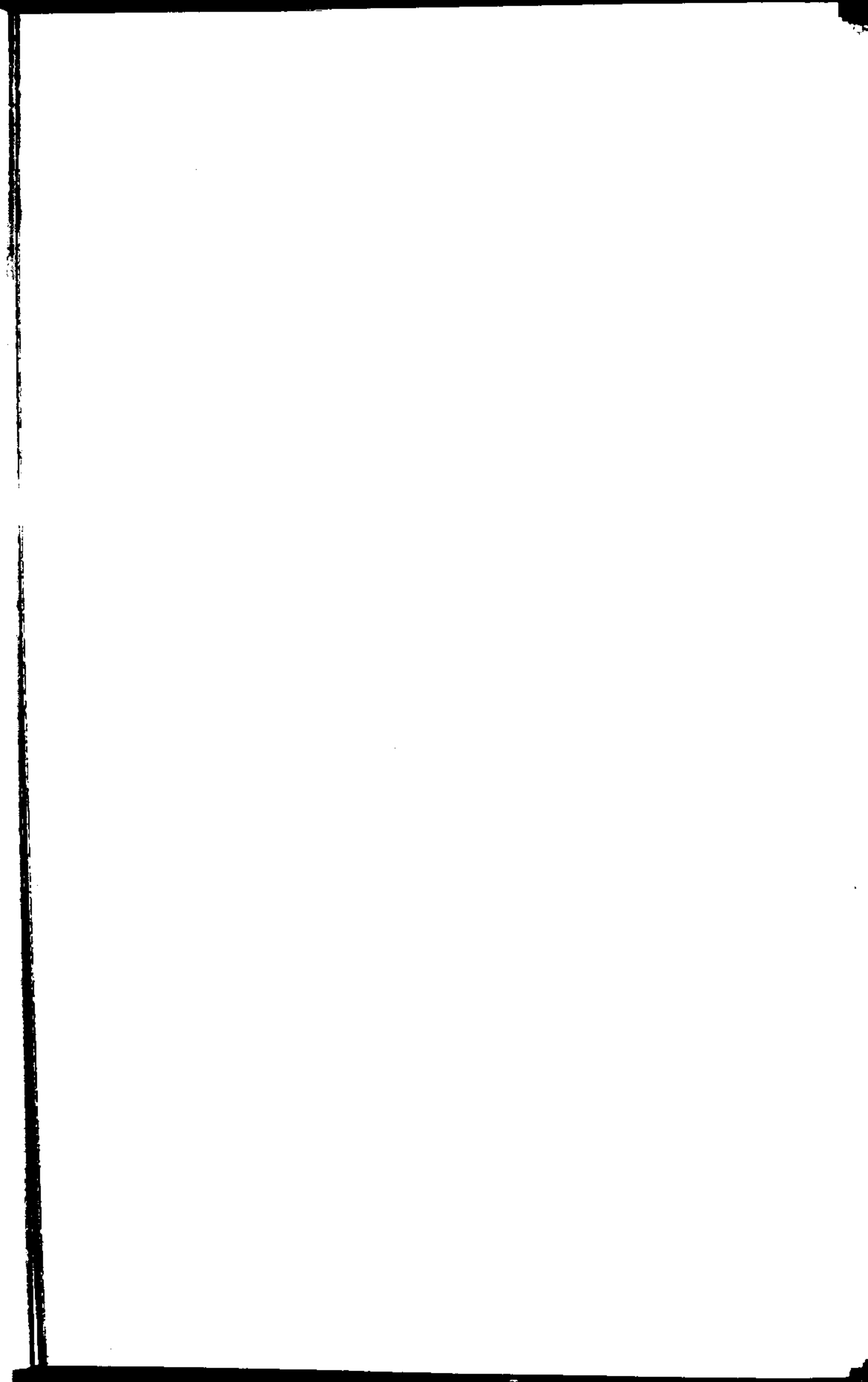
پنڈت شوکت دہلی میں کشر کے سرشتہ دار تھے کشران سے کسی بات پر خفا ہو گیا
اس نے ان کو درخواست کر لے کی دھمکی دی۔ پنڈت جی کو آپ سے بہت عقیدت
تھی۔ وہ دہلی سے پانی پت آئے اور آپ کی خدمت میں آئے۔ پنڈت جی نے ایک
مرتبان جس میں مرہ بھرا ہوا تھا آپ کو پیش کیا۔ آپ نے پنڈت جی سے دریافت فرمایا
کہ مرتبان میں کیا ہے۔ پنڈت جی نے عرض کیا کہ ”حضور کے لیے مرہ لایا ہوں۔“

یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ: بہت خوب۔ مری بیارو مرہ بخور۔“ پھر پنڈت جی سے
مخاطب ہوئے ”کہو صاحب۔ اب تو کشر صاحب تم پر بہت مہربان ہیں۔ پنڈت
جی نے سارا قصہ آپ کے گوش گزار کیا۔ آپ نے فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں
سب ٹھیک ہو جائے گا اور ”میاں! تم کو تو اس نے ڈپٹی کر دیا ہے۔ تم پریشان نہ ہو
خدا فضل کرے گا۔ وہ بھی مہربان ہوگا۔“

بعد ازاں پنڈت جی کو معلوم ہوا کہ واقعی کشر نے ان کے ایکسٹرا اسٹنٹ
کشر بنانے کی پرزور سفارش کی ہے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد پنڈت جی ایکسٹرا اسٹنٹ
کشر ہو گئے۔

دست مُردگیر تا مَر دے شوی
جز بمرداں نیست راسے زبیری

حصہ، نغم



حضرت مولانا شاہ فضل رحمن

حضرت مولانا شاہ فضل رحمن قطبِ زماں اور مرشدِ دوراں تھے۔
 آپ حضرت شیخ محمد المعروف بمصباح العاشقین چشتی
 کی اولادِ امجاد سے ہیں۔ ان کا مزار قصبہ ملاواں میں ہے۔

والدہ: آپ کے والد ماجد شیخ اہل الثرابین شیخ فیاض صوفی صافی تھے اور حضرت
 مولانا شاہ عبدالرحمن لکنوی کے مرید تھے۔

والدہ: آپ کی والدہ ماجدہ بی بی بصیرت کا سلسلہ نسب حضرت شیخ شہاب الدین
 والدہ: عمر شہروردی سے ملتا ہے اور امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق پر منتهی ہوتا ہے۔

آپ کے والد کے پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن لکنوی
 آپ کی ولادت کی خبر: آپ کے والد کے پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن لکنوی
 نے آپ کی ولادت کی خبر آپ کے والد کو دی تھی۔

ولادت: آپ قصبہ ملاواں میں ۱۲۸۴ھ میں پیدا ہوئے
 نام: آپ کا اصلی نام فضل رحمن ہے۔

پیشین گوئی: آپ کی عمر جب چھ سال کی ہوئی تو ایک دن آپ کے والد آپ کو اپنے
 ہمراہ اپنے پیر و مرشد کے پاس لے گئے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن
 لکنوی نے آپ کو دیکھتے ہی کہا:

”یہ لڑکا ہندوستان کا قطب ہوگا۔“

یہ کہہ کر اپنا لب آپ کے لب سے لگا دیا۔

بچپن کا ایک واقعہ: آپ بچوں کے ساتھ سڑک پر کھیل رہے تھے۔ ایک گاڑی
 گزری۔ آپ گاڑی کے پہیے کے نیچے دب گئے۔ چہرہ
 اور سر پر سے پہیے گزر گیا، ایک کان جاتا رہا۔

آثارِ بزرگی : ایک دن آپ اپنے والد کے ہمراہ جا رہے تھے ۔ اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال کی تھی ۔ آپ کے والد کے ساتھ ایک پتھر تھا، ایک کھیت سے گذر رہے تھے ۔ آپ کے والد نے ایک خوشہ کوزہ کرپندہ کو پتھر میں ڈال دیا ۔ آپ کو یہ بات ناگوار ہوئی ۔ آپ وہیں رک گئے ۔ آپ کے والد نے جب دیکھا کہ آپ نہیں آرہے ہیں تو آپ کو بلایا ۔ آپ نے کہا کہ جب تک کھیت کا مالک نہ آئے گا اور معاف نہ کراؤں گا نہ آؤں گا ۔ آپ کے والد نے وہ خوشہ پتھر سے نکال کر پھینک دیا ۔ آپ تب والد کے ہمراہ ہو گئے ۔

آپ نے لکھنؤ میں مولوی نور صاحب سے "شرح وقایہ پڑھی ۔ پھر دہلی کشریف تعلیم : لائے، اور حضرت مولانا اسحاق صاحب سے "صحاح ستہ" بطور درس پڑھی ۔ حدیث کی سند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے حاصل کی ۔

آپ حضرت شاہ آفاق صاحب سے دہلی میں بیعت ہوئے ۔ بیعت و خلافت : آپ کے پیر و مرشد کی آپ پر نظر عنایت دیکھ کر اور مریدوں نے عرض کیا کہ وہ پہلے سے مرید ہیں لیکن ان پر اتنی نظر عنایت کیوں نہیں جتنی کہ مولانا فضل رحمن پر ہے ۔ حضرت شاہ آفاق نے جواب دیا کہ :

"تم کو میں چاہتا ہوں کہ کچھ ہو جاؤ، اور ان کو خود حق تعالیٰ چاہتا ہے ۔"

ازواج اور اولاد : آپ نے دو شادیاں کیں ۔ آپ کی پہلی شادی شیخ بدلے صاحب کی لڑکی سے ہوئی تھی ۔ ان کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے ۔ ان دونوں لڑکوں، مولوی عبدالرحمن اور مولوی عبدالرحیم کا انتقال آپ کی حیات میں ہو گیا تھا ۔ آپ نے دوسری شادی زلیسہ بیگم کے ساتھ گنج مراد آباد میں کی ۔ شادی کے بعد گنج مراد میں سکونت اختیار کی ۔ دوسری شادی سے حضرت احمد میاں اور بی بی شفقت پیدا ہوئیں ۔

وصیت : آپ نے وصیت فرمائی کہ نزع کے وقت حدیث شریف پڑھی جائے، تاکہ روح حدیث سنتے سنتے نکلے ۔

وفات : آپ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ کو واصل بحق ہوئے مزار
پیرانوار گنج مرادآباد (لوی پی) میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

آپ کے صاحب زادے حضرت احمد میاں اور مولاسید محمد علی کانپوری
خلفاء : آپ کے خلیفہ ہیں۔ حضرت احمد میاں آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔

سیرت : آپ نے نوکری نہیں کی۔ دہلی میں کتاب کی تصحیح کا کام کرتے
تھے۔ دو ڈھائی روپیے اجرت کے مل جاتے تھے۔ باجرہ کی

روٹی کھاتے تھے۔ مٹی کے برتن میں کھانا کھاتے تھے۔ گوشت چھوڑ دیا تھا۔ آپ
کے پاس بستر نہ تھا۔ ایک چھوٹی سی چوکی پر چٹائی بچھی رہتی تھی اس پر نماز پڑھتے تھے
۔ جو کچھ آہنا تھا شام تک خرچ کر دیتے تھے۔ توکل خدا پر تھا۔ بہت سخی تھے، تحفے جواتے
تھے تقسیم کر دیتے تھے۔ سنت کے سخت پابند تھے۔ اپنے پیر و مرشد کی بہت عزت
کرتے تھے۔ تہجد پابندی سے پڑھتے تھے۔ ذکر اور مراقبہ میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔

تعلیمات : آپ فرماتے ہیں کہ : ۱۵

”مثنوی مولانا روم بہت پڑھا کرو تین سو آدمی قطب و ابدال ہو گئے ہیں۔“

آپ سے پوچھا گیا کہ مثنوی معنی کے ساتھ یا خالی الفاظ کے ساتھ پڑھی جائے۔“

آپ نے جواب دیا ”فقط لفظ کے پڑھنے والے۔“

آپ فرماتے ہیں کہ :

”اشتیاق لقاے الہی یہی ولایت ہے۔ اجماع سنت یہی غنیمت

اور قطبیت ہے۔“

اقوال : ● صاحب حال اور صاحب مقام ہونا آسان ہے۔ بالسبت ہونا مشکل
ہے۔

صاحب نسبت سے بیعت کرنا باعث نجات ہے۔ قیامت کے دن جب

اس کے حال پر عنایت ہوگی تو اس کا پیر تو اس کے مریدوں کو پہنچے گا اور سب

اس کے ہمراہ جنت کو جائیں گے۔

کرامات : آپ نے اپنے ایک معتقد کو ایک وظیفہ خواب میں بتایا۔
بہت دنوں کے بعد وہ شخص آپ کی خدمت میں آیا اور

عرض کیا کہ کوئی وظیفہ بتائیے۔ آپ نے فرمایا کہ وظیفہ تو بہت پہلے بتا دیا تھا، پھر ہی
وظیفہ جو خواب میں بتایا تھا، اس کو تلقین فرمایا : ۱۵

ایک شخص آپ کے پاس آ رہا تھا، راستے میں ایک ندی پڑتی تھی۔ اسکا گھوڑا
دلہل میں کھنس گیا۔ جب وہ شخص ڈوبنے لگا تو اس نے آپ کو یاد کیا، اور آپ کی مدد
کا طالب ہوا۔ گھوڑا فوراً دلہل سے نکل گیا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا
کہ آپ حجرے میں چادر اوڑھے بیٹھے تھے۔ اس شخص کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ :
”لوگ مجھے تکلیف دیتے ہیں۔“

یہ فرما کر اپنی پشت اس شخص کو دکھائی۔ پشت مبارک پر گھوڑوں کے چاروں سم کے
نشان معجزہ کے موجود تھے۔ ۱۵

حضرت حاجی وارث علی شاہ

حضرت حاجی وارث علی شاہ قدوۃ السالکین ہیں۔ زبدۃ العارفين ہیں۔
وارثی سلسلہ کی ابتدا آپ سے ہوئی۔

آپ کے خاندان کے بزرگ نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ نیشاپور
خاندانی حالات: سے سکونت ترک کر کے ہندوستان آئے۔

آپ کے والد بزرگوار کا نام سید قربان علی شاہ ہے۔ وہ دیوانہ صانع بارہ بنگی،
والد: یونی، میں رہتے تھے اور وہاں کے رئیسوں میں ان کا شمار تھا۔ وہ صوفی
مفسر تھے۔

ولادت: آپ نے ۱۲۲۲ھ میں دیوانہ میں عالم امکان کو زینت بخشی۔

ابھی آپ سن رشد کو نہ پہنچے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال
ہو گیا۔ آپ کے والد بزرگوار کا انتقال آپ کی ولادت سے

پہلے ہو چکا تھا۔

آپ کی عمر جب پانچ سال کی ہوئی، تو آپ کی تعلیم باقاعدہ شروع
ہوئی۔ کتب چھانے لگے۔ آپ نے قرآن مجید سات سال کی

عمر میں حفظ کیا۔

بچپن: عشق و محبت کے جذبات بچپن ہی سے جنگلوں اور ویرانوں میں لیے

پہرتے تھے۔ آپ کا دل شہر میں نہیں لگتا تھا۔

بیعت و خلافت : آپ اپنے بہنوئی حضرت سید خادم علی شاہ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ کے پیر و مرشد کا قیام لکنؤ میں رہتا تھا۔

بشارت : ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ پیر و مرشد آپ سے فرماتے ہیں کہ :
”سفر کرو۔“

سیر و سیاحت : پیر و مرشد کا حکم پا کر اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہا۔ دیوا سے جے پور تشریف لائے۔ جے پور سے اجمیر شریف

غریب نواز کے دربار میں حاضر ہوئے۔ آستانہ میں داخل ہونا چاہتے تھے کہ دروازہ پر جو شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے آپ سے کہا کہ جو تاپا بہن کر اندر جانا ادب کے خلاف ہے آپ نے وہیں جو تانا مارا اور پھر ساری عمر جو تانا نہیں پہنا۔

اجمیر شریف سے بمبئی تشریف لے گئے بمبئی سے جدہ گئے۔ ۲۹ شعبان ۱۲۵۲ھ کو مکہ معظمہ پہنچے۔ حج کا فریضہ ادا کر کے مدینہ منورہ گئے۔ کچھ دن وہاں رہے۔ پھر رخت سفر باندھا۔ بیت المقدس۔ دمشق۔ بیروت۔ بغداد۔ کاظمین۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلیٰ، ایران، قسطنطنیہ کی سیاحت کر کے اور درویشوں سے مل کر پھر مکہ پہنچے۔ حج سے فارغ ہو کر افریقہ تشریف لے گئے۔

واپسی : وطن واپس آ کر آپ نے دیکھا کہ مکان شکستہ ہو چکا ہے اور آپ کے ساز و سامان پر آپ کے رشتہ دار قابض ہیں۔ ان کو یہ فکر ہوئی کہ شاید آپ جائداد وغیرہ واپس لیں گے اور ممکن ہے عدالتی کارروائی کر لیا۔ ان لوگوں کی بے اعتنائی اور بے رخی سے آپ کو تکلیف پہنچی۔ آپ نے وطن میں زیادہ قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

سفر : آپ نے پھر رخت سفر باندھا اور قرب و جوار کے مختلف مقامات کو زینت بخشی۔ آپ جنگلوں، بیابانوں اور پہاڑوں میں گھومتے اور قدرت کا مشاہدہ کرتے تھے۔
وفات : ۹ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء کو آپ کو زکام کی شکایت ہوئی۔ وفات سے ایک دن قبل آپ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا: ”ہم کل صبح چلازکے چلیں گے۔“ آپ ۳ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۰۵ء کو رحلت حق میں

بیوست ہو گئے۔ مزارِ پرنالوار دیو میں فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔
 آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع ہے۔ آپ کے خاص خاص مریدین حسب
 حلقہ ارادت ذیل ہیں: سلطان عبدالحمید (ٹرکی) شیخ منظر علی، شمس الدین، بدنام شاہ،
 میاں جہانگیر شاہ، حبش مولوی شرف الدین۔

آپ نے شادی نہیں کی۔ آپ جائداد، مکان، ساز و سامان وغیرہ سے بے نیاز
 سیرت تھے۔ فقر میں بادشاہی کرتے تھے۔ صابر، شاکر اور مستغنی تھے۔ روپے پیسے
 کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کو کوئی تحفہ پیش کرتا تو آپ اس سے بہتر چیز
 اس کو عطا فرماتے تھے۔ عفو و کرم آپ کا شعار تھا۔ آپ کسی قسم کی سواری پسند نہیں کرتے
 تھے۔ تلنگے، بگھی، بیکے میں نہیں بیٹھتے تھے۔ ریل اور جہاز میں نہیں بیٹھتے تھے۔ کمزوری
 کے باعث پاکی میں بادل نافواستہ بیٹھتے تھے۔

سنت کے سخت پابند تھے۔ آپ نے سیاحت بہت فرمائی۔ خوراک بہت کم
 تھی۔ مدتوں ہفتہ میں ایک بار کھانا کھایا یا پھر تیسرے روز کھانا کھانا شروع کیا۔ کمزوری
 کے باعث روز یا دوسرے دن کھوڑا سا کھا لیتے تھے۔ شدید شوق سے کھاتے تھے۔
 کھانے کے بعد خلل کرتے اور کھیرا تھو دھوتے۔ آپ نے جب سے احرام باندھنا شروع کیا
 پھر اتارا نہیں۔ کربلا پہنچ کر آپ نے یہ طے کیا کہ سخت یا پلنگ پر نہ سوتیں گے۔ تمام عمر
 اس پر کار بند رہے۔

آپ فرماتے ہیں: جس عورت کا خاوند موجود ہو اور اس کے پاس رہتا ہو، اسے
 تعلیمات کھانے پینے اور ضروریات کی پرواہ نہیں ہوتی۔ خاوند خود بخود اس کا انتظام
 کرتا ہے پھر جب خدا اقرب الیہ من جنبل الوریہ ہے تو انسان اپنی روزی کے متعلق کیوں
 پریشان ہوتا ہے؟

ایک مرتبہ یہ ذکر ہو رہا تھا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تہتر فرقوں میں سے بہتر نامی
 ہیں اور ایک ناجی۔ جب آپ سے اس فرقے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے دریافت کیا کہ
 حسد کے کتنے عدد ہیں۔ حاضرین نے عرض کیا کہ حسد کے عدد بہتر ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا
 "بس جو فرقہ حسد سے باہر ہے وہ ناجی ہے۔"

آپ کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:-
 اقوال ● جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے، خدا اس کی مدد ضرور کرتا ہے۔ ● محبت کرو لگہ

● کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔ ● اسلام اور چیز ہے اور ایمان اور چیز ہے یہ ● حد سے احتراز کرو یہ ● محبت میں انتظام نہیں یہ ● اللہ اللہ کیا کرو یہ ● جس طرح بندوں کو روزی پہنچانا اللہ کی شانِ ربوبیت ہے اسی طرح اللہ کے نام کی مدد دست بندوں کا اظہارِ عبودیت ہے یہ ● بغیر محبت کے ذکر سے کچھ نہیں ہوتا یہ ● اسی ذکر سے فائدہ ہوتا ہے جو بے عرض ہوتا ہے یہ ● غلنے ہر کام کے واسطے ایک وقت مقرر کیا ہے یہ ● مشربِ عشق میں گو حیدِ حقیقی کی تعریف یہ ہے کہ اپنے وجود کے ادراک کی ایسی نفی کرنا کہ ہستی کے سامنے تعینات کی ہستی مفقود اور نابود ہو جائے اور فنا کے بعد حضرت احدیت کا وہ قرب و اتصال نصیب ہو جس کو حیاتِ ابدی اور لقائے سرمدی کہتے ہیں یہ ● وحقیقت مودودہ ہے کہ جس کا آغاز اول کی طرف لوٹ آئے اور ایسا ہو جائے جیسا ہونے سے قبل تھا یہ ● جو مرید پیر کو دور سمجھے وہ مرید ناقص ہے اور پیر مرید سے دور ہے وہ پیر ناقص ہے یہ ● مرید صادق وہ ہے کہ جو پیر کی بارگاہ کو نقائص سے پاک سمجھے یہ ● مرید کی کامیابی اس کے پیر کی عنایت پر موقوف ہے یہ ● مرید مثل بیمار کے ہے اور پیر بمنزلہ طبیب کے ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ جو بیمار طبیب کی ہلاتیوں پر عمل کرتا ہے اس کو تھکا جلد ہوتی ہے یہ ● مرید کا مرکز تسلیم و محبت ہے جو اس سے ہٹ گیا وہ خراب اور جو قائم رہا وہ کامیاب ہوا۔ ● فی الحقیقت مرید وہ ہے جس کی مراد اس کا پیر ہو یہ ● مرید اس طرح پیر سے ملے جس طرح

قطرہ دریا سے مل جاتا ہے اور جب تک نہیں ملتا اس کا نام قطرہ ہوتا ہے اور جب مل جاتا ہے تو اسی قطرے کو سب دریا کہتے ہیں یہ ● محبت میں انسان ٹونگا اور بہا ہو جاتا ہے یہ ● ذیل میں آپ کے بتائے ہوئے چند اوراد و وظائف پیش کئے اوراد و وظائف جاتے ہیں :

آپ فرماتے ہیں جو تصدق کے ساتھ "یا باریسٹ" تنگ دستی دور ہونے کے واسطے پڑھتا ہے وہ تنگ دست نہیں رہتا۔
 آپ فرماتے ہیں کہ درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ آپ نے اللہم قبل
 علی محمد و علی آل محمد و باریک و سلم پڑھنے کی تاکید فرمائی یہ

۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

دروود تاج ایک ضرورت مند نے اپنی حالت آپ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا یہ ”شب کو دو رکعت نماز نفل کے بعد درود تاج پڑھ کر سویا کرو، مگر ہر رکعت میں سات مرتبہ سورۃ تکاثر پڑھنا اور صبر کی استعا کرنا“

شغل سلطان الاذکار آپ نے اپنے مخصوص مریدوں کو ”شغل سلطان الاذکار“ کی تعلیم فرمائی یہ

آپ جب پہلی مرتبہ حج کرنے جا رہے تھے تو محض خدا کے بھروسے پر سفر اختیار کرات کیا تھا۔ کچھ زاد راہ نہ رکھتے تھے۔ جہاز پر کئی روز آپ کو فاقہ ہوا۔ جہاز چلتے چلتے بیچ سمندر میں رگ گیا۔ جہاز کا کپتان مسلمان تھا۔ اس کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاز کے کپتان سے فرمایا:

”لوگ بھوکے ہیں اور تم سیر ہو کر کھاتے ہو، یہ اس کا وبال ہے“

جہاز کا کپتان پریشان ہوا۔ اس نے یہ تدبیر سوچی کہ سب مسافروں کی دعوت کی۔ سب مسافر دعوت میں شریک ہوئے، لیکن آپ نے شرکت نہیں فرمائی۔ دوسری شب کو جہاز کے کپتان نے وہی خواب دیکھا۔ اس نے پھر سب مسافروں کی دعوت کی۔ آپ اس مرتبہ بھی شریک نہ ہوئے۔ اب تمسیری مرتبہ جہاز کے کپتان کو وہی بشارت ہوئی۔ اس مرتبہ اس نے پھر سب کی دعوت کی، اور اسی خیال سے کہ کوئی مہمان رہ نہ جائے رحبٹر لے کر سب مسافروں کی حاضری لی۔ اب اس کو معلوم ہوا کہ ایک مسافر غیر حاضر ہے اس نے آپ کو تلاش کیا اور کھانا پیش کیا۔ آپ لے کھانا کھایا۔ جہاز روانہ ہوا۔

عربی پاشا کے خدیو مصر کو معزول کرنے پر اور خدیو مصر کی انگریزوں سے امداد کرنے پر برطانوی حکومت نے ہندوستانی فوجوں کو مصر جانے کا حکم دیا۔ علی محمد خاں سالار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دروازہ سفر کا ذکر کیا۔

آپ نے فرمایا:

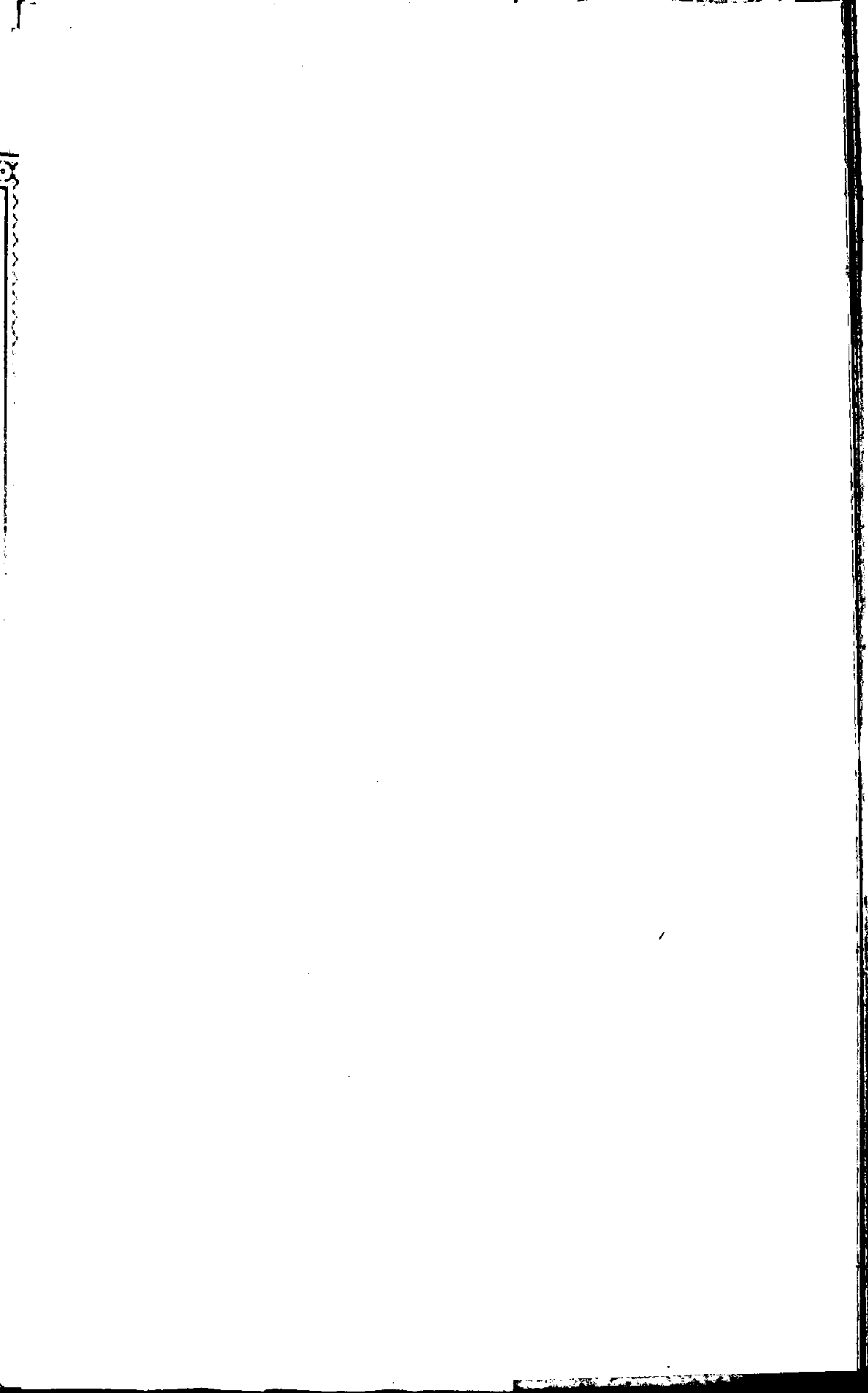
”علی محمد! اگر تم پانی میں ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ آگ میں ہو گے تو

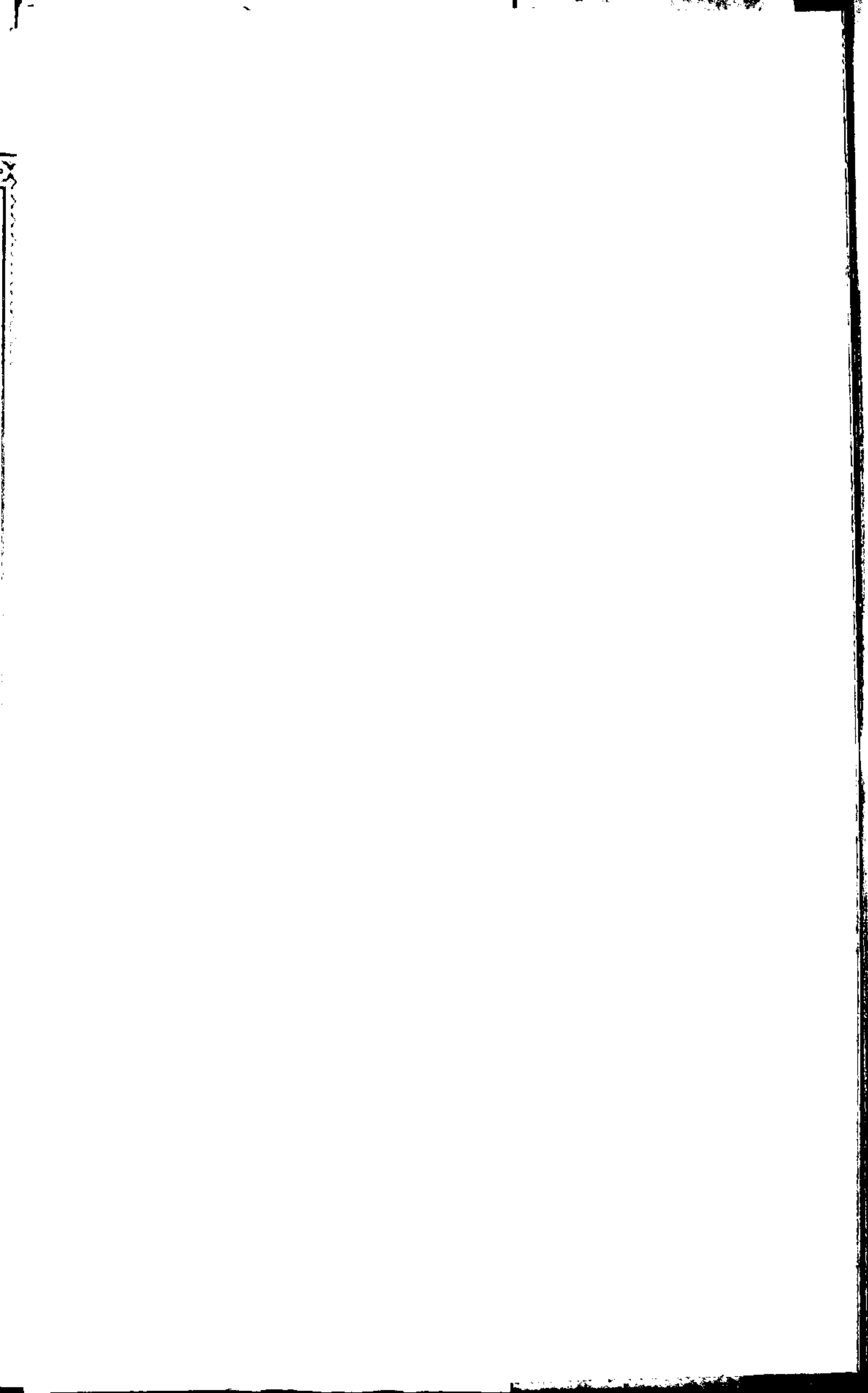
ہمراہ ہیں اور ہزار کوس پر ہو گے تو ہم تمہارے پاس ہیں۔“

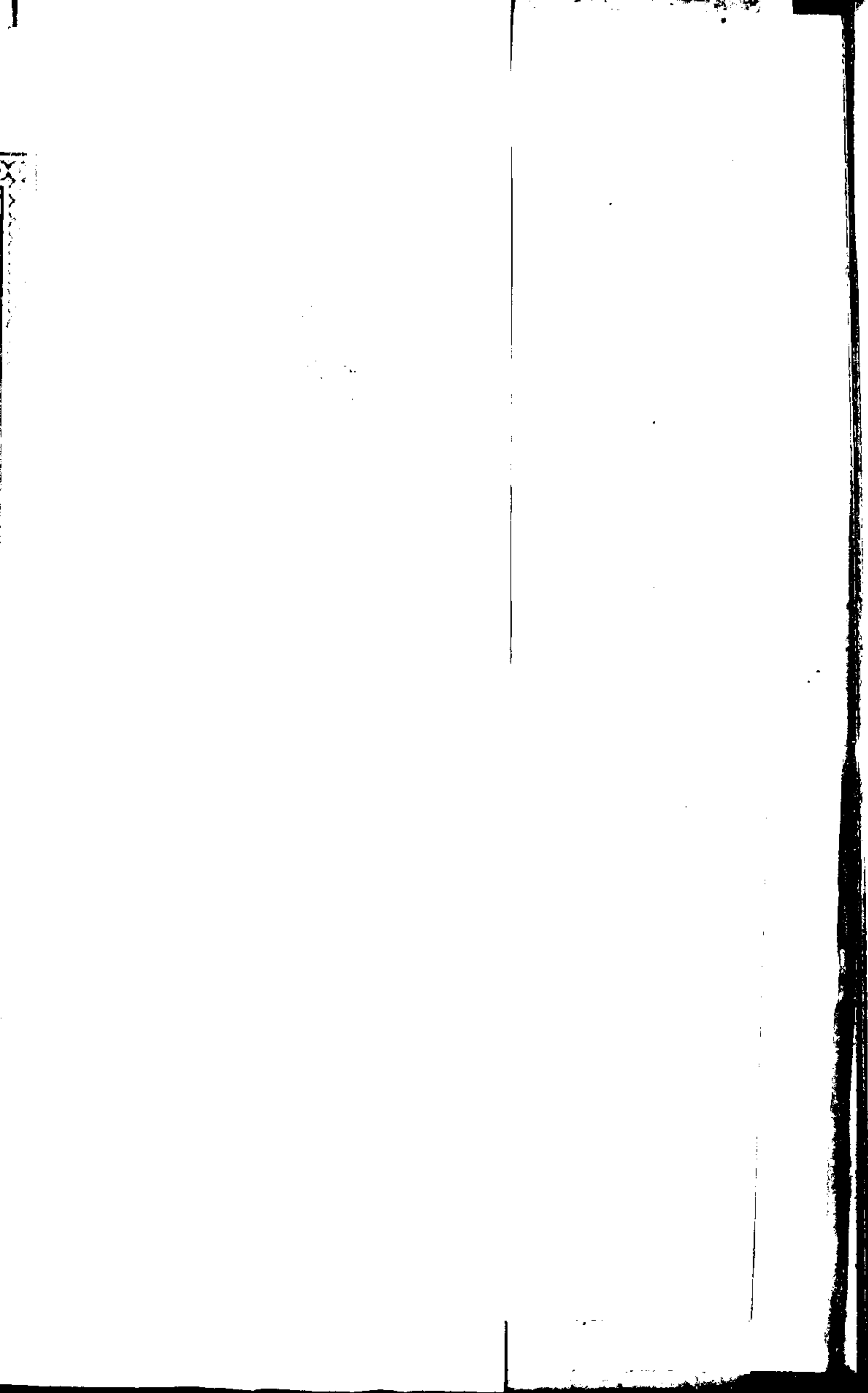
رسالدار علی محمد خاں نے عرض کیا کہ ”حضور مجھ کو مصر جانے کا حکم ملا ہے۔“

آپ کے یٹن کر علی محمد خاں رسالدار سے فرمایا :
”علی محمد مصر کے چاقو اچھے ہوئے ہیں۔ کیوں علی محمد! اگر کوئی ہندوستانی
افسر کہیں کار نمایاں سرانجام دے تو ملکہ اس کی بڑی خاطر کرتی ہوگی۔
ولایت اچھا شہر ہے۔ اب تم جاؤ۔“

ہندوستانی فوجوں نے مصر میں جو ہر شجاعت دکھائے۔ مصری فوجوں کو شکست
ہوئی۔ علی محمد خاں رسالدار کو ان کی خدمات کے صلہ میں انگلستان بھیجا گیا ملکہ وکٹوریہ
نے ان کی بہت عزت کی۔ جب علی محمد خاں رسالدار لوٹے تو مصر سے چاقو اور ٹچریاں
لائے اور آپ کو پیش کیں۔







مدینہ منورہ

ناشران اسلامی کتب لاہور
مدینہ منزل اردو بازار

شرح مسند شریف	از حضرت برہنہ	۲۰
طب و جانی من خواص قرآن	از علامہ شبلی نعمانی	۲۰
غیظ مرثی کی غلطی و عتابیں	از علامہ شبلی نعمانی	۲۰
فتاویٰ عالمگیری	از مولانا محمد امجد علی صاحب	۲۰
معیین المسند	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
منہج نجات المسلمین	از مولانا محمد سعید	۲۰
مشکوٰۃ مولانا	از مولانا محمد سعید	۲۰
مسند امام غزالی	از مولانا محمد سعید	۲۰
میری نماز	از مولانا محمد سعید	۲۰
مسلمان بچوں	از مولانا محمد سعید	۲۰
مسلمان خاوند	از مولانا محمد سعید	۲۰
مسلمان خواتین کیلئے بیسبوت	از مولانا محمد سعید	۲۰
منیر العین	از مولانا محمد سعید	۲۰
مطالع السنن شرح دار المنیر	از مولانا محمد سعید	۲۰
اسلام اور عصری ایجادات	از مولانا محمد سعید	۲۰
حسن بک وقتی شرح تصدیق بیاد	از مولانا محمد سعید	۲۰
بہار اسلام	از مولانا محمد سعید	۲۰
حدیث شوق	از مولانا محمد سعید	۲۰
نولہ ظہوری	از مولانا محمد سعید	۲۰
قائد الامت	از مولانا محمد سعید	۲۰

مدینہ منورہ

ناشران اسلامی کتب لاہور
مدینہ منزل اردو بازار

شرح مسند شریف	از حضرت برہنہ	۲۰
طب و جانی من خواص قرآن	از علامہ شبلی نعمانی	۲۰
غیظ مرثی کی غلطی و عتابیں	از علامہ شبلی نعمانی	۲۰
فتاویٰ عالمگیری	از مولانا محمد امجد علی صاحب	۲۰
معیین المسند	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
منہج نجات المسلمین	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
مشکوٰۃ مولانا	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
مسند امام غزالی	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
میری نماز	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
مسلمان بچوں	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
مسلمان خاوند	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
مسلمان خواتین کیلئے بیسبوت	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
منیر العین	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
مطالع السنات شرح دارالمنیر	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
اسلام اور عصری ایجادات	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
حسن بک وقتی شرح تصدیق بیاد	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
بہار اسلام	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
حدیث شوق	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
نولہ ظہوری	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰
قائد الامت	تالیف مولانا محمد سعید	۲۰